مرغوب الفقہ

۳

کتاب الصلوۃ

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مرغوب الفقہ جلد:۳

کتاب الصلوۃ

نماز کے متعلق مفید اور کارآمد:۱۳/درج ذیل فقہی رسائل کا عمدہ مجموعہ:

مسافت سفر شرعی یا انگریزی؟	سجدۂ تلاوت کے چند مسائل	حرمین میں وتر حنفی............
قنوت نازلہ کے مسائل.....	تراویح کے مسائل..........	مسائل ترویحہ................
رکعات تراویح..............	کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل	سورج گرہن..................
مرغوب العطر.............	محراب کے احکام...........	محلّہ کی مسجد میں نماز کی اہمیت
نماز اور متعلقات نماز کی دعائیں		

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

اجمالی فہرست رسائل

۱	مسافت سفر ۴۸ میل شرعی ہے یا انگریزی؟..........	۱۹
۲	سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو اور وتر کے چند مسائل.......	۳۳
۳	حرمین میں وتر حنفی..........................	۴۵
۴	قنوت نازلہ کے مسائل..........................	۵۳
۵	تراویح کے مسائل..........................	۶۴
۶	مسائل ترویحہ..........................	۸۱
۷	رکعات تراویح..........................	۸۸
۸	کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل..........................	۹۶
۹	سورج گرہن..........................	۱۱۲
۱۰	مرغوب العطر فی اثبات رکعتین بعد الوتر.....	۱۵۹
۱۱	محراب کے احکام..........................	۱۹۶
۱۲	محلّہ کی مسجد میں نماز کی اہمیت..........................	۲۲۴
۱۳	نماز اور متعلقات نماز کی دعائیں..........................	۲۵۴

مسافت سفر ۴۸؍میل شرعی ہے یا انگریزی؟

احادیث مبارکہ..........................	۲۰
میل سے مراد شرعی ہے یا انگریزی..........................	۲۷
حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کا فتوی..........................	۲۷
حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم کا فتوی..........................	۲۷
حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم کا فتوی..........................	۲۸
خلاصہ ’’صحیح اور مناسب تر مسافت قصر‘‘..........................	۲۸
۴۸؍میل شرعی تقریباً ۵۴؍میل انگریزی، یعنی ۸۶۴؍۸۸ کیلومیٹر تقریباً ۹۰؍کیلو میٹر ہے..........................	۲۸
حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی..........................	۲۹
مشائخ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ کے فتاوی..........................	۲۹
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا فتوی..........................	۲۹
دارالعلوم دیوبند کا فتوی..........................	۲۹
حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا فتوی..........................	۳۰
ضروری تنبیہ..........................	۳۰
فرسخ، میل اور کیلومیٹر کا حساب..........................	۳۱
میل شرعی، میل انگریزی اور کیلومیٹر میں فرق..........................	۳۱
برد، فرسخ، کیلومیٹر کا حساب ایک نظر میں..........................	۳۲

فہرست رسالہ ''سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو اور وتر کے چند مسائل''

سجدۂ تلاوت کے چند مسائل..........	۳۴
سجدۂ سہو کے چند مسائل..........	۳۸
وتر کے چند مسائل..........	۴۱

فہرست رسالہ ''حرمین میں وترِ حنفی''

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب کا فتوی..........	۴۶
حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی کا فتوی..........	۴۷
علماء ہند کا فیصلہ..........	۵۰
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب کا فتوی..........	۵۱
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتوی..........	۵۱
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا فرمان وعمل..........	۵۲

فہرست رسالہ ''قنوت نازلہ کے مسائل''

قنوت نازلہ کے مسائل........................	۵۴
قنوت نازلہ کے جواز کا منکر ضدی ہے، (حاشیہ)........................	۵۴
قنوت نازلہ کے لئے خلیفۃ الاسلام شرط نہیں، امام مسجد کافی ہے، (حاشیہ).....	۵۴
قنوت نازلہ پڑھنے کی کوئی حد نہیں جب تک مصیبت رہے پڑھ سکتے ہیں.....	۵۵
قنوت نازلہ کن نمازوں میں پڑھی جائے؟........................	۵۶
جہری بلکہ پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کی تحقیق، (حاشیہ)..........	۵۶
قنوت نازلہ نماز میں کس جگہ اور کس طرح پڑھی جائے؟........................	۵۷
مقتدی قنوت نازلہ میں آمین زور سے کہے یا آہستہ سے؟ (حاشیہ)..........	۵۷
مقتدی امام کے پیچھے قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (حاشیہ)...........	۵۷
دعائے قنوت میں ہاتھ باندھے جائیں یا چھوڑے جائیں؟..................	۵۸
قنوت نازلہ میں سینے تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟.......................	۵۹
مسلمان و غیر مسلم کے مکانات ساتھ ہونے کی وجہ سے دعا کے الفاظ'' دَمِّرْ دِیَارَھُمْ '' کے بجائے'' دِمِّرْ اَشْرَارَھُمْ '' کہنا درست ہے...................	۵۹
مقتدی نے قنوت نازلہ میں آمین کی جگہ بیشک کہہ دیا تو نماز کا اعادہ کرلے....	۵۹
منفرد اور عورتیں قنوت نازلہ پڑھ سکتی ہیں؟............................	۵۹
ملک اور زمانہ کے حالات کی رعایت کرتے ہوئے قنوت نازلہ پڑھے........	۶۰
صرف قنوت نازلہ کافی نہیں...........................	۶۰
قنوت نازلہ کی ماثور دعا...........................	۶۱

فہرست رسالہ ''تراویح کے مسائل''

پیش لفظ..	٦٥
تعریف..	٦٦
حکم..	٦٦
وقت..	٦٦
دیگر مسائل..	٦٧
امامت کے مسائل..	٦٨
قرأت کے مسائل..	٦٩
رکعات میں شک کے مسائل..	٧١
مکروہات تراویح کے مسائل..	٧٣
مفسدات تراویح کے مسائل..	٧٣
تراویح کے متفرق مسائل..	٧٤
قومہ وجلسہ اطمینان سے کریں..	٧٧

فہرست رسالہ ''مسائل ترویحہ''

ترویحہ کے معنی	۸۲
ترویحہ کا ثبوت	۸۲
ترویحہ مستحب ہے	۸۲
صحابہ کا پہلا اجماع ترویحہ پر ہوا	۸۲
مسائل ترویحہ	۸۳
تسبیح تراویح میں غلو	۸۵
حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کا معمول	۸۶

فہرست رسالہ ''رکعات تراویح''

پیش لفظ	۸۹
بیس رکعات تراویح' احادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم	۹۰
تراویح ائمۂ اربعہ کے نزدیک	۹۳
فقہ حنفی	۹۳
فقہ مالکی	۹۴
فقہ شافعی	۹۴
فقہ حنبلی	۹۴
محدث کبیر امام ترمذی رحمہ اللہ کا فرمان	۹۴
بیس تراویح کی حکمت	۹۵

فہرست رسالہ ”کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل“

پیش لفظ، از طبع ثانی	۹۷
گرامی نامہ: حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم	۹۷
تقریظ: حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم	۱۰۰
عرض مرتب	۱۰۱
کرسی پر نماز پڑھنے والے حضرات کے لئے ضروری تنبیہ	۱۰۲
کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام	۱۰۳
بیٹھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے؟	۱۰۳
قدرت سے کیا مراد ہے؟	۱۰۴
سجدہ سے عاجز شخص قیام کرے یا بیٹھ کر نماز پڑھے؟	۱۰۴
زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے سے افضل ہے	۱۰۵
کرسی کے سامنے ٹیبل رکھنا کب ضروری ہے؟ اور ٹیبل و میز کے مسائل	۱۰۷
مسجد میں ٹیبل یا میز رکھنا ممکن نہ ہو اور گھر پر رکھ سکتا ہو تو؟	۱۰۸
کرسی کے پائے صف میں کس طرح رکھے جائیں	۱۱۰
انتظامیہ کی طرف سے مسجد میں کرسیوں کا نظم، جس کے نتیجہ میں غیر معذور بھی کرسیاں استعمال کرنے لگے	۱۱۱
معذور شخص کے لئے ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کرنے کا حکم	۱۱۱

فہرست رسالہ ''سورج گرہن''

پیش لفظ..	۱۱۳
سورج گرہن کی نماز کے مسائل........................	۱۱۵
سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے........................	۱۱۵
سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا افضل ہے........................	۱۱۵
کیا نماز کسوف کے لئے شہر کا ہونا ضروری ہے؟........................	۱۱۵
سورج گہن کی نماز کے بعد خطبہ ہے؟........................	۱۱۶
سورج گہن کی کتنی رکعتیں ہیں؟........................	۱۱۸
سورج گہن کی نماز مسجد میں پڑھنا افضل ہے........................	۱۱۸
سورج گہن کے وقت دعا واذکار سے نماز پڑھنا افضل ہے........................	۱۱۹
سورج گہن کے بارے میں ملحدین کا ایک اعتراض........................	۱۲۱
سورج گہن کے بارے میں احادیث........................	۱۲۳
کیا آپ ﷺ نے زمزم کے چبوترہ پر سورج گہن کی نماز پڑھائی؟..........	۱۲۳
چند آثار صحابہ رضی اللہ عنہم........................	۱۳۴
سورج گہن کی نماز کے راویوں کی تعداد: ۲۴ر ہیں........................	۱۳۶
سورج گہن کی روایات میں اختلاف کیوں؟........................	۱۳۶
لفظ کسوف اور خسوف میں فرق ہے یا دونوں ایک؟........................	۱۳۹
عہد رسالت میں سورج گہن کتنی مرتبہ ہوا؟........................	۱۴۱
سورج اور چاند گہن کی حکمتیں وفوائد........................	۱۴۲

رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور بے لوثی کی ایک دلیل	۱۴۴
سورج کو گہن لگنے کا ظاہری سبب	۱۴۴
چند برائیوں کی اصلاح	۱۴۷
سورج گہن کی نماز عام نمازوں کی طرح ہے دلائل احناف	۱۴۹
ایک رکوع پر دلیل عقلی	۱۵۲
نماز کسوف کی ایک رکعت میں زائد رکوع کی روایات مضطرب ہیں	۱۵۳
امام بخاری رحمہ اللہ بھی احناف کے ساتھ ہیں	۱۵۴
سورج گہن کی نماز میں قرأت سر کی احادیث	۱۵۵
دلیل عقلی	۱۵۵
سورج گہن کی نماز میں قرأت جہر کی احادیث	۱۵۶
دلیل عقلی	۱۵۷

فہرست رسالہ ’’مرغوب العطر فی اثبات رکعتین بعد الوتر‘‘

عرض مرتب..................	۱۶۰
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’بخاری‘‘ سے..................	۱۶۲
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’مسلم‘‘ سے..................	۱۶۳
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’ترمذی‘‘ سے..................	۱۶۵
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’نسائی‘‘ سے..................	۱۶۷
رکعتین بعد الوتر کو ناجائز یا بدعت کہنا کم علمی اور تنگ نظری کی دلیل ہے.......	۱۶۸
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’ابن ماجہ‘‘ سے..................	۱۶۸
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’دار قطنی‘‘ سے..................	۱۶۸
وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ’’طحاوی‘‘ سے..................	۱۶۹
آپ ﷺ کا وتر کے بعد والی رکعتوں میں سورۂ رحمٰن اور سورۂ واقعہ پڑھنا...	۱۶۹
آپ ﷺ کا وتر کے بعد والی نماز میں سورۂ زلزال اور سورۂ کافرون پڑھنا..	۱۶۹
آپ ﷺ کا سفر میں وتر کے بعد نفل پڑھنے کا حکم فرمانا..................	۱۷۰
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا اور آپ ﷺ کا نکیر نہ فرمانا........	۱۷۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا..................	۱۷۲
حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا تراویح اور وتر کے بعد تہجد پڑھنا............	۱۷۳
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا..................	۱۷۶
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا..................	۱۷۶
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ: وتر کے بعد نفل پڑھنا ہو تو پڑھ لے........	۱۷۸

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا وتر کے بعد نماز کی اجازت دینا...............	۱۷۸
حضرت سعد رضی اللہ عنہ وتر کے بعد نماز پڑھتے تھے...........................	۱۷۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وتر کے بعد نماز پڑھتے تھے.....................	۱۷۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وتر کے بعد تہجد کی اجازت دینا...............	۱۸۰
حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا.............................	۱۸۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے.....	۱۸۱
حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے...	۱۸۱
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ: آدمی وتر کے بعد نماز پڑھ لے.......	۱۸۱
حضرت علقمہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ: وتر کے بعد صبح تک نماز پڑھ سکتا ہے..........	۱۸۲
وتر کے بعد نفل پڑھنے کے بارے میں چند اکابر کی آراء.............................	۱۸۲
اکابر علماء دیوبند کے فتاوی..	۱۸۴
وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟..................................	۱۸۶
نماز وتر کا نماز تراویح سے پہلے پڑھنے کا حکم..	۱۹۱
''بہشتی گوہر'' کے ایک مسئلہ کے متعلق تقدیم وتر علی التراویح پر شبہ کا جواب....	۱۹۱
رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ..	۹۳
حدیث'' اجعلوا آخر صلوتکم ''الخ سے اشکال اور اس کے جوابات......	۱۹۳
مستحب اور بیان جواز میں دقیق فرق...	۱۹۵

فہرست مقالہ: ’’محراب کے احکام‘‘

محراب کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۱۹۷
قرآن کریم میں چار مقامات پر محراب کا ذکر	۱۹۸
محراب میں امام کا کھڑا ہونا	۱۹۹
کراہت کی علت	۲۰۰
آثار	۲۰۱
احناف پر محراب میں نماز کی کراہت پر اعتراض اور اس کے جوابات	۲۰۲
علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی رائے	۲۰۲
محراب کے متعلق چند مفید مسائل	۲۰۹
محراب بنانے کا حکم	۲۰۹
محراب نہ ہونے سے ثواب میں فرق نہیں آتا	۲۱۱
محراب بنانے کا رواج کب سے ہے؟	۲۱۱
محراب مسجد کا حصہ ہے	۲۱۲
معتکف کا محراب میں جانا مفسد اعتکاف نہیں	۲۱۲
محراب میں نقش ونگار کرنا	۲۱۲
محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا اور رنگ برنگی بتیاں لٹکانا	۲۱۳
قرآن کریم کو محراب میں رکھنا	۲۱۳
مسجد کی محراب وغیرہ میں آیات لکھنے کا حکم	۲۱۴
محراب میں امام کا نفل پڑھنا	۲۱۴

قبلہ پر محراب کی دلالت	۲۱۴
جماعت ثانی محراب سے ہٹ کر بغیر اذان واقامت کے کر لی جائے تو؟......	۲۱۵
محراب بنانے میں انہدام مسجد کا خطرہ ہو تو کیا کرے؟	۲۱۶
مسجد کے محراب میں طاق بنانا	۲۱۶
محراب مسجد کو منتقل کرنا	۲۱۶
امام کا مسجد کے محراب میں دروازہ کھول کر آمد ورفت رکھنا	۲۱۷
مسجد کی محراب کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم	۲۱۷
محراب والی دیوار کو شیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا	۲۱۸
ایک مسجد میں دو محراب بنانا	۲۱۹
محراب کے مقابل قرآن رکھنا	۲۱۹
خاتمہ	۲۲۰
آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کے دور میں محراب تھی یا نہیں؟	۲۲۰
محراب اسلام کا شعار ہے	۲۲۲

فہرست رسالہ ’’محلّہ کی مسجد میں نماز کی اہمیت‘‘

محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا....................	۲۲۵
صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ محلّہ کی مسجد میں نماز کو پسند فرماتے تھے.....	۲۲۶
بدری صحابہ کا بینائی زائل ہونے کے باوجود اپنی مسجدوں میں نماز پڑھانا......	۲۲۶
آپ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ اور نو (۹) مسجد والے اپنے اپنے محلّہ ہی میں نماز پڑھتے تھے....................	۲۲۶
محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد نبوی سے افضل ہے....................	۲۲۹
فقہاء رحمہم اللہ کی تصریحات....................	۲۳۰
محلّہ میں کوئی نہ ہو تو اکیلے نماز پڑھے....................	۲۳۰
محلّہ میں دو مسجدیں ہوں تو؟....................	۲۳۱
شرعی عذر کی وجہ سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں جانا....................	۲۳۲
بلا وجہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا جائز نہیں....................	۲۳۳
دوسری مسجد میں نماز پڑھنا حد سے افراط اور خلاف شرع ہے....................	۲۳۵
محلّہ کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہو تب بھی تراویح محلّہ کی مسجد میں پڑھے.....	۲۳۶
ہر محلّہ میں مسجد کی تعمیر کا حکم....................	۲۳۷
تاجر ومزدور اور طالب علم کے لئے مسجد محلّہ کون سی مسجد ہے؟....................	۲۳۷
جامع مسجد کے ثواب کی وجہ سے محلّہ کی مسجد چھوڑنا چاہئے یا نہیں؟....................	۲۳۸
آپ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا تھا....................	۲۴۰

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم کہ: جمعہ، جامع مسجد میں پڑھیں	۲۴۱
محلّہ کی مسجد میں جماعت فوت ہوجائے تو دوسری مسجد میں جائے یا نہیں؟.....	۲۴۳
چند مسائل..	۲۴۵
محلّہ کی مسجد کی اذان جمعہ سے بیع مکروہ ہے.....محلّہ کی مسجد کی اذان کا جواب واجب ہے..	۲۴۶
آپ ﷺ کا نماز کے فوت ہونے پر گھر میں نماز ادا فرمانا....................	۲۴۸
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نماز فوت ہونے پر گھر میں نماز پڑھنا.........	۲۴۹
صحابہ رضی اللہ عنہم جب مسجد میں نماز ہوجاتی تو اکیلے نماز پڑھتے..............	۲۴۹
جب مسجد میں جماعت فوت ہوجائے تو اکیلے اکیلے نماز پڑھیں..............	۲۴۹
حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ: جماعت ہوچکی ہو تو اکیلے نماز پڑھو........	۲۵۰
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ: جماعت ہوچکی ہو تو اکیلے نماز پڑھو..	۲۵۰
حضرت قاسم رحمہ اللہ نے جماعت فوت ہونے پر تنہا نماز پڑھی..............	۲۵۱
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تصریح..	۲۵۱
آپ ﷺ کی ترک جماعت پر وعید بھی دوسری مسجد میں نہ جانے کی دلیل ہے	۲۵۲

فہرست رسالہ: ’’نماز اور متعلقات نماز کی دعائیں‘‘

وضو کے شروع کی دعائیں	۲۵۵
وضو کے بعد کی دعائیں	۲۵۶
مسجد جاتے وقت کی دعائیں	۲۵۷
فجر کی نماز کے لئے نکلنے کی دعائیں	۲۵۷
مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۲۵۸
جمعہ کے دن مسجد کا دروازہ پکڑ کر یہ دعا پڑھے	۲۵۸
مسجد سے نکلنے کی دعائیں	۲۵۸
اذان سنے تو یہ دعا پڑھے	۲۵۹
اذان کے بعد کی دعائیں	۲۶۰
مغرب کی اذان کے وقت کی دعا	۲۶۱
سنت فجر کے بعد کی دعا	۲۶۲
صف میں شریک ہونے لگے تو یہ پڑھے	۲۶۴
تکبیر میں ’’قد قامت الصلوۃ‘‘ کا جواب	۲۶۴
نماز کے شروع کی دعائیں	۲۶۵
رات کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعا	۲۶۶
رکوع کی دعائیں	۲۶۸
قومہ کی دعائیں	۲۶۹
سجدہ کی دعائیں	۲۷۰

جلسہ کی دعائیں..	۲۷۱
سجدۂ تلاوت کی دعائیں..	۲۷۱
تشہد کے بعد پڑھنے کی دعائیں..	۲۷۲
آپ ﷺ کی نماز کے بعد کی دعائیں..	۲۷۴
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز کے بعد کی دعائیں..	۲۷۹
نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پڑھنے کی دعا..	۲۸۰
سفر میں نماز فجر کے بعد کی دعا..	۲۸۰
نماز فجر اور مغرب کے بعد کی دعا..	۲۸۰
نماز مغرب کی دوسنت کے بعد کی دعا..	۲۸۱
قنوت وتر اور وتر کے بعد کی دعائیں..	۲۸۲
وتر کے آخر میں (تشہد اور درود شریف کے بعد) پڑھنے کی دعائیں..........	۲۸۳
وتر کے بعد پڑھنے کی دعا..	۲۸۴

مسافت سفر ۴۸ رمیل

شرعی ہے یا انگریزی؟

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

احادیث مبارکہ

(۱)......عن شريح بن هانی ءٍ رحمه الله قال : اتيت عائشة رضی الله عنها اسألها عن المسح على الخفين ، فقالت : عليک بابن ابی طالب رضی الله عنه فاسئله ' فانه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فسألناه ' فقال : جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام ولياليهن للمسافر و يوما وليلة للمقيم۔

(مسلم شریف ص۱۳۵ ج۱)

ترجمہ:......حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر موزوں پر مسح کے بارہ میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: تم ابن ابی طالب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا' تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تھے۔

(۲)......عن عبد الرحمن بن ابی بكرة رحمه الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقّت فی المسح على الخفين ثلا ثة ايام و لياليهن للمسافر و للمقيم يوما و ليلة۔ (صحیح ابن حبان ص۱۳۱۱ ج۲)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ہے۔

(۳)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : ان النبی صلى الله عليه وسلم قال : لا تسافر المرأة ثلثة ايام الا مع ذی محرم۔ (بخاری شریف ص۱۴۷ ج۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ سفر کرے عورت تین دن کا محرم کے بغیر۔

(۴)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لا يحل لامرأة ان تسافر ثلثا الا ومعها ذو محرم منها۔ (مسلم شریف ص۴۳۴ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر کرے اپنے محرم کے بغیر۔

(۵)......عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لا يحل لامرأة تؤمن باللّٰه واليوم الآخر ان تسافر سفرا يكون ثلثة ايام فصاعدا الا و معها ابوها او ابنها او زوجها او اخوها او ذو محرم منها۔

(مسلم شریف ص۴۳۴ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال نہیں ہے کسی بھی ایسی عورت کے لئے جو اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ تین دن یا تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر کرے، مگر اس حال میں کہ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو۔

(۶)......عن علی بن ربيعة الوالبی رحمه الله قال : سألت عبد الله بن عمر رضی الله عنهما الی كم تقصر الصلوة ؟ فقال : اتعرف السويداء ؟ قال قلت : لا ، ولكنی قد سمعت بها قال : هی ثلث ليال قواصد فاذا خرجنا اليها قصرنا الصلوة۔

(کتاب الآثار للامام ابی حنیفۃ بروایت الامام محمد ص ۳۹)

ترجمہ:......حضرت علی بن ربیعہ والبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کتنی مسافت پر نماز قصر کرنی چاہئے! آپ نے فرمایا: سویداء کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جانتا تو نہیں، لیکن اس کے بارے میں سنا ہے، فرمایا: وہ تین درمیانی راتوں کی مسافت پر ہے، جب ہم وہاں جاتے ہیں تو نماز میں قصر کرتے ہیں۔

(۷)......حدثنا ابراھیم بن عبد الاعلی رحمه الله قال : سمعت سوید بن غفلة الجعفی رحمه الله یقول : اذا سافرت ثلا ثا فاقصر۔ (کتاب الحجۃ ص۱۶۸ ج۱)

ترجمہ:......حضرت براہیم بن عبدالاعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے سوید بن غفلہ جعفی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تو تین دن کا سفر کرے تو قصر کر۔

(۸)......عن عمر رضی الله عنه قال : تقصر الصلوة فی مسیرة ثلث لیال۔

(کنز العمال ص۲۳۴ ج۸)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تین رات کی مسافت (کے سفر) میں نماز قصر کی جائے۔

(۹)......عن سالم بن عبد الله رحمه الله عن ابیه انه رکب الی رَیْمٍ فقصر الصلوة فی مسیره ذالک قال : یحییٰ رحمه الله قال مالک رحمه الله : وذالک نحو من اربعة برد۔ (مؤطا امام مالک ص۱۳۰ ج۱)

ترجمہ:......حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے ریم تک سفر کیا تو اپنے اس سفر کے دوران نماز میں قصر کیا۔ یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: ریم کا مدینہ طیبہ سے تقریباً ۴/ برید کے برابر فاصلہ ہے۔

(۱۰)......عن سالم بن عبد الله رحمه الله : ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما رکب الی ذات النصب ، فقصر الصلوة فی مسیره ذالک قال : یحییٰ رحمه الله قال مالک رحمه الله : وبین ذات النصب والمدینة اربعة برد۔

(مؤطا امام مالک ص۱۳۰ ج۱)

ترجمہ:......حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذات نصب تک سفر کیا تو اپنے اس سفر کے دوران نماز میں قصر کیا۔ یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: مدینہ طیبہ اور ذات نصب کے درمیان ۴/برید کا فاصلہ ہے۔

(۱۱)......عن سالم ان بن عمر رحمه الله :ان ابن عمر رضی الله عنهما خرج الی ارض له بذات النصب فقصر وهی ستة عشر فرسخا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۳ ج۲)

ترجمہ:......حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اس زمین کی طرف سفر کے لئے نکلے جو ذات نصب میں تھی تو آپ نے قصر کیا۔ مدینہ طیبہ سے اس کا فاصلہ سولہ فرسخ ہے۔

(۱۲)......عن عطاء بن ابی رباح رحمه الله : ان ابن عمر رضی الله عنهما وابن عباس رضی الله عنهما کانا یصلیان رکعتین ویفطران فی اربعة برد فما فوق ذالک۔ (بیہقی ص۱۳۷ ج۳)

ترجمہ:......حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دو رکعت پڑھتے تھے (قصر کرتے

تھے)اور روزہ افطار کرتے تھے چار یا اس سے زیادہ برید پر۔

(۱۳)......وکان ابن عمر رضی اللہ عنھما وابن عباس رضی اللہ عنھما یقصران و یفطران فی اربعة برد وھو ستة عشر فرسخا۔(بخاری شریف ص۱۴۷ ج۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں قصر کرتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے ۴ ؍برید پر جو ۱۶ ؍فرسخ کے ہوتے ہیں۔

(۱۴)......عن عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ قال : قلت : لابن عباس رضی اللہ عنھما اقصر الی عرفة ؟ فقال : لا ، قلت: اقصر الی مر ؟ قال : لا ، قلت : اقصر الی الطائف والی عسفان ؟ قال : نعم ، وذالک ثمانیة واربعون میلا وعقد بیدہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۵ ج۲۔مسند امام شافعی ص۱۸۵ ج۱)

ترجمہ:......حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں عرفہ کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ 'مر' کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا طائف اور عسفان کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! ان کی مسافت اڑتالیس میل ہے ہاتھ سے گرہ لگا کر (شمار کرکے) دکھایا۔

(۱۵)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یا اھل مکة لا تقصروا الصلوة فی ادنی من اربعة برد من مکة الی عسفان۔

(معجم طبرانی کبیر،بحوالہ مجمع الزوائد ص۱۵۷ ج۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہل مکہ! تم چار برید سے کم کے سفر میں قصر نہ کیا کرو، چار برید مکہ مکرمہ سے

عسفان تک ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار سے ثابت ہورہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسافر کے لئے موزوں پر مسح کی مدت تین دن وتین رات مقرر فرمائی ہے، جیسا کہ حدیث نمبر:۱/۲/ سے واضح ہے اور آپ نے عورت کو محرم کے بغیر تین دن کے سفر سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر:۳/۴/ سے ظاہر ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں تین دن ورات کو ضرور دخل ہے اور مسافر کہلانے کا مستحق وہی ہے جو تین دن ورات کی مسافت کے سفر کے ارادہ سے گھر سے چلے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور جلیل القدر تابعی حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کے اقوال سے اس کی صراحت بھی ہوگئی، اور معلوم ہوا کہ نماز میں قصر کے لئے مسافتِ سفر تین دن ورات کا سفر ہے، جیسا کہ حدیث نمبر:۶/۷/۸/ سے ظاہر ہے۔

مگر جس زمانہ میں قافلے پیادہ یا اونٹوں وغیرہ پر چلا کرتے تھے، اس زمانہ میں اس مسافت کا اندازہ لگانا آسان تھا، موٹر، ریل اور ہوائی جہاز کے اس دور میں تین دن کی پیدل مسافت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، شاید آئندہ اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری کا زمانہ آئے، لہذا احکام شرع میں سہولت کے پیش نظر اب میلوں کی تعیین ضروری ہے، چنانچہ محققین علماء احناف نے ۴۸/میل کو مسافت قصر قرار دیا ہے، جیسا کہ یہ ائمہ ثلاثہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ، حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی مسلک ہے، اور مندرجہ بالا احادیث وآثار اس کے مؤید ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے مسافت سفر کی تحدید چار برد = ۱۶/فرسخ = ۴۸/میل ثابت ہو رہی ہے، جیسا کہ حدیث نمبر:۱۵/ سے ظاہر ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہما اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال و اعمال سے بھی مسافت سفر کی تحدید چار برد = ۱۶ر فرسخ = ۴۸ر میل ہی ثابت ہورہی ہے، جیسا کہ حدیث نمبر: ۹ر۱۰ر۱۱ر۱۲ر۱۳ر۱۴ر سے واضح ہے۔ حضرت امام مالک' حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ' حضرت امام بخاری' حضرت امام بیہقی رحمہم اللہ سب یہی نقل کررہے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل اور فتوی اسی پر تھا کہ مسافت قصر اڑتالیس میل ہے۔

(''حدیث اور اہل حدیث'' از: ص ۱۴۷ر تا ۲۲۷۔ یہ ساری احادیث اسی کتاب سے ماخوذ ہیں)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حنفیہ کے نزدیک مسافر ہونے کے لئے کوئی مخصوص زمینی مسافت متعین نہیں، بلکہ اوسط رفتار سے تین دن اور تین رات میں جتنی دور کا سفر کیا جاسکے' کم سے کم اتنی دور کے سفر سے انسان مسافر ہوجاتا ہے۔ مگر زمانہ کی سہولت اور عوام کی آسانی کے لئے فقہاء اور علماء نے مسافت کی تعیین کی ہے۔ فقہاء احناف کے اس سلسلہ میں تین قول ہیں:

(۱)......۲۱ر فرسخ......۶۳ر میل۔

(۲)......۱۸ر فرسخ......۵۴ر میل۔

(۳)......۱۵ر فرسخ......۴۵ر میل۔

شوافع' مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک: ۱۶ر فرسخ......۴۸ر میل ہے۔

اس سلسلہ میں بخاری شریف میں دو صحابی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں حضرات چار برید کے سفر پر قصر کیا کرتے تھے۔

كان ابن عمر و ابن عباس يقصران و يفطران في اربعة برد وهو ستة عشر فرسخا۔

(بخاری ص ۱۴۷ ج ۱، باب في كم يقصر الصلوة، رقم الحديث: ۱۰۸۶)

پس یہ رائے دوا کابر صحابہ سے مؤید بھی ہے، ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق بھی ہے اور پندرہ فرسخ والا قول جس پر علماء خوارزم کا فتوی ہے سے قریب بھی ہے، اس لئے ہمارے زمانہ کے اکثر علماء ہندو پاک نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

(جدید فقہی مسائل ص ۹۷ ج ۱)

میل سے مراد شرعی ہے یا انگریزی

اب سوال یہ ہے کہ میل سے مراد شرعی ہے یا انگریزی؟ علماء کی ایک جماعت کا مسلک یہ کہ میل سے مراد انگریزی میل ہے۔ اور ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ میل سے مراد شرعی میل ہے، اور یہی زیادہ صحیح اور احتیاط والا مسلک ہے۔

چند اکابر کی آراء نقل کرتا ہوں:

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''پس مسافت قصر پینتالیس میل شرعی یا چون میل شرعی ہوئی''۔

''الحاصل اڑتالیس میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا سمجھ میں نہیں آیا، یہ مسافت ۴۵/۴۸/ یا ۵۴/میل شرعی ہونی چاہئے۔ درمیانی قول کو راجح اور معمول بہ بنایا جائے بوجوہ بالا تو اولی ہوگا''۔ (خیر الفتاوی ص ۶۶۵/و ۶۶۸ ج ۲)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم کا فتوی

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم فرماتے ہیں:

''میل سے میل شرعی مراد ہے''۔ (جدید فقہی مسائل ص ۹۷ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم کا فتوی

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

''اصل میں احتیاط اسی میں ہے کہ میل انگریزی کے بجائے میل شرعی کے اعتبار سے مسافت سفر کا تعین کیا جائے'' .... ''ہمارے دارالافتاء سے اسی پر فتوی دینے کا معمول ہے۔اور مسئلہ چونکہ مجتہد فیہ ہے'اس لئے اکابر کی رائے کو بالکل غلط بھی نہیں کہہ سکتے''۔

(ماہنامہ ''ندائے شاہی'' جون ۲۰۰۳)

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مرادآبادی' حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی' حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی مدظلہم وغیرہ حضرات کی رائے بھی یہی ہے۔

آخر میں میرے استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کی محقق تحریر ملاحظہ فرمائیں! حضرت رقمطراز ہیں:

خلاصہ ''صحیح اور مناسب تر مسافت قصر''

۴۸ر میل شرعی تقریبا ۵۴ر میل انگریزی، یعنی ۸۸/۸۶۴ کیلومیٹر تقریبا ۹۰ر کیلومیٹر ہے

اکابر علماء دیوبند کے یہاں مسافت قصر (وہ دوری جس کا قصد کر کے نکلنے سے کوئی مسافر ہوتا ہے) تقریبا ۹۰ر کیلومیٹر ہے، یہی مقدار مالکیہ' شوافع اور حنابلہ کے یہاں بھی ہے۔یہی فتوی اکابر علماء دیوبند: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی' حضرت علامہ انور شاہ کشمیری' حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا فتوی بھی اسی کے مطابق ''صحیح بخاری'' اور ''مؤطا

امام مالک‘‘ میں مذکور ہے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی

جواب:...... چار برید جس کی سولہ سولہ میل کی تین تین منزلیں ہوتی ہیں، حدیث مؤطا امام مالک سے ثابت ہوتی ہیں، الی آخرہ۔ (فتاوی رشیدیہ ص۴۲۳)

مشائخ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ کا فتوی

چار برید ہی ہمارے مشائخ کے یہاں پسندیدہ ہے۔ شیخ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اسی پر فتوی دیا ہے۔ (فتح الملہم ص۲۵۲ ج۲)

علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے اسی کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے بھی نقل فرمایا ہے: چار برید کی مسافت یقینی ہے، اس سے کم مشکوک ہے۔ (فتح الملہم ص۲۵۲ ج۲)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا فتوی

مسافت قصر مذہب میں تین دن تین رات کی مسافت ہے، پھر لوگوں نے اندازہ کر کے اس کو منازل کی طرف پھیرا تو اختلاف ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ: مسافت قصر سولہ (۱۶) فرسخ ہے، ہر فرسخ تین میل کا، تو کل اڑتالیس (۴۸) میل ہوئی، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ میں اسی پر فتوی دیتا ہوں، اس لئے کہ یہی دوسروں کا مذہب ہے۔

(فیض الباری تقریر صحیح البخاری ص۳۹۷ ج۲)

دارالعلوم دیوبند کا فتوی

ایک فرسخ کے تین میل شرعی ہوتے ہیں، اس لئے ۴۸ رمیل شرعی مسافت قصر ہوئی۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی ۴۸ رمیل شرعی ہے نہ کہ انگریزی۔ میل

شرعی میل انگریزی سے دوسو چالیس (۲۴۰) گز بڑا ہوتا ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۴۹۵ ج ۴)

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا فتوی

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی مسافت قصر کی یہی مقدار بتائی ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(مؤطا ص ۱۳۰)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مختصراً ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے، فللہ در ھذا القول۔

ضروری تنبیہ

معلوم ہونا چاہئے کہ مسافت قصر کے اس مسئلہ میں علماء ہند کے درمیان بہت اختلاف ہے۔خود علماء دیوبند میں بھی، چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مسافت قصر ۲۴ رمیل انگریزی ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ۳۶ رمیل انگریزی کے قائل تھے۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب' حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی اور حضرت مولانا عبدالحئ فرنگی محلی رحمہم اللہ بھی ۳۶ رمیل انگریزی کے قائل تھے۔

دوسرے کچھ علماء جیسے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ۴۸ رمیل انگریزی کے قائل تھے۔

یہ سب ہمارے بزرگ ہیں، ہم سب کا احترام کرتے ہیں، لیکن اول الذکر بزرگوں کا قول مرفوع حدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیز دیگر ائمۂ مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال کے

مطابق ہے اور اس میں ہم کو اندازہ کرنے اور لوگوں کی عادت اور عرف بتانے کی ضرورت نہیں اور وہ ۴۸؍میل شرعی ہے، جس کے تقریبا ۹۰؍کیلومیٹر ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ جو اقوال ہیں، ان کے قائلین نے اپنے زمانہ اور علاقہ کے لوگوں کی عادت دیکھ کر اندازہ کیا کہ تین دن اور تین رات میں کتنا چل سکتے ہیں، پھر کوئی مقدار متعین کی۔

بیشک ان کے اقوال ان کے زمانہ اور علاقہ کے لئے بالکل صحیح اور درست تھے، جیسے ان سے پہلے کے مشائخ کے اقوال بھی درست تھے، لیکن جہاں وہ عادت اور عرف نہیں وہاں اس قول پر عمل کرنا یا فتوی دینا خود انہیں کے اصول کے مطابق صحیح نہیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(مجموعۂ مقالات از ص ۲۷؍تا ۳۰)

فرسخ، میل اور کیلومیٹر کا حساب

ایک ''برد'' چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ اور ایک ''فرسخ'' تین شرعی میل کا ہوتا ہے۔ اور ایک ''شرعی میل'' چار ہزار ہاتھ یعنی دو ہزار گز کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک ''برد'' بارہ شرعی میل کا ہوا۔ معلوم ہوا کہ ایک ''فرسخ'' تین میل کا اور ایک ''میل شرعی'' دو ہزار گز کا، اب بارہ فرسخ کو تین میل سے ضرب دیں تو ۴۸؍میل شرعی ہوئے۔

میل شرعی، میل انگریزی اور کیلومیٹر میں فرق

میل انگریزی، میل شرعی سے: ۱۳۶۳ .۱؍چھوٹا ہوتا ہے، کیونکہ میل انگریزی: ۱۷۶۰؍گز کا ہوتا ہے۔ اور کیلومیٹر شرعی میل سے: ۸۲۸ .۱؍چھوٹا ہوتا ہے، اس لئے کہ کیلومیٹر صرف ۶۹ .۱۰۹۳؍گز کا ہوتا ہے۔ اور کیلومیٹر انگریزی میل سے: ۶۰۹۲ .۱؍فیصد چھوٹا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۴۸؍میل شرعی: ۵۴۵ .۵۴؍میل انگریزی ہوگا۔ اور: ۸۲ .۸۷؍کیلومیٹر ہوگا۔

برد، فرسخ، کیلومیٹر اور میل کا حساب ایک نظر میں

کون	کتنا	کتنا چھوٹا
ایک میل شرعی	۲۰۰۰رگز	
ایک میل انگریزی	۱۷۶۰رگز	۱.۱۳۶۳
ایک کلومیٹر	۱۰۹۳.۶۹رگز	۱.۸۲۸۸
ایک کیلومیٹر	انگریزی میل سے چھوٹا ہوتا ہے	۱.۶۰۹۲
ایک فرسخ	۳	میل شرعی
ایک فرسخ	۳.۴۰۹	میل انگریزی
ایک فرسخ	۵.۴۸۶	کیلومیٹر
ایک برد	۴	فرسخ
ایک برد	۱۲	میل شرعی
ایک برد	۱۳.۶۳۵	میل انگریزی
ایک برد	۲۱.۹۳۶	کیلومیٹر
۱۶رفرسخ	۴۸	میل شرعی
۱۶رفرسخ	۵۴.۵۴۵	میل انگریزی
۱۶رفرسخ	۸۷.۷۸۲	کیلومیٹر

(الشرح الشمیری ص۲۲۳ج۱)

سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو

اور وتر کے چند مسائل

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

سجدۂ تلاوت کے چند مسائل

م:......امام نے آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں سجدہ کی نیت کرلی تو امام کا سجدہ ادا ہوجائے گا اور مقتدیوں نے بھی نیت کرلی تو ان کا سجدہ بھی ادا ہوجائے گا، اور اگر مقتدی نے نیت نہ کی تو اس کا سجدہ نہ ہوا، اب مقتدی امام کے سلام کے بعد سجدہ کرے اور قعدہ کا اعادہ کرے، اور اس میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔

م:......امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کی نماز ملحوظ رکھنے کے لئے رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے، سجدہ صلوۃ میں خود بخود ادا ہوجائے گا۔ (خیر الفتاوی ص۵۴۳ ج ۲)

م:......رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کے ساتھ نماز کے رکوع کی بھی نیت کرے، ورنہ نماز کا رکوع ادا نہ ہوگا اور نماز فاسد ہوجائے گی۔

م:......امام سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو اسی وقت سجدہ کرلے، اور مقتدی بھی۔

م:......نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی جائے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے، اگر تین آیتوں سے زیادہ پڑھنے کے بعد سجدہ کیا گیا تو قضا شمار ہوگا اور تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اور سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا ہے وہ سلام پھیرنے سے پہلے بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جب تک کوئی حرکت منافیٔ نماز نہ کی ہو، کر لینا چاہیئے، اس کے بعد بجز توبہ واستغفار کے معافی کی کوئی صورت نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص۳۹۴ ج ۴)

م:......امام نے سجدہ کی آیت تلاوت کی اور سجدہ کیا مگر مقتدی بھول سے رکوع میں رہا تو مقتدی کی نماز ہوگئی۔ (فتاوی عثمانی ص۴۹۷ ج ۱)

م:......امام سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد سجدہ نہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے۔

م:......مقتدی نے سجدہ کی آیت پڑھی (مثلاً غلط لقمہ دے دیا) تو نہ امام پر اور نہ مقتدی پر اور نہ دوسرے سننے والوں پر سجدہ واجب ہوگا۔

م:......آیت سجدہ بھولنے کی وجہ سے مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے آیت سجدہ پڑھی، تو ایک سجدہ کافی ہے دو سجدے واجب نہیں ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۴۹ ج ۳)

م:......سجدۂ تلاوت کے بعد کھڑے ہو کر چند آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔ اگر بغیر کچھ پڑھے کھڑے ہو کر رکوع کر لیا تو بھی جائز ہے۔

م:......آیت سجدہ کے بعد سجدہ بھول جائے اور تین آیت پڑھنے کے بعد یا رکوع و سجدہ میں یا قعدہ میں یاد آئے تو اسی وقت سجدۂ تلاوت کرے پھر جس رکن میں تھا اسی رکن میں آجائے، اور اس رکن کا اعادہ کرے۔ اگر اس رکن کا اعادہ نہ کیا تو بھی نماز صحیح ہوگئی۔ البتہ قعدۂ اخیرہ کا اعادہ فرض ہے۔ سجدۂ تلاوت کی تاخیر کی ہر صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:......تراویح کی پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کر لیا پھر دوسری رکعت میں وہی آیت دوبارہ پڑھی تو پہلا سجدہ کافی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۸۳ ج ۴)

م:......تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کر لیا، پھر دو رکعت ختم کر کے دوسرا شفعہ شروع کیا اور اس میں پھر وہی آیت پڑھی تو پہلے شفعہ کا سجدہ کافی نہیں دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۴۲۸ ج ۴)

م:......تراویح کی پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھی اور اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا تو دوسری رکعت میں سجدہ کر لے اور سجدۂ سہو کر لے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۹۷ ج ۴)

م:......سلام پھیرنے کے بعد جب تک نماز کے منافی کوئی کام نہ کیا ہو تو یاد آنے پر سجدۂ

تلاوت واجب ہے، اس کے بعد قعدۂ اخیرہ کا اعادہ اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

م:......عمداً تاخیر کی صورت میں سلام سے پہلے تک یہی حکم ہے کہ سجدۂ تلاوت کرلے، اور عمداً تاخیر کی وجہ سے گنہگار بھی ہوگا۔ سلام کے بعد اب سجدۂ تلاوت نہیں ہوسکا تو سوائے توبہ کے کوئی علاج نہیں۔

م:......امام نے سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا مقتدی (تراویح میں کئی بیٹھے رہتے ہیں) نے جلدی میں رکوع کرلیا، جب امام نے سر اٹھایا تو انہوں نے بھی یہ سمجھ کر کہ امام رکوع سے اٹھا ہے سر اٹھایا تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔

م:......نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کی اور سجدہ سے پہلے نماز فاسد ہوگئی تو سجدۂ تلاوت نماز کے باہر ادا کرے۔ اگر سجدہ کرنے کے بعد نماز فاسد ہوئی تو صرف نماز کی قضا ہے، سجدہ کا اعادہ لازم نہیں۔

م:......رکوع وسجدہ میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ بعض کے نزدیک اسی میں ادا ہوجائے گا۔ تشہد میں پڑھی تو سجدہ واجب ہے۔

م:......مسبوق نے فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے وقت آیت سجدہ سنی تو سجدۂ تلاوت لازم ہوگیا، اب اگر امام کے ساتھ اسی رکعت میں شامل ہوگیا (چاہے امام سجدۂ تلاوت کر چکا ہو) تو امام کا سجدہ کافی ہوجائے گا، البتہ امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ تلاوت کرلے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۱ ج ۱)

م:......آیت سجدہ سے پہلے سجدہ کرلیا' پھر آیت سجدہ پڑھ کر دوبارہ سجدہ کیا تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا، اور تراویح صحیح ہوجائے گی، ہاں سجدۂ سہو نہ کیا تو اس شفعہ کا اعادہ ضروری ہے۔

(خیر الفتاوی ص ۵۲۴ ج ۲)

م:……نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ بھی کرلیا، پھر اسی رکعت میں یا دوسری رکعت میں یہی آیت دوبارہ پڑھی تو اب دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

م:……نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر سلام پھیر کر اسی جگہ اسی آیت کو پڑھا تو ایک ہی سجدہ کرلے پہلا سجدہ اس سے ساقط ہوگیا۔

م:……آیت سجدہ سے پہلے سجدہ کرلیا تو یہ سجدہ فضول ہوا، لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی اوران دو رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۷ ج ۱۰)

م:……ایک امام صاحب نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہیں کیا' پھر اس دو رکعت کے بجائے دو رکعت اور پڑھی اور اتنا قرآن دوبارہ پڑھا، حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ اس پوری آیت سجدہ کو کسی رکعت میں پڑھ کر سجدۂ تلاوت کرلینا کافی تھا۔

(نظام الفتاوی ص ۹۵ ج ۶' جز' ۱)

م:……سورۂ حج کی آخری آیت سجدہ میں شافعی امام نے سجدہ کیا' تو حنفی کو بھی اس کی اقتدا میں سجدہ کرلینا چاہئے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۳۴۷ ج ۳)

م:……مجمع اتنا کثیر ہو بغیر اعلان سجدہ کے جماعت میں بدنظمی پیدا ہوجانے کا قوی امکان ہو تو مصلیوں کی سہولت کے لئے اعلان کردینا فی نفسہ مباح ہے' اور مجمع اتنا بڑا نہ ہو تو اعلان کی ضرورت نہیں۔ (مرغوب الفتاوی ص ۴۸۴ ج ۲)

سجدۂ سہو کے چند مسائل

م:......تراویح میں قعدۂ اولی بھول کر کھڑا ہو جائے' تو تیسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کر لے، اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب چار رکعات پوری کر لے، مگر آخری دو رکعت تراویح ہو گی اور پہلی دو نفل۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۱ ج ۱)

م:......رکعت تراویح میں الحمد پوری یا کوئی ایک آیت چھوڑ دی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

م:......سورۂ فاتحہ میں کوئی لفظ رہ گیا، یا آدھی سے زیادہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر بھول سے دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

م:......سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت شروع کر دی اور ایک آیت پڑھ لی پھر یاد آیا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو واجب ہے۔ ایک آیت سے کم ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

م:......بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے بھول سے سورت پڑھنے کے بعد رکوع کر لیا، تو واپس لوٹے اور الحمد' سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے۔

م:......سجدۂ تلاوت کے بعد کھڑے ہو کر بجائے قرأت کے سورۂ فاتحہ شروع کر دی تو سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۴۸ ج ۱)

م:......اگر صرف الحمد یا سورت کے چھوٹ جانے کی صورت میں' رکوع سے نہ لوٹا اور نماز پوری کر لی تو بھی سجدۂ سہو سے نماز درست ہوگئی۔

م:......رکوع یا سجدہ میں بھول سے قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

م:......قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر بھول سے قرأت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر تشہد سے پہلے قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:......تراویح میں آیت کی تکرار کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

(کتاب الفتاوی ص۴۱۹ ج۲)

م:......سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہ کیا' بعد میں یاد آیا اور سجدہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:......تراویح کی ایک رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا' تو قعدۂ اخیرہ میں جب یاد آئے سجدہ کرلے اور سجدۂ سہو کرلے، نماز ہو جائے گی۔

م:......نماز میں ایک سجدہ بھول گیا اور سلام کے بعد یاد آیا تو جب تک نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا ہو' یہ نماز میں متصور کیا جائے گا، تو اب سجدہ کر کے تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرلے، پھر قعدہ کر کے نماز مکمل کرے۔ (فتاوی حقانیہ ص۳۱۶ ج۳)

م:...... تعدیل ارکان یعنی رکوع' سجدہ' قومہ (رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا) جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے) میں اطمینان یعنی کم از کم ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے، اگر بھول سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:...... پورا تشہد پڑھنا واجب ہے، اگر کچھ بھی چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:......قعدۂ اخیرہ چھوڑ کر کھڑا ہو جائے تو تیسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جب بھی یاد آجائے بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے۔

م:......امام نے الحمد یا سورت کو ایک آیت سے زیادہ آہستہ پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

م:......الحمد یا سورت کا کچھ حصہ آہستہ پڑھا پھر یاد آیا تو وہاں ہی سے جہر کرے یا آہستہ پڑھے ہوئے کا جہر سے اعادہ کرے' دونوں صورتیں جائز ہیں، اور دونوں صورتوں میں سجدۂ

سہو واجب ہے۔

م:......قومہ اور جلسہ بھول سے ترک کرنے پر سجدۂ سہو لازم ہے۔

(امداد المفتین ص ۳۱۸ ج ۲)

م:......جو لوگ عمداً و عادۃً قومہ، جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدۂ سہو نہیں، بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔(عزیز الفتاوی ص ۲۶۹)

م:......سوچنے سے اتنی تاخیر ہوئی کہ تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہہ سکے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، مثلاً الحمد کے بعد آیت یاد نہ آئی اور غور کرتا رہا، یا رکعت کی تعداد میں شک ہوا اور غور کرتا رہا وغیرہ سب صورتوں میں تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

م:......اگر بھول سے دو رکوع یا تین سجدے کر لئے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

م:......سجدۂ سہو لازم تھا، مگر نہ کیا تو سلام کے بعد نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا ہو تو جب یاد آجائے فوراً سجدۂ سہو کر لے اور دوبارہ تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

م:......سجدۂ تلاوت کے ساتھ دوسرا سجدہ بھول سے کر لیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

(نظام الفتاوی ص ۱۳۳ ج ۶، جز ۱)

م:......دعائے قنوت کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔(فتاوی حقانیہ ص ۳۲۳ ج ۳)
مگر ''احسن الفتاوی'' میں عدم وجوب لکھا ہے، واللہ اعلم۔(احسن الفتاوی ۴۵۰ ج ۳)

م:......دعائے قنوت یا تشہد میں کوئی کلمہ جو پورا جملہ تامہ ہے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(نظام الفتاوی ص ۱۳۶ ج ۶، جز ۱)

م:......بلاضرورت بھول سے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی۔(نظام الفتاوی ص ۱۲۷ ج ۶، جز ۱)

وتر کے چند مسائل

م:......مقتدی نے سنت کی نیت سے وتر شروع کر دی، پھر دعائے قنوت کے وقت وتر کا خیال آیا تو اس کے وتر صحیح ہو گئے۔(فتاوی دار العلوم دیو بند ۱۲۶ ج ۴)

م:......وتر کی جماعت صرف رمضان کے ساتھ خاص ہے۔(خیر الفتاوی ص ۵۱۶ ج ۲)

م:......تہجد گذار بھی رمضان میں وتر جماعت سے پڑھے۔(فتاوی دار العلوم ۱۳۵ ج ۴)

م:......رمضان میں وتر اکیلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، مگر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔(فتاوی حقانیہ ص ۲۳۷ ج ۳)

م:......عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو تو (بھی) وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔

(فتاوی دار العلوم ۱۲۶ ج ۴)

م:......تراویح سب یا اکثر جماعت سے پڑھی یا مکمل تراویح اکیلے پڑھی' دونوں صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔(فتاوی دار العلوم ۱۲۷ ج ۴)

م:......عشا کی نماز اور مکمل تراویح اکیلے پڑھی' تو وہ وتر بھی اکیلے پڑھے، جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔(خیر الفتاوی ص ۵۱۲ ج ۲)

م:......کسی نے عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ بھی وتر کی امامت کر سکتا ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند ۱۳۶ ج ۴)

م:......ایک آدمی عشا پڑھائے اور دوسرا وتر پڑھائے تو درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند ۱۳۰ ج ۴)

م:......غلطی سے عشا کی نماز بلا وضو اور سنت وتر اوتراویح اور وتر باوضو پڑھی، تو عشاء کے ساتھ

سنت اور تراویح کا بھی اعادہ کرے، وتر کا اعادہ ضروری نہیں۔(البتہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک وتر کا اعادہ بھی ہے)۔

(فتاوی رحیمیہ ص۲۹۹ ج ۷۔عمدۃ الفقہ ص۳۲۳ ج ۲، تراویح کا بیان)

م:......کوئی شخص ایسے وقت میں آیا کہ تراویح ختم پر تھی، اس نے عشا پڑھی اور وتر شروع ہوگئی تو یہ وتر کی جماعت میں شامل ہوجائے، تراویح بعد میں پڑھے۔اسی طرح تراویح کی کچھ رکعتیں باقی تھیں اور وتر شروع ہوجائے تب بھی وتر میں شامل ہوجائے بقیہ تراویح بعد میں پڑھ لے۔(احسن الفتاوی ص۵۱۷ ج ۳)

م:......سولہ رکعت پڑھا کر امام صاحب نے غلطی سے وتر شروع کردی، مقتدی نے تراویح سمجھ کر اقتدا کی، نماز کے بعد معلوم ہوا تو بقیہ چار رکعت تراویح پڑھ کر امام صاحب نے نماز وتر دوبارہ پڑھائی، اس صورت میں تراویح اور امام کی پہلی نماز وتر صحیح ہوگئی، مگر مقتدی کی نہ پہلی وتر صحیح ہوئی نہ دوسری۔(فتاوی رحیمیہ ص۳۴۶ ج ۱)

م:......کسی نے تراویح سمجھ کر وتر میں امام کی اقتدا کی تو امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت ملالے، اور یہ چار رکعت نفل ہوگئیں، وتر کو دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔(فتاوی رحیمیہ ص۳۵۳ ج ۱)

م:......وتر میں قعدۂ اخیرہ نہ کیا تو اور چوتھی رکعت ملالی تو وتر نہ ہوئی، یہ چاروں نفل ہوگئیں۔ اور سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔اور وتر کے قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول سے کھڑا ہوگیا اور چوتھی رکعت پڑھ لی تو وتر ادا ہوگئی۔اور بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت اور ملالے تاکہ دو نفل ہوجائیں۔

(احسن الفتاوی ص۴۶۴ ج ۳)

م:...... وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلی دوسری میں کافرون تیسری میں اخلاص پڑھنا مسنون و مستحب ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی، لہذا مواظبت کرنا

زیادتی ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص۱۳۴ ج۴)

م:......وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر' دوسری میں سورۂ عصر' تیسری میں کافرون، اسی طرح پہلی رکعت میں سورۂ قدر' دوسری میں سورۂ نصر' تیسری میں سورۂ لہب، اسی طرح پہلی رکعت میں سورۂ زلزال' دوسری میں سورۂ کوثر' تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا بھی مسنون ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص۱۴۴ ج۴)

م:......وتر کی نماز میں قعدۂ اولی بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے پر مقتدی نے لقمہ دیا تو امام صاحب کا دوبارہ قعدہ کے لئے لوٹنا غلط ہے، سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہوجائے گی، اگر لوٹ کر قعدۂ اولی کر کے پھر نماز کو مکمل کیا تو بھی نماز ہوگئی۔

(فتاوی رحیمیہ ص۳۴۶ ج۱)

م:......وتر کی تیسری رکعت میں امام صاحب نے بھول کر دعائے قنوت کے بجائے رکوع کرلیا تو سجدہ سہو سے نماز صحیح ہوجائے گی، اور امام صاحب کو رکوع میں جانے کے بعد لقمہ دینے پر دوبارہ دعائے قنوت کے لئے لوٹنا نہیں چاہئے۔(مرغوب الفتاوی ص۴۴۵ ج۲)

م:......امام دعائے قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا جائے اور مقتدی کا قنوت تھوڑا باقی ہو تو پورا کر کے رکوع میں شامل ہوجائے ورنہ چھوڑ دے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۲۷ ج۴)

م:......مسبوق امام کے ساتھ ہی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لے اور بقیہ نماز ادا کرتے وقت نہ پڑھے۔(خیرالفتاوی ص۵۱۷ ج۲)

م:......ایک آدمی امام کے ساتھ تیسری رکعت میں شریک ہوا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو بعد میں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر تیسری رکعت میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام دعائے قنوت سے فارغ ہوچکا تھا تو بعد میں پڑھے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۳۰ ج۴)

م:......امام صاحب نے وتر میں رکوع کرلیا پھر قنوت پڑھا اور سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی۔

(خیر الفتاوی ص۵۱۳ ج۲)

م:......تکبیر قنوت سہوا چھوٹ گئی تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو کرلیا جائے، اگر نہ کیا تو بھی گنجائش ہے، یعنی نماز وتر ادا ہوگئی۔ (خیر الفتاوی ص۵۴۹ ج۲)

م:......دعائے قنوت یاد نہ ہوتو ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنة'' پڑھے، یا ''اللھم اغفرلی'' یا ''یا رب'' تین مرتبہ پڑھے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص۱۳۴ ج۴)

م:......دعائے قنوت یاد نہ ہو اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ ثنا اور دعا کی نیت سے پڑھ لے تو دعائے قنوت کے قائم مقام ہوجائے گی۔ (خیر الفتاوی ص۵۱۹ ج۲)

م:......دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ (خیر الفتاوی ص۵۲۰ ج۲)

م:......وتر میں شک ہوجائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ تو اسی رکعت میں بیٹھ کر قعدہ کرے، قعدہ کے بعد جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوتو دوبارہ دعائے قنوت پڑھ کر رکعت پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (فتاوی حقانیہ ص۲۳۶ ج۳)

م:......وتر کی نماز کے بعد تین مرتبہ ''سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس'' پڑھنا مستحب ہے، اور آخری مرتبہ بلند آواز سے کہنا چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص۱۳۴ ج۴)

م:......امام وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت کے رکوع میں چلا گیا اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیا، مگر مقتدی نے کسی وجہ سے رکوع نہ کیا، تو اس مقتدی کی نماز وتر صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اگر مقتدی نماز کے بعد بھی رکوع کرلیتا اور سجدۂ سہو کرلیتا تو نماز صحیح ہوجاتی۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص۱۲۶ ج۴)

حرمین میں وتر حنفی

اس رسالہ میں اس مسئلہ پر کہ حنفی مقتدی کی نماز وتر ائمۂ حرمین شریفین اور ائمۂ ثلاثہ کی اقتدا میں جائز ہے' چند بزرگوں کے فتاوی اور ان کی آراء کو نقل کیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری مفتی اعظم رنگون، برما رحمہ اللہ کا فتوی

ج:......حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: حنفی مقتدی کا شافعی امام کے پیچھے وتر پڑھنا صحیح ہے، اگر شافعی امام نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھی اور رکوع کے بعد قنوت پڑھا تو حنفی مقتدی بھی رکوع کے بعد قنوت پڑھے، بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا، اس لئے حنفی مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ امام کی متابعت ضروری ہے، برخلاف قنوت فجر کے کہ وہ دائمی طور پر ثابت ومنقول نہ ہونے کی بنا پر بدعت ہے، اس لئے حنفی مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے، امام کی اتباع غیر مشروع میں جائز نہیں۔ تیسری رکعت میں تکبیر کہنا سنت ہے، شافعی امام کے تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں آتا۔ بہتر یہی ہے کہ دو جماعتیں الگ الگ کرلی جائیں، لیکن اگر ایک ہی جماعت شافعی امام کے پیچھے ہو اور شافعی امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، اس صورت میں حنفی مقتدی کی نماز صحیح ہوتی ہے یا فاسد ہوجاتی ہے؟ اس باب میں صحیح ومختار قول یہی ہے کہ نماز حنفی مقتدی کی صحیح ہوجائے گی اور شافعی امام کا سلام مقتدی کے حق میں مفسد وقاطع نہیں ہوگا، بشرطیکہ سلام اور تیسری رکعت کی تکبیر کے درمیان امام نے کوئی موجب فساد صلوۃ عمل یا کلام نہ کیا ہو۔ غرض تیسری رکعت میں تکبیر کے بعد بلا ہاتھ اٹھا کر حنفی دعائے قنوت پڑھے اور رمضان کے شروع میں پندرہ دن میں بھی حنفی مقتدی نے شافعی امام کی اقتدا کی جن میں شافعی امام نے قنوت نہیں پڑھا تھا، تاہم بوجہ تبعیت امام کے امام کی نماز اپنے مذہب کے موافق صحیح ہے، حنفی مقتدی کی نماز بھی صحیح ہوجائے گی۔ (رسائل الارکان ص ۱۰۸)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مراد آبادی مدظلہم کا فتوی

حجاز مقدس میں حنفی کا وتر میں امام حرم کی اقتدا کرنا

حضرات حنفیہ کے نزدیک وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم ہیں' دو رکعت پر سلام پھیرنا جائز نہیں ہے۔ مگر ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک دو رکعت پر سلام پھیر دینا پھر ایک رکعت مستقل ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ روایات و دلائل دونوں جانب موجود ہیں۔ اور حنفیہ کا راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی نماز وتر صحیح نہیں ہوتی، مگر مسلک حنفی کے طبقہ رابعہ کے مشہور ترین فقیہ حضرت امام ابوبکر رازی الجصاص رحمہ اللہ (المتوفی ۳۷۰ھ) اور علامہ ابن وہبان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حنفی شخص کی نماز وتر اس کے پیچھے صحیح ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔ اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں وتر کی نماز رمضان المبارک میں ہمیشہ دو سلاموں کے ساتھ ہوتی ہے، وہاں پر تراویح کے بعد جب وتر کی نماز با جماعت ہوتی ہے تو حنفیوں کے لئے بڑی دشواری پیش آتی ہے کہ مسجد حرام میں تو کسی طرح طواف میں لگ جانے کی شکل نکل سکتی ہے، مگر مسجد نبوی میں کوئی شکل نہیں۔ یا حنفی کو جماعت میں شرکت کرنا ہوگا یا بیٹھا رہے یا الگ نماز پڑھے' جس کی وجہ سے عملاً ایک بڑی جماعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ اس اضطرابی کیفیت میں خود حنفی شخص کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہماری وجہ سے اتنی بڑی جماعت کی ہیئت بدل رہی ہے' اور افتراق پیدا ہو رہا ہے، اس لئے حجاز مقدس میں ان کے پیچھے حنفی کی وتر کی نماز صحیح ہو جانی چاہئے۔

اور صحت اقتداء کی تین دلیلیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

دلیل :۱......ضرورت کے وقت قول غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہو جاتی ہے، اور وہاں کی

ضرورت سب کے سامنے واضح ہے، لہذا حضرت امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ اور علامہ ابن وہبان رحمہ اللہ کی رائے کو اختیار کر کے حنفی شخص کے لئے حجاز مقدس میں وتر میں وہاں کے امام کے پیچھے اقتدا کرنا صحیح ہو جائے گا۔اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل کیا فرمایا ہے:

''فمذهب الحنفية انه لا وتر عندهم الا بثلاث ركعات بتشهدين وتسليم ، نعم لو اقتدى حنفى بشافعي فى الوتر وسلم ذلك الشافعي الامام على الشفع الاول على وفق مذهبه ، ثم اتم الوتر صح وتر الحنفي عند ابى بكر رازى وابن وهبان''۔

(معارف السنن ص ۱۷۰ ج ۴)

پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے یہاں ایک سلام' دو تشہد کے ساتھ ہی تین رکعت وتر مشروع ہوتی ہے۔ ہاں اگر حنفی نے وتر میں شافعی امام کی اقتدا کر لی ہے اور امام نے اپنے مسلک کے مطابق دو رکعت پر بیٹھ کر سلام کر کے پھر ایک رکعت کے ساتھ تکمیل کر لی ہے' تو امام ابوبکر رازی اور ابن وہبان رحمہما اللہ کے نزدیک حنفی کی وتر صحیح ہو جائے گی۔

''وفى البحر: لا يجوز اقتداء الحنفى بمن يسلم من الركعتين فى الوتر، وجوزه ابو بكر الزارى ويصلى معه بقية الوتر ، لان امامه لم يخرج بسلامه عنده وهو مجتهد فيه''۔(البحر الرائق ص ۳۹ ج ۲)

اور بحر میں ہے کہ: وتر میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی اقتدا جائز نہیں۔اور امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اور حنفی اس کے ساتھ وتر کی بقیہ رکعت بھی پڑھ لے، اس لئے کہ اس کا امام اس کے نزدیک اپنے سلام کی وجہ سے نماز سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

دلیل :۲...... حکم حاکم رافع خلاف ہوا کرتا ہے کہ وہاں پر حاکم وقت کی طرف سے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم ہے' اور جس طرح وہاں کے رہنے والے حنفی پر حکم حاکم کی پابندی لازم ہے' اسی طرح مختلف ممالک اور آفاق سے جو لوگ پہنچتے ہیں وہ بھی وہاں کے قوانین و احکام کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی وہاں کے اصول کے خلاف کرتے ہوئے نظر آجائے تو اس کو فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور جب حاکم نے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم دے دیا تو مذاہب کا اختلاف بھی ختم ہو جائے گا اور حاکم کے حکم پر عمل بھی لازم ہو جائے گا، لہذا وہاں کے قیام کے زمانہ میں حنفی کے لئے حاکم کے حکم کے مطابق اسی طرح دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنا بھی جائز ہو جائے گا، جس طرح وہاں کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور حاکم کا حکم خلاف شرع بھی نہیں ہے، کیونکہ چاروں اماموں میں سے تین کا قول اسی کے مطابق ہے۔ اس کو حضرات علماء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

''ان حکم الحاکم رافع للخلاف فی الامور المجتهد فیها''۔

(تکملہ فتح الملہم ص ۶۳۶ ج ۱)

پھر حاکم کا حکم مسائل مجتہد فیہ کے اختلاف کو ختم کر دیتا ہے۔

''فکما ان النزاع یرتفع بالتعامل السابق' فانه یرتفع ایضا بتقنین من قبل الحکومة''۔ (تکملہ فتح الملہم ص ۶۳۶ ج ۱)

لہذا جس طرح تعامل ناس کی وجہ سے اختلاف مرتفع ہو جاتا ہے' اسی طرح من جانبِ حکومت قانون سازی کی وجہ سے بھی اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

دلیل :۳...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن

دیوبندی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی نقل فرمائی کہ وتر کی نماز حنفی کے لئے ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق وتر پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کر کے انہیں کی طرح نماز پڑھ لی جائے تو صحیح اور درست ہے، جیسا کہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کی یہی رائے اور مذہب ہے۔

’’ولا عبرة بحال المقتدی والیه ذهب الجصاص وهو الذی اختاره لتوارث السلف واقتداء احدهم بالآخر بلا نكير مع كونهم مختلفين فی الفروع وكان شيخنا الهند محمود الحسن ايضا يذهب الى مذهب الجصاص‘‘۔

اور مقتدی کی حالت کا اعتبار نہیں، یہی امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کا مسلک ہے' اور وہی وہ شیخ ہیں جنہوں نے اس کو پسند فرمایا، سلف صالحین کے توارث کی وجہ سے۔ اوران میں سے ایک کی اقتدا دوسرے کے ساتھ بلانکیر کرنے کی وجہ سے' باوجود اس بات کے کہ وہ لوگ فروعی مسائل میں اپنے اپنے اختلاف کے ساتھ مستقل رائے رکھتے ہیں' اور ہمارے حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی رائے اور مذہب بھی امام جصاص رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ہے۔ (فیض الباری ص۳۵۴ ج۳)

نوٹ:...... ۱۴۱۸ھ کو ماہ اکتوبر میں بمبئی حج ہاؤس میں ایک بڑا سیمینار ہوا، اس میں بلاکسی اختلاف کے تمام علماء ومفتیان کرام نے جواز پر اتفاق کرلیا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہی مرحوم اور مولانا مفتی رفیع عثمانی کراچی نے بھی احقر کے سامنے جواز پر اتفاق فرمایا ہے۔ (انوار مناسک از ص:۳۸۹ تا ص۳۹۲)

علماء ہند کا فیصلہ

بلاد عرب میں عموماً وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔ احناف کے لئے بھی ایسے امام کی اقتدا میں نماز وتر ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر امام وتر کی تین رکعتیں دو

سلام سے ادا کرے، تو حنفی مقتدی دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے، ص ۴۳)

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کا فتوی

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ سے جب کوئی استفتاء کرتا تھا کہ حرمین شریفین میں تراویح کے بعد جو وتر کی نماز پڑھائی جاتی ہے، وہ دو سلام کے ساتھ ہوتی ہے، کیا ان کے ساتھ پڑھ لی جائے یا اپنی الگ اکیلے پڑھ لیں؟ تو فرماتے تھے کہ: پڑھ لی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح پڑھتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اس معاملے میں اعتدال کے قائل تھے، فرمایا کہ وتروں کی نماز کا طریقہ احادیث میں کئی طریقہ سے وارد ہوا ہے۔

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی ص ۳۵، جمادی الاخری/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ، ستمبر ۲۰۰۲ء)

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتوی

سوال:...... غیر حنفی امام کی اقتدا میں ایک وتر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:...... غیر حنفی امام اگر دو رکعت کے بعد بغیر سلام کے تین وتر پورا کرتا ہو تو اس کی اقتدا درست ہے۔ اسی طرح اگر وتر بالتسلیمتین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر وتر پورا کرے تو امام ابو بکر الجصاص اور متأخرین فقہاء کے ہاں اقتدا درست ہے، اور یہی ترجیح حالات کی مقتضی ہے۔

''لما قال الامام ابو بکر الجصاص الرازی : یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم علی الرکعتین فی الوتر ویصلی معه بقیة الوتر ، لان امامه لا یخرج بسلامه عنده

لانه مجتهد فيه'' ۔(البناية شرح الهداية ص۱۴۱ ج۳، باب صلوة الوتر)

قال العلامة محمد انور شاه الكشميري رحمه الله : نعم لو اقتدى خلف الشافعي وسلم الشافعي على الركعة الثانية كما هو مذهبهم ثم اتم الوتر الحنفى عند ابى بكر الرازى و ابن وهبان '' الخ۔

(عرف الشذى على الترمذى ص۱۰۴ ج۱، باب ما جاء فى فصل الوتر)

(فتاوی حقانیہ ص۲۴۲ ج۳)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا فرمان وعمل

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

''اگر وتر' شافعی یا حنبلی امام پڑھا رہا ہو جیسے حرمین میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ہمارے بزرگوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دو رکعتوں میں بنیت نفل ان کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے اور جب وہ تیسری رکعت میں بیٹھتے تو ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے تھے اور جب وہ دعا کرتے تو دعا میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے، بعد میں اپنے وتر علیحدہ پڑھتے۔

اگر چہ کوئی شخص ان کی اقتداء میں انہی کے طریقے پر وتر پڑھ لے' تو میرا غالب گمان یہ ہے کہ ان شاء اللہ اس کی نماز ہو جائے گی، کیونکہ ان کا طریقہ بھی غیر ثابت یا باطل نہیں ہے، اگر چہ ہمارے حنفیہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ اقتدا جائز نہیں، لیکن حنفیہ میں سے کچھ صاحبان مثلاً ابن وھبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جائز ہے۔ اور ان کا قول مجھے زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام ہوتے تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتے، علیحدہ پڑھتے؟

میرا اپنا عمل یہ ہے کہ بزرگوں کی اقتدا میں وہی طریقہ اختیار کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ احوط ہے، لیکن کبھی کبھی جماعت میں شامل بھی ہو جاتا ہوں۔ (انعام الباری ص۲۰۴ ج۴)

قنوت نازلہ کے مسائل

اس رسالہ میں قنوت نازلہ کے مسائل مختصر طور پر جمع کئے گئے ہیں۔ساتھ ہی بعض ایسے مسائل جن میں فقہاء کی عبارتیں یا ہمارے اکابر کے فتاوی میں اختلاف پایا جاتا ہے' حاشیہ میں ان کی تحقیق بھی کی گئی ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

قنوت نازلہ کے مسائل

مسئلہ: ...... قنوت نازلہ کا حکم منسوخ نہیں ہے۔

مسئلہ: ...... احناف کے نزدیک ہمیشہ فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا منسوخ ہے۔ [۱]

مسئلہ: ...... مسلمانوں پر کوئی عالمگیر مصیبت نازل ہوجائے تو قنوت نازلہ پڑھنا مسنون ہے

مسئلہ: ...... ہلاکت خیز طوفان کے وقت بھی قنوت نازلہ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: ...... طاعون کے وقت بھی قنوت نازلہ پڑھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: ...... قنوت نازلہ کے لئے امیر المؤمنین کا ہونا شرط نہیں، امام جماعت کافی ہے۔ [۲]

۱...... حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ سے ایک سوال کیا گیا کہ:

اگر کوئی امام دعائے قنوت پڑھنے سے منکر ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

اس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا کہ:

حادثۂ عظیمہ کے وقت قنوت نازلہ جہری نمازوں میں پڑھنے کا ثبوت احادیث وفقہ میں صریح طور پر موجود ہے، گو بعض روایات احادیث سے پانچوں نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، لیکن سری روایات کے بعض رواۃ میں ضعف ہے، اس لئے حنفیوں نے احتیاطاً سری نمازوں میں قنوت نہ پڑھنے کو مستحسن سمجھا ہے۔

فی الدر المختار ص۶۰۲ ج۱: ''ولا يقنت لغيره فيقنت الامام فى الجهرية''۔

اگر کوئی امام قنوت کی مشروعیت معلوم ہونے کے بعد بھی اس کے جواز کا منکر ہو تو یہ ان کی لاعلمی و ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔ امام سے دلیل پوچھی جاوے۔ نماز بہر حال ان کے پیچھے درست ہے، ممکن ہے کہ امام کو دعائے قنوت یاد نہ ہو، اس لئے انکار کرتے ہوں، اگر ایسا ہی ہو تو بجائے ان کے کسی اور امام کو کھڑا کیا جاوے جسے دعائے قنوت یاد ہو۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۶۵ ج۲، باب الوتر والنوافل)

۲...... مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ:

'قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں، بلکہ امام سے مراد خلیفۃ المسلمین ہے'

اس سوال کے جواب میں حضرت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسئلہ:......قنوت نازلہ پڑھنے کے لئے دنوں کی کوئی تحدید نہیں، جب تک مصیبت و بلا عام ہو وہاں تک پڑھیں۔(فتاوی دارالعلوم زکریا ص۳۷۳ ج ۲) ۱

''قنت الامام' میں امام سے مراد خلیفۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ امام جماعت مراد ہے، اس کی دلیل یہ ہے جو شامی میں مذکور ہے:''وظاهر تقييدهم بالامام انه لايقنت المنفرد، وهل المقتدى مثله ام لا؟''یعنی فقہ کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟

دیکھئے! لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کے مقابل سمجھا ہے نہ کہ خلیفۃ المسلمین کے معنی میں، ورنہ یوں کہتے کہ خلیفۃ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے۔اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جبکہ امام سرا پڑھے، اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔

(کفایت المفتی ص۵۱۶ ج ۴۔ادارۃ الفاروق کراچی)

۱......آپ ﷺ سے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہے، اس لئے بعض نے ایک ماہ سے زائد کی اجازت نہیں دی۔''ولا ينبغى ان يزيد القنوت على شهر واحد سواء كشف الكرب ام لا''۔(کفایت المفتی ص۴۵۴ ۲)

مگر صحیح یہی ہے کہ ایک ماہ سے زیادہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ایک روایت میں چالیس دن تک پڑھنا بھی آیا ہے۔(فتح القدیر ص۴۳۵ ج ۱) اور ایک روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔

وَاَصْبَحَ رَسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ذاتَ یَوْمٍ فَلَمْ یَدْعُ لَهُمْ اَیْ للمستضعَفِیْنَ فَذَكَرْتُ ذَالِکَ له صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال: أوَمَا تراهم قد قَدِمُوْا ؟۔(طحاوی شریف ص۳۱۴ ج ۱ (طبع بیروت) باب القنوت فی صلاۃ الفجر و غیرھا، کتاب الصلاۃ۔ابوداؤد شریف ص۲۱۳ ج ۱ (رحمانیہ) باب القنوت فی الصلاۃ)

جب ایک روز آنحضرت ﷺ نے ان کمزوروں کے لئے صبح کو دعا نہیں کی تو میں نے آپ کو یاد دلایا، فرمایا کہ: تم نہیں دیکھتے کہ وہ آ گئے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کی رہائی تک دعا کا اہتمام فرمایا۔اس لئے مسلمانوں پر کبھی ایسے حالات آ جائیں تو ان کے زائل ہونے تک قنوت نازلہ پڑھنا درست ہے۔

قنوت نازلہ کن نمازوں میں پڑھی جائے؟

مسئلہ:......قنوت نازلہ ہر جہری نمازوں میں پڑھنے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔[1]

مسئلہ:......قنوت نازلہ جمعہ کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۱۵۵ ج۴)

مسئلہ:......سری نمازوں میں بھی پڑھنا جائز ہے۔[2]

---

[1]......مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

پس میرا خیال اب تک یہی ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوۃ الجہر کی روایت بھی ہے اور صلوۃ الفجر کی بھی۔ اور صلوۃ الجہر کی روایت چونکہ موجہ بالا حادیث ہے، اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں۔ رہا یہ کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے لحاظ سے ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا، اگر چہ ان کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا، کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور علامہ نوح آفندی (رحمہ اللہ) یا مثل ان کے دیگر متأخرین کی تصریح بالنسخ کو اس اختلاف کی صورت میں ناکافی سمجھتا ہوں، تاوقتیکہ یہ متقدمین سے تصریح نقل نہ فرمائیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کی عبارت بھی تخصیص بالفجر میں صریح نہیں۔ (کفایت المفتی ص۵۲۷ ج۴۔ ادارۃ الفاروق کراچی)

[2]......حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ان جزئیات کے بعد جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے میں شک کرنا بیجا ہے، بلکہ اگر اہل محلّہ باہمی اتفاق سے پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھیں تو ان پر بھی انکار نہ کرے کہ یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وما يفعلوا من خير فلن يكفروه﴾۔ (سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۱۱۵)

ترجمہ:......اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کئے جائیں گے۔

﴿ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات﴾۔ (سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۸)

ترجمہ:......اور ہر شخص (ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۶۴ ج۲، باب الوتر والنوافل)

مسئلہ:...... پانچوں نمازوں میں پڑھنے والوں پرنکیر نہ کی جائے۔

قنوت نازلہ نماز میں کس جگہ اور کس طرح پڑھی جائے؟

مسئلہ:......قوی یہ ہے کہ نماز کے آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جائے۔

مسئلہ:......فجر کی دوسری، مغرب کی تیسری اور عشاء کی چوتھی رکعت میں رکوع کے بعد امام زور سے دعائے قنوت پڑھے، اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتا رہے۔

مسئلہ:......مقتدی کا قنوت نازلہ کی دعا میں زور سے آمین کہنا بھی ناجائز نہیں، مگر بہتر بھی نہیں۔ (کفایت المفتی ص۵۱۶ ج۴۔ ادارۃ الفاروق کراچی) [۱]

مسئلہ:......مقتدی کو بھی قنوت نازلہ کی دعا یاد ہو تو وہ بھی امام کے ساتھ آہستہ پڑھتا رہے۔[۲]

---

[۱]......حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مقتدی آمین جہراً کہیں یا سراً، اس کی کوئی تصریح فقہاء کے کلام میں نہیں ملی، البتہ ''کبیری شرح منیہ'' میں قنوت وتر کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''وان قنت المقتدی او امن لا یرفع صوته بالاتفاق لئلا یشوش غیره ولان الاصل فی الدعاء الاخفاء'' اس سے رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ مقتدی آمین سراً کہیں جہراً نہ کہیں۔ (جواہر الفقہ ص۳۷۱ ج۱)

[۲]......عالمگیری میں ہے: ''ان قنت الامام فی صلوة الفجر سکت من خلفه کذا فی الهداية ، ويقف قائما وهو الصحيح'' (ص۱۱۱ ج۱، الباب الثامن: فی صلوة الوتر)

وفی الدر المختار : ''بل يقف ساكتا على الاظهر مرسلا يديه'' (ص۴۴۶ ج۲، باب الوتر والنوافل)

اس سے معلوم ہوتا ہے مقتدی خاموش رہے، مگر فقہ کی دوسری کتابوں کی طرف مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے، اس لئے ''عالمگیری'' کی اس عبارت سے وجوب نہ سمجھنا چاہئے۔

''قال ابو يوسف رحمه الله : يتابعونه ويقرؤون معه ايضا ، وقال: محمد رحمه الله : لا يتابعونه ولكن يؤمنون'' (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۸۲، (قدیمی) باب الوتر ، كتاب الصلاة)

''اما المقتدی فهو مخير بين ثلاثة اشياء : قد اختلف فيها ان شاء قنت مخافتة وهو مختار صاحب محيط واكثر المحققين ، وان شاء امن ، وان شاء سكت ، كله مروی على وجه الاختلاف

مسئلہ:......دعائے قنوت پڑھتے وقت شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک ہاتھ باندھنا مسنون ہے اور یہی راجح واولی ہے۔[1]

مسئلہ:......اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہاتھ کو چھوڑے رکھے، اس لئے کوئی ہاتھ نہ باندھے تو بھی جائز ہے۔[2]

بین ابی یوسف ومحمد، وان قنت المقتدی او امن لا یرفع صوته بالا تفاق لئلا یشوش غیره ، ولان الاصل فی الدعاء الاخفاء"۔(الحلبی الکبیر ،ص۴۲۳ ،۴۲۴ ،سہیل اکیڈمی)

[1]......امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے قنوت میں سینے تک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

عن ابی یوسف انه یرفعهما الی صدره وبطونهما الی السماء"امداد ، والظاهر انه یبقیهما کذلک الی تمام الدعاء و علی هذه الروایة ، تامل۔

(رد المحتار ا ص ۶/۲ سعید۔کفایت المفتی ص ۵۴۰ ج ۴۔ادارۃ الفاروق کراچی)

[2]......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ مختلف فیہ ہے، دلائل سے دونوں طرف گنجائش ہے، اور ممکن ہے کہ ترجیح قواعد سے وضع کو ہو، کما هو مقتضی مذهب الشیخین ،لیکن عارض التباس وتشویش عوام کی وجہ سے ارسال کو ترجیح دی جاسکتی ہے، کما هو مقتضی مذهب محمد، اور ثنا وصلوۃ جنازہ وقنوت وتر میں یہ عارض نہیں ہے، اس لئے وہاں راجح پر عمل کیا گیا۔اور اس عارض کی قوت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مجمع عظیم میں سجدۂ سہو کو باوجود اس کے وجوب کے ترک کردیا جاتا ہے، اور وضع تو درجہ میں سجود سہو سے بہت ادنی ہے، فهو احق بالترک ، اور التباس کا ارتفاع اخفاء قنوت سے اس لئے نہیں ہوسکتا کہ سہو پر محمول کیا جاسکتا ہے، اور اگر سہو ہوگیا تو اسی طرح اس کے بعد سجدہ میں چلے جانے سے بھی اس کا ارتفاع نہیں ہوسکتا کہ اس سے پہلے التباس ہو چکے گا، پھر سجدہ میں جانے سے تشویش بڑھے گی کہ رکوع کیوں نہیں کیا؟ ورنہ ایسا ارتفاع تو سجدۂ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھنے سے پھر بعد میں مکرر سلام پھیرنے سے بھی مرتفع ہوسکتا تھا، مگر فقہاء نے اس کا اعتبار نہیں کیا، اس لئے کہ عوام غلبۂ جہل سے ان قرائن سے کیا استدلال کرسکتے ہیں اور اپنی نماز کو تباہ کرتے ہیں، واللہ اعلم۔باقی دوسری جانب میں بھی مجھ کو تنگی نہیں۔

(امداد الفتاوی ص ۴۵۸ ج ۱،طبع: زکریا بک ڈپو، دیوبند۔ص ۳۰۳ ج ۱ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی)

مسئلہ: ......اور سینے تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو بھی درست ہے۔ [۱]

مسئلہ: ......مسلمان اور غیر مسلم کے مکانات و رہائش ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے قنوت نازلہ کی دعا ''دمّر دیارھم'' کے بجائے ''دمّر اشرارھم'' کہنا مناسب ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۴۸ ج ۱۱، مکتبہ محمودیہ)

مسئلہ: ......مقتدی نے دعا میں ''تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام'' پر آمین کے بجائے بیشک کہہ دیا تو اس نماز کا اعادہ کرلے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۵۳ ج ۱۱، مکتبہ محمودیہ)

مسئلہ: ...... جو شخص تنہا نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی، بجز فقہاء کے اس قول کے کہ ''قنت الامام'' مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے، کیونکہ فرائض

---

[۱] ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہاتھ اٹھانے کی صراحت آئی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع رأسه من صلاة الصبح فى الركعة الثانية يرفع يديه فيها، فيدعو بهذا الدعاء "اللهم اهدنى فيمن هديت" الخ۔

(زاد المعاد فى هدى خير العباد ص ۱۰۰، دار الفكر، فصل قنوته صلى الله عليه وسلم فى الصلاة)

یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قومے میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے: ''اللهم اهدنى فيمن هديت''۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے، لیکن حاکم رحمہ اللہ سے اس کی تصحیح بھی خود ہی نقل فرمائی ہے۔ البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے، آیا ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا، جیسے تکبیر تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا، جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں، پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے، اس لئے ہاتھ اٹھانے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے، اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق گنجائش ہے، اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے۔ (رد المحتار ا ص ۶/۲ سعید۔ کفایت المفتی ص ۵۴۱ ج ۴۔ ادارۃ الفاروق کراچی)

میں اصل یہی ہے کہ وہ جماعت سے ادا کئے جائیں اور منفرد کے حکم سے سکوت ہے، تاہم ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔(کفایت المفتی ص۵۴۲ ج۴۔ادارۃ الفاروق کراچی)

ملک اور زمانہ کے حالات کی رعایت کرتے ہوئے قنوت نازلہ پڑھے

مسئلہ:......اس وقت غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مقیم ہے، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے ہی جاسوسی اور مخبری کے ذریعہ مسلمانوں اور مساجد کی باتیں غیروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ایسے حالات میں ہر وقت اور معمولی معمولی عذر کی بنا پر قنوت نازلہ کا مساجد میں اہتمام کرنا اور حکومتوں کو اپنا دشمن بنانا کوئی عقلمندی کا کام نہیں، ایسے وقت میں بہتر یہ ہے کہ بجائے اجتماعی طور پر قنوت نازلہ پڑھنے کے انفرادی دعا کا اہتمام کیا جائے۔اور حق یہ ہے کہ جن غیر مسلم ممالک میں ہم رہ رہے ہیں، ان ممالک میں بہت سے اسلامی ملکوں سے زیادہ امن اور اطمینان ہمیں حاصل ہے، اور بڑی آسانی وسہولت سے ہم یہاں مختلف شعبوں کے ذریعہ دین متین کی اہم خدمات انجام دے سکتے ہیں، اور اللہ کے بعض بندے الحمد للہ دے رہے ہیں، اس لئے ان لوگوں کے لئے ہمارے قلوب میں ہمدردی ہونی چاہئے، اور ان کے لئے خصوصی دعا ودعوت کا اہتمام کرنا چاہئے، اور ان کے ساتھ دلی ہمدردی اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر کے ان کو اسلام سے قریب کرنے کی سخت ضرورت ہے، هذا ما ظهر لی ، والله تعالى اعلم۔

صرف قنوت نازلہ کافی نہیں

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

بیشک مصائب وآفات کے ازالہ کے لئے قنوت نازلہ پڑھنے اور دعا کرنے کا یہ خاص وقت ہے، لیکن صرف دعا کرنا کافی نہیں، بلکہ جن معاصی کے پاداش میں یہ مصائب آئے

ہیں ان معاصی سے توبہ کرنا اوران کو ترک کرنا لابدی اور ضروری ہے۔

لہذا معاصی میں انہماک کے ساتھ رسمی طور پر قنوت نازلہ پڑھ لینا بے معنی ہے، جیسے کنویں میں چوہے کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوجاوے تو پہلے چوہا نکالنے کے بعد بیس سے تیس ڈول پانی نکال لینے سے کنواں پاک ہوجاتا ہے، چوہا نکالے بغیر بیس سے تیس ڈول پانی نکالنے کے باوجود کنواں پاک نہ ہوگا۔

بالکل اسی طرح سب سے پہلے گناہوں سے توبہ کرکے پھر آفات کے ازالہ کے لئے قنوت نازلہ پڑھی جائے تب ہی مقصود حاصل ہوگا، گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کئے بغیر گناہوں میں ملوث رہنے کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھنے کا کیا مطلب؟

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۴۱/۱۴۳ ج ۸ (قدیم) ص ۳۲۸ ج ۳، مکتبۃ الاحسان دیوبند)

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

قنوت نازلہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار کی کثرت، ظلم وزیادتی اور فسق وفجور اور ہر قسم کے گناہوں سے پرہیز کریں، حقوق العباد کی ادائیگی کا پورا پورا لحاظ رکھیں، آپس میں محبت وہمدردی اور اتفاق پیدا کریں، لہو ولعب سے پرہیز کریں، اور اپنے خالق خدائے بزرگ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کے ساتھ مناجات ودعا کریں، غرضیکہ ہر قسم کے اوامر واخلاق حسنہ پر عمل کی کوشش کریں اور ہر قسم کی منکرات وبرائی سے بچیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۲۹۵ ج ۲، قنوت نازلہ اوراس کے متعلقہ مسائل)

قنوت نازلہ کی ماثور دعا

قنوت نازلہ کے اکثر فقرے تو حدیثوں میں ایک طرح کے منقول ہیں، لیکن بعض روایات میں اضافہ بھی ہیں، مولانا محمد عبداللہ طارق دہلوی نے ''قنوت نازلہ'' نامی اپنے

مختصر مفید رسالہ (ص١٦) میں دعاء کے متفرق فقروں کو جمع کیا ہے، ان کے اس رسالہ سے دعاء اس کا ترجمہ اور الفاظ کے متعلق اس کی وضاحت درج ہے، فجزاہ اللہ خیرا الجزاء:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ ، وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَا اَعْطَیْتَ ، وَقِنَا شَرَّمَا قَضَیْتَ ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ ، وَاِنَّهُ لَایَذِلُّ مَن وَّالَیْتَ ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ ، وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ ، نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ ، وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِهِمْ ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّهِمْ ، اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَةَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ ، وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ ، وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَکَ ، اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِهِمْ ، وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ ، وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۔[1]

اے اللہ جن لوگوں کو آپ نے ہدایت دی ہے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی ہدایت عطا فرمائیے، اور جن لوگوں کو آپ نے آفتوں اور بلاؤں سے عافیت فرما رکھی ہے ان کے ساتھ ہمیں بھی ہر قسم کی آفتوں اور بلاؤں سے عافیت نصیب فرمائیے، اور جن لوگوں کے آپ ذمہ دار اور ضامن بن گئے ہیں انہی کے ساتھ ہماری بھی ذمہ داری اور ضمانت لے لیجئے، اور جو کچھ آپ نے ہمیں عطا فرمایا ہیں اس میں برکت عطا فرمائیے، اور جو کچھ آپ نے ہمارے

[1]...... نسائی ص٢٥٣، باب الدعاء فی الوتر ،کتاب قیام اللیل وتطوع النھار ۔ السنن الکبری للبیھقی ص٢٠٩ ج٢، باب دعاء القنوت ۔مصنف ابن ابی شیبہ (طیب اکیڈمی، ملتان) ص٢٠٠/٢٠١/ ٢٠٥/٢١٣/٢١٤/٢١٥/٢١٦/ ج٢ ۔زاد المعاد ص٢٧٣ ج١ ۔حاشیۃ الطحطاوی ص٣٧٣، باب الوتر و احکامہ ۔شامی ص٤٤٢ ج٢، باب الوتر والنوافل ۔الدعاء المسنون ص١٩٢۔

لئے مقدر فرما رکھا ہے اس کے شر سے ہمیں بچا لیجئے، کیونکہ آپ کا حکم سب پر چلتا ہے اور آپ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، جس کے آپ نگہبان ہو جائیں وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، اور جس سے آپ دشمنی رکھیں وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا، اے ہمارے پروردگار! آپ بہت برکتوں والے اور بلند و برتر ہیں، اور (اے مالک!) آپ سے بچ کر آپ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں ہے، ہم آپ ہی سے مغفرت مانگتے ہیں' اور آپ ہی طرف رجوع کرتے ہیں، اور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام نازل فرمایئے، اے اللہ! مغفرت فرما دیں تمام صاحب ایمان مردوں اور عورتوں' اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی، اور ان کے دلوں میں باہم محبت و الفت پیدا کر دیجئے، اور ان کے آپس کے تعلقات کو سنوار دیجئے، اور اپنے دشمنوں اور خود ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرمایئے، (پروردگار!) وہ کفار جو آپ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں' آپ کے پیغمبروں (اور دین کے داعیوں کو) جھٹلاتے ہیں' اور آپ کے دوستوں سے برسرپیکار ہیں' ان پر اپنی پھٹکار اور عذاب بھیج دیں، اور ان کی باتوں میں (اور ان کی رایوں میں) ٹکراؤ پیدا کر دیں' اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دیں، اور ان پر اپنا وہ عذاب بھیج دیں جسے آپ مجرم اور پاپی گروہ سے رد نہیں کرتے، (آمین)۔ (قاموس الفقہ ص ۵۲۷ ج ۴)

مسئلہ: ...... قنوت نازلہ ایک متعین نہیں، حسب حال و اوقات ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۷۱ ج ۲ (قدیم) ص ۳۳۰ ج ۳، مکتبۃ الاحسان دیوبند)

تراویح کے مسائل

اس مختصر رسالہ میں اکابر کے فتاوی اور کتب فقہ سے تراویح اور اس کے ضمن میں ترویحہ، رکعات تراویح، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو اور وتر کے مسائل کو آسان الفاظ میں جمع کیا گیا ہے

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ، اما بعد ،

رمضان المبارک میں ہر آدمی کی مشغولی کچھ زیادہ ہی ہو جاتی ہے، اس لئے بڑی بڑی کتابیں دیکھنا مستقل ایک کام ہے۔ اور اکثر تراویح پڑھانے والے حفاظ ہوتے ہیں' علماء کم تراویح پڑھاتے دیکھے گئے۔ اس لئے کئی مرتبہ یہ خیال آیا کہ تراویح کے کچھ مسائل کو آسان انداز میں اختصار کے ساتھ جمع کر دوں' تاکہ حفاظ اور تراویح پڑھانے والے خصوصا اور عام حضرات بھی ان کا مطالعہ کریں تو امید ہے کہ بہت فائدہ محسوس کریں گے۔ اس لئے ''عمدۃ الفقہ'' کو سامنے رکھ کر مختصر الفاظ میں مسائل کو جمع کرنا شروع کیا، ساتھ ہی ہمارے اکابر کے فتاوی سے بھی مسائل شامل کئے گئے ہیں۔

جب تراویح کے مسائل کو لکھا تو خیال آیا کہ ساتھ ہی سجدۂ تلاوت' سجدۂ سہو اور وتر کے کچھ مسائل بھی آجانے چاہئے، چنانچہ ان کو شامل کر دیا۔

مسائل کا حوالہ مکمل لکھ دیا گیا ہے تاکہ کسی کو اصل مراجع دیکھنا ہو یا کسی مسئلہ میں شبہ ہو تو ان کی طرف رجوع کر سکے۔ جہاں حوالہ نہیں' وہ تمام مسائل ''عمدۃ الفقہ'' جلد دوم سے ماخوذ ہیں۔ البتہ الفاظ میں ردوبدل کیا گیا ہے اور اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ناظرین کو ان مسائل سے کچھ فائدہ پہنچے تو قبولیت وذخیرۂ آخرت کی دعا فرمائیں، اور جہاں کوئی غلطی نظر آجائے تو براہ کرم مطلع فرمائے تاکہ دوبارہ تحقیق کر کے آئندہ طباعت میں اصلاح کی جائے۔

فقط طالب دعا

مرغوب احمد لاجپوری

تعریف

م:......تراویح جمع ہے ترویحہ کی ۔ترویحہ آرام کرنے کو کہتے ہیں، یعنی تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر آرام کرلیتے ہیں، اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں۔

حکم

م:......رمضان میں بیس رکعتیں پڑھنا مردوں وعورتوں کیلئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔

م:......مسافر اور مریض کو کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو تو تراویح پڑھنا افضل ہے۔

(احسن الفتاوی ص۵۲۲ ج۳)

م:......تراویح آپ ﷺ کی سنت ہے۔بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ پہلا قول صحیح ہے۔

م:......تراویح کے سنت ہونے کا سوائے روافض کے کوئی فرقۂ اسلام منکر نہیں ہے۔

م:......جو تراویح ترک کرے گا' ترک سنت کا گنہگار اور مکروہ کا مرتکب ہوگا۔

م:......تراویح دس سلاموں کے ساتھ مسنون ہے' یعنی دو رکعتوں کی نیت کرے۔اور ہر چار رکعت کے بعد آرام کرے۔اس طرح پانچ ترویحے ہوتے ہیں۔

م:......اگر جماعت کے ساتھ پانچ ترویحوں پر زیادتی (مثلاً چھ) کرے تو مکروہ ہے۔

وقت

م:......جمہور کے نزدیک تراویح کا صحیح وقت عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔

م:......تراویح وتر سے پہلے اور بعد میں جائز ہے، لیکن وتر سے پہلے پڑھنا افضل ہے۔

م:......تراویح اور وتر کے بعد ظاہر ہوا کہ نماز عشا صحیح نہیں ہوئی اور وتر صحیح تھی' تو امام

صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک عشا کے ساتھ تراویح کا اعادہ کرے وتر کا اعادہ نہیں ہے۔

م:......عشا سے پہلے تراویح پڑھی تو صحیح نہ ہوگی۔

م:......جس امام نے عشا کی نماز نہیں پڑھی اس کے پیچھے تراویح پڑھنا درست نہیں۔

(فتاوی حقانیہ ص۲۷۲ ج۳)

م:......تراویح میں تہائی رات تک یا آدھی رات تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔آدھی رات کے بعد بھی اصح قول میں مکروہ نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

م:......تاخیر سے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو احسن یہ ہے کہ تاخیر نہ کرے۔

دیگر مسائل

م:......صحیح یہ ہے کہ تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے۔سب چھوڑ دیں تو گنہگار ہوں گے۔

م:......زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ ہر محلّہ کی مسجد میں جماعت سنت کفایہ ہے۔

م:......ایک مسجد میں دو مرتبہ تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

م:......مسجد میں تراویح کی جماعت ہوتی ہو اور کوئی اکیلا گھر میں پڑھے تو گنہگار نہیں ہوا۔

م:......گھر میں تراویح کی جماعت سے مسجد کی جماعت میں شریک ہونا افضل ہے۔

م:......جن کی لوگ اقتدا کرتے ہوں ان کو بلا عذر مسجد کی جماعت چھوڑنا نہیں چاہئے۔

م:......جو لوگ (سفر مرض وغیرہ کسی) وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے۔اگر نہ پڑھیں گے تو سنت کے ترک کا گناہ ہوگا۔

م:......حیض، نفاس والی عورت تراویح کے وقت پاک ہوجائے ان کے لئے بھی تراویح سنت ہے، اگرچہ روزہ نہ رکھا ہو۔

امامت کے مسائل

م:......اگر عالم' حافظ ہو تو افضل یہ ہے کہ خود تراویح پڑھائے' دوسرے کی اقتدا نہ کرے۔

م:......تراویح میں محض خوش خواں کو امام نہ بنائیں بلکہ درست خواں کو امام بنائیں۔

م:......اجرت دے کر تراویح کے لئے امام مقرر کرنا جائز نہیں۔

نوٹ:...... اہل خیر' حضرات حفاظ کی خدمت کو غنیمت سمجھیں اور چپکے سے خدمت کر دیا کریں۔ بہت سے حفاظ غربت کی وجہ سے عید اور رمضان میں بھی پریشانی برداشت کرتے ہیں اور پورا مہینہ محنت و مشقت برداشت کر کے تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور ارباب افتاء کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک تو تراویح کے لئے اجرت لینا بھی جائز ہے۔

م:......امام دو مسجدوں میں پوری تراویح پڑھائے تو مکروہ ہے۔

م:......ایک مسجد میں دس' دوسری مسجد میں دس پڑھائے تو جائز ہے۔

م:......کسی نے عشا' تراویح اور وتر گھر میں پڑھ لیں' پھر مسجد آکر امامت کی نیت سے تراویح پڑھائی تو یہ امام کے لئے مکروہ ہے' جماعت کے لئے مکروہ نہیں۔ ہاں امامت کی نیت نہیں کی اور تنہا نماز شروع کر دی اور لوگوں نے تراویح کی نیت سے اس کا اقتدا کیا تو مکروہ نہیں۔

م:......افضل یہ ہے کہ پوری تراویح ایک امام پڑھائے۔

م:......اگر دو پڑھائے تو ترویحہ پورا کر کے الگ ہو، مثلاً: آٹھ یا بارہ' وغیرہ پر۔

م:......اگر ترویحہ کے اوپر مثلاً دس پر الگ ہوا' تو صحیح قول کے بموجب یہ مستحسن نہیں۔

م:......فرض اور وتر ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا پڑھائے تو جائز ہے۔

م:......فرض ایک امام پڑھائے اور (تراویح و) وتر دوسرا پڑھائے تو بھی جائز ہے۔

م:......نابالغ کی امامت تراویح میں اکثر علماء کے نزدیک مفتی بہ قول میں جائز نہیں۔

م:......صرف سنت کی نیت سے تراویح صحیح ہے، اور احوط ہے کہ تراویح کی تعیین کرلے۔

م:...... ہر دو رکعت کی نیت ضروری نہیں، ہاں افضل یہ ہے کہ ہر دوگانہ کی الگ نیت کرے۔

م:......عشا کی نماز کا سلام پھیرے بغیر تراویح کی بنا کرلی تو صحیح نہیں۔

م:......اگر عشا کی سنت میں تراویح کی بنا کرلی تو بھی اصح یہ ہے کہ جائز نہیں۔

م:......تراویح میں ایک قرآن شریف کا ترتیب وار ختم کرنا سنت ہے۔ دو ختم میں فضیلت ہے اور تین بار ختم کرنا افضل ہے۔ جب تک لوگوں کو شوق نہ ہو ایک سے زیادہ نہ پڑھے۔

م:......امام اور مقتدی ہر دوگانہ میں ثنا اور تشہد کے بعد درود اور دعا بھی پڑھیں۔ لوگوں پر دشوار ہو تو امام دعا چھوڑ دے، درود نہ چھوڑے "اللھم صلی علی محمد" ہی پڑھ لے۔

م:......امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوں تو صحیح ہے۔

م:......تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ: "بسم الله الرحمن الرحيم" بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے۔

م:...... حافظ صاحب کو صحیح لقمہ قبول کرنا چاہئے اور اس کو ذاتی عزت و وقار کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ (فتاوی عثمانی ص ۴۶۸ ج ۱)

م:......ستائیسویں کو ختم کرنا چاہئے۔ اکیسویں یا اس سے پہلے ختم کرنا ترک افضل ہے۔

م:......مشائخ نے پورے قرآن میں ۵۴۰ رکوع مقرر کئے ہیں تاکہ ختم ستائیسویں پر ہو۔ (اس لئے کہ ستائیس دن کی بیس بیس رکعتیں ۵۴۰ رکعتیں ہوتی ہیں)

قرأت کے مسائل

م:......اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو جماعت ٹوٹ جائے گی، تو جس قدر

گراں نہ گزرے (آسانی ہو) اسی قدر پڑھا جائے۔

م:......ایک رات میں پورا قرآن شریف پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ شوقین ہوں۔

م:......افضل یہ ہے کہ تراویح کی سب دو رکعتوں میں قرأت برابر پڑھے۔

م:......دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے قرأت کو بڑھانا مستحب نہیں ہے۔

م:......امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی رکعت میں قرأت زیادہ کرے۔

م:......حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہر رکعت میں دس آیتیں یا اس کے مثل پڑھے۔

م:......تراویح کی ابتدائی رکعت میں قرأت طویل کرنے سے مقتدیوں کو حرج نہ ہو تو اس کی اجازت ہے، ورنہ سب رکعتوں میں یکساں قرأت کی جائے۔ (خیر الفتاوی ص ۵۴۷ ج ۲)

م:......قرأت میں جلدی کرنا، طمانیتِ ارکان کا چھوڑ دینا، تعوذ و تسمیہ، تسبیحات رکوع و سجود اور چار رکعتوں کے بعد بیٹھنے کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

م:......ایسے جلد خواں حافظ کے پیچھے جس کے پڑھنے میں کوئی حرف سمجھ میں نہ آتا ہو، تراویح ناجائز ہے، اگر صاف پڑھنے والا نہ ملے تو ''الم تر'' سے پڑھنا افضل ہے۔

(مرغوب الفتاوی ص ۴۷۵ ج ۲)

م:......تراویح میں درمیان سورت بسم اللہ جہراً نہ پڑھی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۸۰ ج ۴)

م:......تراویح میں کسی دو سورتوں کو متعین کر لینا کہ اسی کو بیس رکعت میں پڑھے گا مکروہ ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص ۴۷۶ ج ۲)

م:......صحیح قول کے بموجب تراویح میں سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا مکروہ ہے۔

م:......بہتر ہے کہ ختم کے وقت اخیر رکعت میں ''الٓمٓ'' سے ''مفلحون'' تک پڑھے۔

م:......تراویح کی آخری دو رکعتوں میں، خواہ انیسویں رکعت میں ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ اور بیسویں رکعت میں ''سورۂ بقرہ'' کا ابتدائی حصہ پڑھے، خواہ انیسویں و بیسویں دونوں رکعتوں میں ''سورۂ بقرہ'' کا ابتدائی حصہ پڑھے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(مرغوب الفتاوی ص۴۷۹ ج۲)

م:......قرأت میں غلطی ہوئی اور آیت یا سورت چھوٹ گئی، اس کے بعد دوسری سورت یا آیت پڑھی تو مستحب یہ ہے کہ اس چھوٹی ہوئی سورت یا آیت کو پڑھ کر پھر اس پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑھے۔ لیکن اگر اس میں دقت ہو تو صرف چھوٹی ہوئی کا پڑھ لینا کافی ہے۔

م:......ایک دوگانہ فاسد ہو گیا تو اس کی قرأت شمار میں نہ آئے گی، اس کا اعادہ کرے۔

م:......ناظرہ خواں بھی تراویح میں لقمہ دے سکتا ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۸۲ ج۲)

م:......نابالغ بچہ تراویح میں لقمہ دے سکتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۳۴۸ ج۱)

م:......نابالغ سامع پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ (احسن الفتاوی ص۵۱۷ ج۳)

م:......تراویح میں قرآن کریم کی آیت ﴿ماکان محمّد ابا احد مّن رّجالکم﴾ کو ﴿ماکان محمّد صل اللّٰہ علیہ وسلم ابا احد مّن رّجالکم﴾ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(خیر الفتاوی ص۵۴۹ ج۲)

م:......تراویح میں ﴿انّ اللّٰہ وملائکتہ یصلّون علی النبی﴾ پڑھنے کے بعد مکمل درود شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (خیر الفتاوی ص۵۴۹ ج۲)

م:......ختم قرآن کے بعد دوسری رکعت میں قرآن کریم کی مختلف آیات پڑھنا مکروہ ہے اور اس فعل کو اچھا سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا بدعت سیئہ ہے، جس سے احتراز ضروری ہے، لیکن اس طرح کرنے سے نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔ (خیر الفتاوی ص۵۴۹ ج۲)

رکعات میں شک کے مسائل

م:...... شک ہوا کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین، تو امام اپنی رائے پر عمل کرے۔ اگر امام کو کسی بات پر یقین نہ ہو تو اس کا قول اختیار کرے جو اس کے نزدیک سچا ہو۔

م:...... شک ہوا کہ بیس رکعتیں ہوئیں یا اٹھارہ، تو بغیر جماعت کے اعادہ کریں، احتیاطا تراویح کی تکمیل کے لئے اور نفل کی جماعت سے بچنے کے لئے۔

م:...... اگر تمام نمازیوں اور امام کو شک ہوا کہ: ۱۸؍تراویح ہوئی ہیں یا بیس پوری ہوگئیں تو دو رکعت بلا جماعت اور پڑھ لی جائیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۳۵۳ ج۲)

م:...... چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور سہواً ایسا کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اور عمداً کیا تو لوٹانا واجب ہے۔ اور پہلی دو رکعت شمار ہوں گی۔ دوسری دو رکعت اور اس میں پڑھا ہوا قرآن لوٹایا جائے گا۔

''خیر الفتاوی'' میں ہے کہ: آخری دو رکعت تراویح ہوئیں پہلی دو رکعت نہیں، اس لئے پہلے شفع کی قرأت لوٹائی جائے۔ (ص۵۴۱ ج۲)

م:...... دوسری رکعت پر قعدہ نہ کیا تو تیسری کے سجدہ کرنے سے پہلے تک یاد آئے تو لوٹ جائے اور قعدہ کرے اور سجدۂ سہو کرے پھر قعدہ کر کے سلام پھیرے۔ تیسری کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے تو ایک رکعت اور بڑھادے اور یہ چار رکعتیں، دو رکعت شمار ہوگی۔

م:...... دوسری رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہوگیا اور تیسری کے سجدہ کے بعد یاد آیا اور ایک رکعت اور بڑھادی تو اکثروں کے نزدیک چار رکعتیں ادا ہوجائیں گی۔

م:...... تراویح کے دس تسلیمے پڑھے اور ہر تسلیمہ میں تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر قعدہ نہ کیا تو اس پر تراویح کی قضا لازم آئے گی۔

مکروہات تراویح کے مسائل

م:...... چھ یا آٹھ یا دس یا بیس رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور ہر دوسری رکعت پر بیٹھا ہے تو جائز ہے، مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے۔

م:...... بڑھاپے اور بیماری کے علاوہ مقتدی کا رکوع تک پیچھے بیٹھا رہنا مکروہ تحریمی ہے۔

م:......نیند کے غلبہ کے وقت تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔

م:......جلد بازی میں تراویح میں ثناء تعوذ اور تسمیہ کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(کتاب الفتاوی ص ۳۹۰ ج ۲)

م:......حالت نماز میں آستین چڑھی ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔(کفایت المفتی ص ۴۲۸ ج ۳)

م:......سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے ازار کو اوپر چڑھانا مکروہ ہے، اور کراہت تحریمی بدرجہ غالب ہے۔(کفایت المفتی ص ۴۲۸ ج ۳)

مفسدات تراویح کے مسائل

م:......دوسری رکعت پر قعدہ بھول گیا اور تیسری رکعت کے بعد سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو تینوں رکعتیں بیکار گئیں، اور ان میں جتنا قرآن پڑھا گیا اس کا اعادہ ضروری ہے۔

(حاشیہ امداد الفتاوی ص ۴۹۸ ج ۱)

م:......تراویح میں قرآن کریم کا دیکھ کر پڑھنا مفسد صلوۃ ہے۔(خیر الفتاوی ص ۵۳۶ ج ۲)

م:......تراویح میں لقمہ دینے والا قرآن شریف دیکھ کر لقمہ دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۴۳ ج ۱)

م:......قرآن میں دیکھ کر لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام نے اس کا لقمہ لیا تو سب کی نماز جاتی رہی۔(احسن الفتاوی ص ۵۲۴ ج ۳)

م:...... تراویح کی دو رکعت بھول سے رہ گئی اور نماز وتر شروع کر دی، قعدۂ اولی میں یاد آیا تو تراویح کی نیت کر کے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ دو رکعت تراویح میں شمار نہ کی جائیں گی۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۴۷ ج ۱)

م:...... کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم ۱۱۵ ج ۴)

تراویح کے متفرق مسائل

م:...... سامع کے لئے جگہ محفوظ رکھنا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۵۲۳ ج ۳)

م:...... کسی نے تراویح امام کے ساتھ شروع کی، جب امام نے قعدہ کیا تو یہ سو گیا، اس عرصہ میں امام، سلام پھیر کر دوسری دو رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھا، اس وقت بیدار ہوا، اور اس کو یہ معلوم ہو گیا تو سلام پھیر دے اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے اور امام سلام پھیرے تو دو رکعتیں مسبوقانہ جلد پوری کر کے سلام پھیر دے، پھر امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔

م:...... مقتدی تراویح کے قعدۂ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے سلام کے بعد بیدار ہوا تو تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، نماز صحیح ہو جائے گی۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۴ ج ۱)

م:...... ختم قرآن کے بعد باقی ایام میں تراویح کا چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔

م:...... رکعتوں کا شمار کرنا کہ کتنی باقی ہیں، مکروہ ہے۔

م:...... محلّہ کا امام غلط قرآن پڑھتا ہو تو دوسری جگہ تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

م:...... دوسرے محلّہ کا امام قرأت و آواز میں بہتر ہو تو وہاں جانے میں بھی مضائقہ نہیں۔[۱]

م:...... محلّہ کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہو تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں جانا چاہئے۔[۲]

[۱،۲]...... یہ دونوں جزئیے قابل نظر ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: محلّہ کی مسجد میں نماز کی اہمیت۔ ص ۲۲۴

م:...... کسی ایک شخص کی رعایت میں دوسری مرتبہ پچھلا پڑھا گیا قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ لوگوں کو اس سے گرانی ہو، البتہ مفسد کی وجہ سے ایسا کرے تو مکروہ نہیں۔

(امداد الفتاوی ص ۳۲۵ ج ۱)

م:...... مقتدی دو مسجدوں میں پوری تراویح پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ وتر دو مرتبہ نہ پڑھے۔

م:...... تراویح فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہ کرے۔

م:...... اگر یاد آئے کہ گذشتہ رات میں ایک دوگانہ فاسد ہو گیا تھا' تو تراویح کی نیت سے اس کی قضا مکروہ ہے۔

م:...... وتر کے بعد یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو اظہر یہ کہ اس کو جماعت سے پڑھ لیں۔

م:...... کسی امام نے نماز عشا پڑھے بغیر تراویح کی دو رکعتیں پڑھا دیں تو اسی وقت ان کا اعادہ کرے۔ اعادہ نہ کیا تو بعد میں صبح صادق سے پہلے اکیلے اکیلے پڑھی جا سکتی ہے۔ صبح صادق کے بعد چونکہ وقت نکل گیا' اس لئے اس کی قضا نہیں، استغفار کریں، اور ان دو رکعتوں میں جتنا قرآن پڑھا گیا تھا اس کو دوسرے دن لوٹا لیا جائے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۸۵ ج ۴)

م:...... سب نے عشا کی جماعت چھوڑ دی' تو تراویح کو جماعت سے پڑھنا جائز نہیں۔

م:...... لوگوں نے عشا جماعت سے پڑھی ہو اور ایک شخص کی جماعت ترک ہو گئی ہو' اس کو لوگوں کے ساتھ تراویح جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔

م:...... کسی شخص نے عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی' یا کچھ تراویح جماعت سے پڑھی' تو اس کو جائز ہے کہ وتر جماعت سے پڑھے۔ اسی طرح تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھی اور وتر دوسرے امام کے ساتھ تو یہ بھی جائز ہے۔

م:...... عشا اور تراویح جماعت سے نہ پڑھی ہو تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے۔

م:......سب نے تراویح جماعت سے نہ پڑھی تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے۔
م:......تراویح کی کچھ رکعتیں رہ گئیں' اوران کو پڑھنے سے وتر کی جماعت چھوٹ جانے کا خوف ہوتو' وتر جماعت سے پڑھ لے پھر بقیہ رکعتیں پڑھ لے۔
م:......کوئی فرض' وتر یا نفل پڑھ رہا ہے' اس کے پیچھے تراویح کی اقتدا صحیح نہیں ہے۔
م:......تراویح کا پہلا دوگانہ پڑھنے والے کے پیچھے' دوسرا دوگانہ پڑھنا جائز ہے۔
م:......عشا کے بعد کی سنت پڑھنے والے کے پیچھے تراویح کی اقتدا جائز ہے۔
م:......امام جلدی سے ثنا پڑھ کر قرأت شروع کر دے تو مقتدی ثنا نہ پڑھیں، اور جب تک امام قرأت شروع نہ کرے مقتدی ثنا پڑھ لیں۔(کفایت المفتی ص ۴۰۹ ج ۳)
م:......تراویح بیٹھ کر پڑھنا مستحب نہیں۔ جواز میں اختلاف ہے، بعضوں نے کہا جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب آدھا ملے گا۔
م:......بعضوں نے کہا کہ امام بیٹھ کر پڑھائے تو مقتدی کے لئے بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہے۔
م:...... ہوائی جہاز یا اور سواری میں تراویح بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔(سمت قبلہ بھی ضروری نہیں)۔(امدادالفتاوی ص ۳۱۰ ج ۱)
م:......تراویح میں ختم قرآن کے بعد شیرینی تقسیم کرنے (یا دعوت کا اہتمام کرنے) کے دستور کو ترک کرنا ہی بہتر ہے۔ ہاں کبھی کبھی' مسجد کا فرش خراب نہ ہو' خشک چیز ہو' مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو' بچوں کا شور وغل نہ ہوتو درست ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۳۸۹ ج ۴)
م:......ختم قرآن کی شب میں حفاظ کو ہار پہنانے کا رواج برا اور قابل ترک ہے۔ اور اس میں اسراف بھی ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۴۲۵ ج ۴)

تراویح پڑھانے والے ائمۂ کرام وحفاظ عظام کی خدمت میں ایک اہم گذارش ہے کہ درج ذیل مضمون کو بغور پڑھیں اور اس پر عمل کی بھرپور کوشش کریں۔

قومہ وجلسہ اطمینان سے کریں

اس وقت عموماً قومہ وجلسہ میں اطمینان کا فقدان نظر آتا ہے، ائمہ کرام تک اس مسئلہ میں بے احتیاطی کرتے دیکھے گئے ہیں۔ حالانکہ قومہ اور جلسہ میں تعدیل واجب ہے۔ ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے: صحیح یہ ہے کہ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان یعنی کم از کم ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے، اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (اکثر لوگ اس کی طرف سے غافل ہیں اور عادتاً اس کے تارک ہیں، اس سے نماز واجب الاعادہ ہے، مؤلف)۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳٦٦ ج ۲، سجدۂ سہو کا بیان)

''عمدۃ الفقہ'' میں دوسری جگہ ہے: لیکن مستحب ہے کہ فرضوں کے جلسہ میں بھی مسنون دعا پڑھے ..... نیز اس مستحب کی عادت سے جلسہ میں طمانیت کا واجب بھی ادا ہو جائے گا، ورنہ اکثر لوگ طمانیت کے تارک ہیں اور اس کی ضرورت سے غافل ہیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۱۰ ج ۲)

صاحب ''مجالس الابرار'' شیخ احمد رومی رحمہ اللہ نے قومہ اور جلسہ کے اطمینان کے متعلق بہت عمدہ اور قابل غور وتوجہ بات تحریر فرمائی ہے۔ شیخ موصوف تراویح کے باب میں رقمطراز ہیں:

''اور یہ یقینی ہے کہ جو شخص قومہ اور جلسہ اور اطمینان کو چھوڑ کر جس کی مقدار دونوں میں ایک تسبیح کے برابر مقرر ہے، تراویح پڑھے گا تو وہ گنہگار، عذاب جہنم کا مستحق ہے، کیونکہ یہ سب چیزیں امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک فرض ہیں، یہاں تک کہ ان

کے چھوڑنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے، اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک روایت میں واجب ہیں، یہاں تک کہ ان کے چھوڑ دینے سے نماز دہرانا واجب ہوتی ہے، اور دوسری روایت میں سنت ہے اور اس روایت کے بموجب ان کا ترک کرنے والا خفگی اور شفاعت سے محرومی کا مستحق ہوکر ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی کوشش دنیا میں اکارت ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کررہے ہیں' اور وہ ان لوگوں میں ہوں گے جن کو اللہ تعالی کی طرف سے وہ بات پیش آئی جن کا ان کو گمان نہ ہوتا تھا، اور یہ کھلا خسارہ اور بڑا نقصان ہے۔

پھر یہاں ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ کرنا ضروری ہے تا کہ جس میں انصاف اور حق کی جانب میلان ہو وہ نصیحت حاصل کرے، اور وہ یہ ہے کہ:

تراویح بیس (۲۰) رکعتیں ہیں' اور ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہے' اور ان دونوں میں اطمینان درکار ہے' اور ان میں سے ایک کا چھوڑ دینا بھی گناہ ہے، پس اگر دونوں میں اطمینان نہ ہوا تو چالیس (۴۰) گناہ ہوں گے' اور اگر وہ دونوں خود ہی چھوٹ گئے تو سب گناہ اسّی (۸۰) ہوئے، اور اگر اس کے ساتھ اظہار کا گناہ بھی ملالیں تو سب مل کر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گناہ ہوجائیں گے، اور اگر اس کا دوبارہ نہ پڑھنا جو کہ واجب ہے ملالیا جائے تو سب کا مجموعہ ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ ہوں گے، باوجودیکہ ان مذاکرات کا ترک کرنا اس کا سبب یہی ہوجاتا ہے کہ ذکر انتقالات کے وقت مشروع ہیں' وہ تمامِ انتقال کے بعد کئے جائیں اور انتقالات کے وقت مقرر کئے ہوئے اذکار کو تمامِ انتقال کے بعد ملانے میں دو قباحتیں ہیں، ایک تو: ان کو ان کے موقع پر نہ کرنا، دوسرے: بے موقع کرنا تو اب ہر رکعت میں چار مکروہ ہوئے اور اس سے چار سنتوں کا ترک لازم آتا ہے، کیونکہ جس

نے قومہ یا اس کے اطمینان کو چھوڑ دیا تو ''سمع الله لمن حمده ''اور ''الله اکبر '' جھکتے وقت واقع ہوگا بلکہ ''الله اکبر '' سجدہ کے بعد واقع ہوگا اور سنت یہ ہے کہ ''سمع الله لمن حمده '' رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہے اور ''الله اکبر '' سجدہ کے لئے جھکتے وقت، اسی طرح اگر جلسہ یا اس کا اطمینان چھوڑ دیا جائے تو پہلی تکبیر کا کچھ حصہ جھکتے وقت ادا ہوگا' بلکہ دوسری تکبیر کا کچھ حصہ سجدہ میں جانے کے بعد پڑھے گا، حالانکہ سنت پہلی تکبیر کا سر اٹھاتے وقت کہنا ہے اور دوسری تکبیر کا جھکتے وقت، تو اب مکروہات کا شمار تمام رکعتوں میں اسّی (۸۰) ہوجائے گا جس سے اسّی (۸۰) سنتوں کا چھوڑنا لازم آئے گا، اور جب ان مکروہات کے اظہار کا گناہ بھی اس میں شامل کریں، کیونکہ مکروہ کا ظاہر کرنا بھی مکروہ ہے، سو اب مجموعہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہات اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سنتوں کا ترک ہوا، کیا وہ عاقلوں میں شمار کیا جاسکتا ہے جو رمضان کی راتوں میں ہر رات ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہ صرف تراویح میں کرتا ہو؟ اور ایک سو ساٹھ سنت چھوڑتا ہو؟ کیونکہ ہر سنت کے چھوڑنے میں ایک عتاب اور شفاعت سے محرومی ہے، پس کیا کوئی عاقل اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ اپنے کو رسول رب العالمین کی شفاعت سے محروم کردے جس کے تمام خلق اللہ حتی کہ انبیاء و اولیاء اور صلحاء امیدوار اور خواستگار ہیں۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم کو محروم لوگوں میں سے نہ کرے۔

(''مجالس الابرار'' اردو ص ۲۳۹، اٹھائیسویں مجلس: تراویح کی کیفیت اور فضیلت کے بیان میں)

نوٹ :...... ایک امام روزانہ سترہ (۱۷) رکعت پڑھاتا ہے، اس کا حساب لگالے کہ روزانہ سترہ رکعت میں اگر تکبیر انتقالات صحیح نہ ہوں تو فرائض میں کتنی سنتیں چھوڑنا اور کتنے مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے۔

اس لئے ائمہ کرام کو درج ذیل دعا قومہ وجلسہ میں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اس واجب کی ادائیگی صحیح طریقہ سے ہوجائے۔

قومہ (یعنی رکوع سے کھڑے ہونے) کی دعا:

﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ﴾

ترجمہ:......اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو۔ (ترمذی ص۶۱ ج۱)

یا یہ دعا پڑھے: ﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَیْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ﴾۔

ترجمہ:......اے اللہ! تیرے لئے تعریف ہو آسمانوں کو بھر کر، اور زمینوں کو بھر کر، اور ان کے علاوہ جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر کر۔

(ترمذی ص۶۱ ج۱، باب ما یقول الرجل اذا رفع رأسه عن الرکوع)

جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی) دعا:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ﴾

ترجمہ:......اے اللہ! میری مغفرت فرما، اور مجھ پر رحم فرما، اور میری شکستگی دور فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے روزی عطا فرما۔ (ترمذی ص۶۳ ج۱، باب ما یقول بین السجدتین)

نوٹ:......ائمۂ کرام کی خدمت میں درخواست ہے، اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے راقم کے استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم کے رسالہ ''قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

مسائل ترویحہ

اس مختصر رسالہ میں ترویحہ کے چند مسائل کو بیان گیا ہے، ساتھ ہی اس زمانہ میں تسبیح ترویحہ کے بارے میں برطانیہ میں جو غلو ہوگیا ہے اس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

ترویحہ کے معنی

ترویحہ:......آرام کرنے کو کہتے ہیں، یعنی نماز تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد بیٹھ کر آرام کر لیتے ہیں، اس لئے اس نماز کو نماز تراویح کہتے ہیں۔

ترویحہ کا ثبوت

زید بن وہب رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو ترویحوں (ہر چار رکعت پر) ہم لوگوں کو راحت کا موقع دیتے تھے، اتنی دیر جتنے میں آدمی مسجد سے مقام سلع (ایک پہاڑ کا نام ہے) چلا جاتا۔

(سنن بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲۔ کنز العمال ص ۴۰۹۔ اعلاء السنن ص ۶۶۔ شمائل کبری ص ۸۳ ج ۷)

ترویحہ مستحب ہے

کبیری میں ہے: یہ ترویحہ مستحب ہے۔ بیہقی میں سند صحیح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ وقفہ اختیار کرتے تھے۔ اسی طرح اہل حرمین کا بھی تعامل رہا ہے، جس مقدار تراویح ہوتی اسی مقدار یہ وقفہ اختیار کرتے۔ (کبیری ص ۴۰۴۔ شمائل کبری ص ۸۳)

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اس کی اصل آپ ﷺ کا عمل ہے کہ آپ ﷺ ہر چار رکعت کے بعد راحت فرماتے، پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور پڑھتے۔

(کشف الغمہ ص ۱۱۶۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع ترویحہ پر ہوا

حافظ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس خیر پر اولاً اجماع کیا ہے، وہ جلسۂ ترویحہ ہے۔ (اعلاء السنن ص ۱۱۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

مسائل ترویحہ

م:......اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں، مستحب ہے۔ بعض کے نزدیک مطلق چار رکعتوں کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے، اوراس میں آسانی ہے۔

م:......اگر اتنی دیر بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔

م:...... پانچوے ترویحہ کے درمیان بھی اسی قدر بیٹھنا مستحب ہے، لیکن اگر امام سمجھے کہ پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا جماعت کے لوگوں پر بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے۔

م:......اس بیٹھنے کے وقت میں لوگوں کو اختیار رہے، چاہے تسبیح پڑھتے رہیں یا قرآن پڑھیں یا خاموش بیٹھے رہیں یا چار رکعت نوافل اکیلے اکیلے پڑھیں۔

م:......ترویحہ میں بعض نے چوتھا کلمہ، بعض نے سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور بعضوں نے درود پاک ذکر کیا ہے۔ (شرح احیاء ص۴۲۰۔شمائل کبریٰ ص۸۴ ج ۷)

م:......بعض حضرات نے جلسہ ترویحہ میں نفل پڑھنے کو بہتر نہیں سمجھا ہے۔ عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ لوگوں کو منع کرتے تھے کہ وہ ترویحہ کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھیں۔

(قیام اللیل۔شمائل کبریٰ ص۸۴ ج ۷)

شاید کہ تراویح میں تعب کی وجہ سے منع کرتے ہوں۔ اسی طرح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ منع فرماتے تھے۔ (شمائل کبریٰ ص۸۴ ج ۷)

م:......اس وقفہ میں جماعت سے نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

نوٹ:...... مکہ معظّمہ کے لوگ ایک طواف (سات چکر) کر لیتے تھے اور دو رکعت واجب

الطّواف پڑھ لیتے تھے (اب یہ معمول نہیں رہا) اور مدینہ منورہ کے لوگ چار رکعتیں اکیلے اکیلے پڑھ لیتے تھے (اب وہاں بھی یہ معمول نہیں رہا)۔

م:...... ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا اور دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

م:......اسی طرح دس رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مشروع ہے، ہر دو رکعت کے بعد مشروع نہیں۔

م:......اگر ترویحہ میں بیٹھنا ترک کردیں اور پوری بیس رکعتیں پڑھ کر آرام کریں تو فتوی کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۳۲۴ ج ۲، تراویح کا بیان)

م:......ترویحہ کی تسبیح سب کو بلند آواز سے آواز ملا کر نہیں پڑھنی چاہئے۔

(فتاوی محمودیہ ص۲۰۸ ج۱۴)

(تسبیح تراویح کا) اس طرح زور سے پڑھنا ثابت نہیں، اس کو ترک کیا جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص۴۴۲ ج۱۶)

م:......ترویحہ کی تسبیح کھڑے ہو کر پڑھنے کی ضرورت نہیں بیٹھے بیٹھے آہستہ سے پڑھے۔

(فتاوی محمودیہ ص۳۵۹ ج۲)

م:......ایک آدمی کا بلند آواز سے درود شریف پڑھنا اور سب کا جواب دینا' یہ طریقہ سلف صالحین وائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۹۱ ج ۲)

م:......تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد زور سے کلمۂ طیبہ کا پڑھنا اور اس رسم کو ضروری سمجھنا غیر مستحسن و بدعت ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۹۳ ج ۲)

م:...... ہر ترویحہ میں دعا کرنا اور دعا کے بعد خلفائے راشدین کا نام لینا حدیث وفقہ میں میری نظر سے نہیں گذرا۔ (فتاوی محمودیہ ص۳۵۹ ج ۲)

م:......ترویحہ کی تسبیح‘ اجتماعی طور پر پڑھنا ثابت نہیں، انفرادی طور پر پڑھنا چاہئے۔
(کتاب الفتاوی ص۴۰۹ ج۲)

م:......ترویحہ میں امام اور قوم کا اجتماعی دعا کرنے کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں، ہاں انفراداً دعا کرے تو منع نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۳۴۷ ج۱)

م:...... ہر ترویحہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ضروری نہیں اور ضروری سمجھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بے اصل ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۹۰ ج۲)

م:......تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد حدیث شریف سنانا اچھا طریقہ ہے، اس سے بہت معلومات دین میں اضافہ ہوگا، مگر سب لوگ اس پر متفق ہو جائیں تو، لیکن سب کو مجبور نہ کیا جائے‘ اگر لوگ انکار کریں اور مسجد چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیں تو پھر یہ طریقہ بند کر دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۴۵ ج۱۶)

م:...... ہر ترویحہ کے بعد جتنا قرآن پڑھا گیا‘ اس کی تفسیر کرنا، پھر بارہ رکعت کے بعد چائے کا وقفہ کرنے کے رواج کا بدعت حسنہ ہونا محل کلام ہے، نہ اسلاف میں اس کی مثال ملتی ہے، اور اس سے تراویح کی روح ختم ہو جاتی ہے۔ (خیر الفتاوی ص۵۶۰ ج۲)

تسبیح تراویح میں غلو

تسبیح تراویح کے متعلق اس وقت برطانیہ میں اس قدر غلو ہو گیا ہے کہ ہر مسجد میں رمضان سے پہلے بڑے بڑے پوسٹر اور اشتہار کی شکل میں یہ تسبیح لکھی جاتی ہے‘ اور قبلہ کی دیوار پر کثیر تعداد میں اس کی کاپیاں چسپاں کی جاتی ہیں، حالانکہ کسی مستحب کے ساتھ زیادہ اہتمام اور واجب کا سا معاملہ ہونے لگے تو فقہاء اس کے ترک کا حکم فرماتے ہیں، [۱] جب

[۱]...... ہر وہ مباح کام جو عوام کے گمان میں سنت یا واجب ہونے لگے تو وہ مکروہ ہے۔

کہ اس تسبیح کا ثبوت بظاہر حدیث سے مشکل ہے۔

حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کا معمول

اسی وجہ سے حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا معمول اس مروج تسبیح کے بجائے ''سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر '' پڑھنے کا تھا۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: احقر کہتا ہے کہ کلمہ ''سبحان الله '' الخ کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول و مختار تھا حضرت محدث و فقیہ گنگوہی رحمہ اللہ کا''۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ٢٤٦ ج ٤، سوال نمبر ١٧٦١)۔

اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے معمولات میں پڑھا ہے کہ آپ بجائے اس تسبیح کے درود شریف پچیس مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ ''تحفۂ رمضان'' میں ہے:

(٢)......كل مباح يؤدى الى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه ' فهو مكروه۔

(تنقيح الفتاوى الحامدية ص٣٣٣ ج٢، مسائل و فوائد شتى من الحضر والاباحة و غير ذلک ط : مكتبة دار المعرفة ، بيروت)

(٣)......و فيه ان من اصر على امر مندوب و جعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال ، فكيف من اصر على بدعة و منكر۔

(مرقاة ص٣٥٣ ج٢، باب الدعاء فى التشهد ، كتاب الصلوة)

(٤)......فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها۔

(سباحة الفكر فى الجهر بالذكر ص٣٤۔ مجموعه رسائل اللكهنوى ص٤٩٠ ج٣)

(٥)......و الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة ، فكيف اصرار البدعة التى لا اصل له فى الشرع۔(السعاية فى كشف ما فى شرح الوقاية ص٢٦٥ ج٢، باب صفة الصلوة ، قبيل : فصل فى القراءة)

نوٹ:......مزید تفصیل کے لئے دیکھئے! مرغوب الفقہ ص٢٨٦ ج٣، کتاب الجمعہ۔

’’تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھتے ہیں، جس کو ترویحہ کہتے ہیں، اس کے متعلق ایک صاحب نے حضرت والا (حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) سے دریافت کیا کہ آپ ترویحہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: شرعاً کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں، باقی میں ۲۵؍مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہوں، مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور ۲۵؍کی تعداد اس لئے مقرر کرلی کہ اتنی دیر میں کسی کو پانی پینے اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو فارغ ہوسکتا ہے (حسن العزیز)

سوال:...... معمولات اشرفی میں جو ہے کہ بین الترویحات (یعنی ہر چار رکعت پر) اذکار مسنونہ ادا فرماتے ہیں، تو وہ اذکار مسنونہ کیا ہیں؟

جواب:...... اس کا مطلب یہ نہیں کہ خاص ترویحات میں اذکار مسنونہ وارد ہوئے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ خاص ترویحات میں خاص اذکار منقول نہیں اور جو مروج ہیں وہ سنت میں وارد نہیں، اس لئے ان مروجہ کی پابندی نہیں کی جاتی، بلکہ جن اذکار کی بلا تخصیص تقیید سنت میں فضیلت وارد ہے ان کو ادا کیا جاتا ہے۔ (تحفۂ رمضان ص ۱۱۱)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ’’فتاوی عثمانی‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’لہذا اس تسبیح کا اس طرح اہتمام کرنا جس سے اس کا سنت یا واجب و لازم ہونا معلوم ہو، ممنوع ہے‘‘۔ واللہ تعالی اعلم۔

دعاء ترویحہ جو کہ مسنون بھی نہیں بلکہ جائز اور غایت سے غایت مستحب ہے۔ اور اصول شرع میں یہ بات منقح ہوچکی ہے کہ امر مباح و مستحب بلکہ سنت کو بھی اگر اس کی حد سے بڑھا دیا جائے اور اس کے تارک پر ملامت ہونے لگے تو ایسے وقت میں اس مباح یا مستحب یا سنت کا ترک عوام و خواص سب پر ضروری ہوجائے گا۔ (امداد الاحکام ص ۶۲۵ و ۶۲۶ ج ۱)

رکعات تراویح

اس مختصر رسالہ میں بیس رکعت تراویح کے متعلق احادیث، وصحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے چند آثار مع حوالہ نقل کئے گئے ہیں۔ساتھ ہی ائمۂ اربعہ کا مسلک بھی ان کی معتبر و معتمد کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

احـمـده على ما هدانا سبل السلام، استغفره من جميع الذنوب و الأثام ، الذى جلّى نهار رمضان بالصيام ، وحلى لياليه بالقيام ، صلى الله على سيدنا محمد عبده ورسـولـه الذى كان يتلألا وجهه كالبدر التّمام ، وعلى آله و صحبه الغر الكرام ، اما بعد۔

بیس رکعت تراویح پر متعدد رسائل ومختلف مضامین علماء امت کی طرف سے لکھے گئے ہیں، جن میں بڑے شرح وتفصیل سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ تراویح کی رکعتیں آٹھ نہیں، بیس ہیں۔

اہل علم کی ان کاوشوں سے حق کا متلاشی راہ مستقیم کو پا سکتا ہے،مگر ضد وعناد کا کیا علاج کہ دلائل و براہین قویۂ احادیث وآثاراور تابعین کے عمل اور ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کے مسلک سے ثبوت کے باوجود امت کے تعامل سے ثابت اور حرمین شریفین میں چودہ سو سال سے متواتر عمل کو بدعت عمر (رضی اللہ عنہ) جیسے نازیبا الفاظ سے موسوم کر کے اختلاف کی خلیج کو بڑھانا اور عمداً آٹھ آٹھ ہی کی رٹ لگانا کہاں کا انصاف ہے؟

راقم نے ''سوغات رمضان'' نامی کتاب میں رمضان سے متعلق چند رسائل کو جمع کرنا چاہا تو خیال آیا کہ اس موضوع پر بھی ایک مختصر سی تحریر لکھ دی جائے، اس خیال سے اپنے اکابر کی تالیفات سے چند صفحات ترتیب دئے ہیں، اللہ تعالی اس حقیر خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

بیس رکعات تراویح' احادیث وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔(زجاجۃ المصابیح ص۳۶۶ ج۱)

ترجمہ......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

(۲)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انّ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر۔(بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

ترجمہ......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: حضور ﷺ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

(۳)...... انّہ صلّی اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّی بالنّاس عشرین رکعۃ لیلتین فلمّا کان فی اللیلۃ الثالثۃ اجتمع النّاس فلم یخرج الیھم ثم قال : من الغد انّی خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقونھا ،متفق علی صحتہ ۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ص۱۹۹ ج۱)

ترجمہ......آپ ﷺ نے دوراتیں لوگوں کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھیں، پھر تیسری رات بھی لوگ جمع ہوئے ،مگر آپ ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف نہیں لائے اور فرمایا: کل اس لئے میں نہیں نکلا، کیونکہ مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز (تراویح) فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی طاقت نہ رکھ سکو۔

(۴)......عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال : کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ، قال : وکانوا یقرؤن بالمئین،

و کانوا یتوکّؤن علی عصیّهم فی عهد عثمان رضی الله عنه من شدة القیام ۔

(بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

ترجمہ......حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ وتابعین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور مئین سورتیں نماز میں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قیام کی شدت وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیا کرتے تھے۔

(۵)......عن السائب بن یزید رضی الله عنه کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله عنه بعشرین رکعة و الوتر ۔(بیہقی ص۴۹۶ ج۲۔نصب الرایۃ ص۲۹۴ ج۱)

ترجمہ......ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۶)......عن ابی عبد الرحمن السلمی رضی الله عنه عن علی رضی الله عنه قال : ودعا القراء فی رمضان فامرهم منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة، قال: و کان علی رضی الله عنه یوتر بهم وروینا ذلک عن وجه آخر عن علی ۔(بیہقی ص۴۶۹ ج۲)

ترجمہ......عبدالرحمٰن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے قراء کو رمضان میں بلا کر ان میں سے ایک آدمی کو امر کیا کہ لوگوں کو تراویح کی بیس رکعتیں پڑھائیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے۔

(۷)...... قال الاعمش رحمه الله : کان عبد الله بن مسعود رضی الله عنه یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلاث ۔(قیام اللیل ص۹۱)

ترجمۃ ......اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح

اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۸)......عن عبد العزیز بن رفیع رحمه الله قال : کان ابی ابن کعب رضی الله عنه یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ترجمہ......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ طیبہ میں بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(۹)......عن ابی الخصیب رحمه الله قال : کان یؤمنا سوید بن غفلة رضی الله عنه فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة ، اسناده حسن۔(بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

ترجمہ......ابوالخصیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہمیں سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھاتے۔

(۱۰)......عن نافع بن عمر رحمه الله قال : کان ابن ابی ملیکة رحمه الله یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ترجمہ......نافع بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ ہم کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(۱۱)......عن شتیر بن شکل رحمه الله وکان من اصحاب علی رضی الله عنه انّه کان یؤمهم فی شهر رمضان بعشرین رکعة ویوتر بثلاث۔(سنن کبریٰ ص ۴۹۶ ج ۲)

ترجمہ......حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(۱۲)......عن الحارث رحمه الله انه کان یؤم الناس فی رمضان باللیل بعشرین رکعة

ویوتر بثلاث و یقنت قبل الرکوع۔

ترجمہ......حضرت حارث رحمہ اللہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھےاوررکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔

(۱۳)......عن ابی البختری رحمہ اللہ انہ کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویوتر بثلاث۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ترجمہ......حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۱۴)......ان علی بن ربیعۃ رحمہ اللہ کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلاث۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ترجمہ......حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے،

(۱۵)......عن عطاء رحمہ اللہ قال : ادرکت النّاس یصلون ثلا ثا وعشرین رکعۃ بالوتر۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ترجمہ......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے لوگوں کو وتر سمیت ۲۳ رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

تراویح ائمۂ اربعہ کے نزدیک

فقہ حنفی

صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں:

’’التراویح سنۃ مؤکدۃ وھی عشرون رکعۃ باجماع الصحابۃ رضی اللہ عنھم بعشر تسلیمات کما ھو المتوارث‘‘۔(مراقی الفلاح ص ۸۱، باب التراویح)

تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اجماع صحابہ کے بموجب اس کی بیس رکعتیں ہیں دس

سلاموں سے جیسا کہ زمانۂ سلف سے سلسلہ وار برابر چلا آرہا ہے۔

فقہ مالکی

قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فاختار مالک فی احد قولیہ وابوحنیفۃ والشافعی و احمد و داؤد القیام بعشرین رکعۃ سوی الوتر''۔(بدایۃ المجتہد ص١٥٦ ج١، مکتبہ علمیہ لاہور)

امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہ وامام شافعی اور امام احمد اور داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعات کو اختیار کیا ہے۔

فقہ شافعی

امام محی الدین نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مذھبنا انّھا عشرون رکعۃ بتسلیمتین غیر الوتر''۔(مجموع شرح مہذب ص۳۲ ج۴)

ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ۔

فقہ حنبلی

حافظ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''والمختار عند ابی عبد اللہ فیھا عشرون رکعۃ''۔

(مغنی ابن قدامہ ص۹۸۔۹۹؍ ج۱ مع الشرح الکبیر)

امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح میں بیس رکعتیں مختار ہیں۔

محدث کبیر امام ترمذی رحمہ اللہ کا فرمان

امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' واکثر اھل العلم علی ماروی عن علی و عمر

وغیرهما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعة''۔(ترمذی ص۹۹ ج۱)

اور اکثر اہل علم بیس رکعت کے قائل ہیں، جو حضرت علیؓ حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

بیس تراویح کی حکمت

علامہ حلبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ: تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ سنن، فرائض و واجبات کی تکمیل کے لئے مشروع ہوئی ہے، اور فرائض وتر سمیت بیس رکعات ہیں، لہذا تراویح بھی بیس رکعات ہوئیں تاکہ مکمل اور مکمل کے درمیان میں مساوات ہوجائے۔(البحر الرائق ص۲۷ ج۲)

علامہ منصور بن یونس حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اور بیس تراویح میں حکمت یہ ہے کہ سنن مؤکدہ دس ہیں، پس رمضان میں ان کو دوچند کردیا گیا، کیونکہ وہ محنت و ریاضت کا وقت ہے۔(کشف القناع عن متن الاقناع ص۳۹۲ ج۱)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تراویح کی بیس رکعتیں قرار دیں اس کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں:

اور یہ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے محسنین کے لئے (صلوۃ اللیل) گیارہ رکعتیں پورے سال میں مشروع فرمائی ہیں، پس ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ رمضان المبارک میں جب مسلمان تشبہ بالملکوت کے دریا میں غوطہ لگانے کا قصد رکھتا ہے تو اس کا حصہ سال بھر کی رکعتوں کے دوگنا سے کم نہیں ہونا چاہئے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۵۹ ج۳)

کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل

کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام کیا ہیں؟اس موضوع پر جامعہ دار العلوم کراچی کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی کا ایک مجموعہ شائع ہوا۔اس رسالہ میں ان فتاوی کا مختصر خلاصہ جمع کیا گیا ہے۔

تلخیص وترتیب

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ......از......طبع ثانی

’’کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل‘‘ نامی رسالہ کو راقم نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے مفتی اور کئی کتابوں کے مصنف حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ارسال فرمایا کہ آپ اس رسالہ پر نظر فرما کر بطور تقریظ چند سطریں تحریر فرمادیں۔اس درخواست پر حضرت موصوف کا درج ذیل جواب موصول ہوا:

گرامی نامہ: حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

بندہ عبدالرؤف سکھروی

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۳/۳/۹ھ

۲۰۱۲/۲/۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی ومحترمی جناب حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید قوی کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے

۹/ذوالحجہ۱۴۳۲ھ کا لکھا ہوا مکتوب گرامی احقر کو ماہ ذوالحجہ میں مل گیا تھا، چند تحقیق طلب مسائل برائے تحقیق دارالافتاء میں دیدئے تھے [۱] اور’’کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل‘‘ پر بندہ نے بھی نظر ڈالی اور غور کیا اور دارالافتاء کے رفیق جناب مولانا مفتی محمد یعقوب صاحب کو بھی مطالعہ کے لئے دیا، جنہوں نے’’کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام‘‘

[۱]......راقم نے چند سوالات حضرت کی خدمت میں بھیجے تھے،اس کی طرف اشارہ ہے۔

دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے شائع ہونے والے فتاوی مرتب کئے ہیں، ان دونوں کاموں میں بالخصوص تحقیقی فتاوی کی تحقیق میں خاصا وقت لگ گیا، آپ کو انتظار کی زحمت ہوئی، اس کی معذرت ہے، وہ مسائل بھی منسلک ہیں اور آپ کا کتابچہ بھی ساتھ بھیج رہا ہوں،، کیونکہ اس پر حاشیہ اور بین السطور کچھ قیدوں کا اضافہ ہے جو ضروری معلوم ہوئیں۔

ماشاء اللہ آپ کے ’’کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام‘‘ کا خلاصہ بہت خوب اور بہت اچھا ہے۔ یہ عام مسلمانوں کے لئے انشاء اللہ تعالی بہت نافع اور مفید ہوگا، اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے، کتابچہ کی شکل میں بھی اور پوسٹر کی صورت میں بھی، البتہ اس میں ’’م‘‘ کے بجائے پورا لفظ ’’مسئلہ‘‘ لکھنا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے اور عام لوگوں کے لئے عام فہم بھی ہوگا۔[۲]

جب ’’کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام‘‘ کے فتاوی کا مجموعہ شائع ہوا تو حق تعالی جل شانہ کی طرف سے بندہ کے دل میں آیا کہ اس کا خلاصہ لکھوں اور اس کو کتابچہ اور پوسٹر کی شکل میں شائع کروں، کیونکہ ان مسائل کی یہاں مساجد میں بھی بڑی ضرورت ہے، چنانچہ بندہ نے اس کا خلاصہ لکھنا شروع کیا ہے جو اکثر ہو گیا ہے کچھ باقی ہے، اس طرح آپ اور بندہ کے دل میں ایک جیسی بات آئی یہ توارد انشاء اللہ تعالی موجب خیر ہے، بہر حال آپ سبقت لے گئے۔ اللہ پاک اس کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نافع اور مفید بنائے، آمین۔

بندہ بذات خود کسی لائق نہیں جو کچھ ہے حق تعالی کا فضل خاص اور اکابر کی دعائیں اور ان کا فیض ہے۔

---

[۲]......راقم نے ہر مسئلہ کے شروع اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ’’م‘‘ لکھا تھا، اس پر یہ بات تحریر فرمائی۔

کچھ رسائل اور کتابچے حال ہی میں شائع ہوئے ہیں وہ بھی بغرض دعا واصلاح بطور ہدیہ ارسال خدمت ہیں، قبول فرما کر ممنون فرمائیں۔[۳] تقریظ بھی منسلک ہے۔ ''مرغوب الفتاوی'' کی تکمیل کی دل و جان سے دعا کرتا ہوں، اللہ پاک آسان اور قبول فرمائیں، آمین، والسلام

بندہ عبدالرؤف سکھروی

راقم حضرت مدظلہم کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ حضرت مدظلہم نے میری درخواست پر رسالہ کو من وعن دیکھا اور حوصلہ افزا تقریظ تحریر فرمائی، جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیرا۔

اصل رسالہ میں چند مواقع پر حضرت نے کچھ اضافہ فرمایا، بعض جگہوں پر عبارات میں ترمیم و اصلاح بھی فرمائی، راقم نے ان تمام اصلاحات کو سامنے رکھ کر اپنے رسالہ میں اصلاح کر دی ہے۔

اللہ تعالی اس حقیر کوشش کو بے انتہا قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت و ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۱ / ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۴ / فروری ۲۰۱۲ء

بروز منگل

---

[۳] ......حضرت مدظلہم نے اپنے چوبیس رسائل ہدیۃً ارسال فرمائے۔
حضرت مدظلہم کی غایت تواضع اور عظمت کی بات ہے کہ اس طرح کے جملے تحریر فرمائے، راقم تو ان رسائل کو بغرض استفادہ دیکھے گا، انشاء اللہ۔

تقریظ: حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم

بندہ عبدالرؤف سکھروی

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۳/۳/۱۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، محمد ا آلہ و اصحابہ اجمعین، اما بعد!

مخدومی و محترمی جناب حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب دامت برکاتہم کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو دین کی خدمت کے لئے موفق فرمایا ہے۔آپ نے دین کے مختلف موضوعات پر مفید مفید کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ حال ہی میں ’’کرسی پر نماز پڑھنے کے مسائل‘‘ لکھے ہیں، جو مستند و معتبر ہونے کے ساتھ آج کل کی عین ضرورت ہیں، کیونکہ کمر اور گھٹنوں کے امراض عام ہونے کی بنا پر مساجد میں بکثرت نمازی کرسی پر نماز پڑھنے لگے ہیں اور اکثر نمازی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض نمازیوں کی کرسی پر نماز نہیں ہوتی، اس رسالہ میں مختصر وقت میں ضروری مسائل سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور پوسٹر کی شکل میں مساجد میں لگانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالی آں موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نافع اور مفید بنائے، آمین۔

بندہ عبدالرؤف سکھروی

۲۰۱۲/۲/۵ء

عرض مرتب

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''انّ الدّین یسر ''یعنی بیشک دین آسان ہے۔(بخاری شریف، باب الدین یسر ، کتاب الایمان)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ دین فطرت (اسلام) کی بنیاد سہولت وآسانی پر ہے، یوں تو دوسرے مذاہب میں بھی ابتداء سختی نہ تھی ،مگر اہل مذاہب کے کردار نے سخت احکامات عائد کرائے۔اس حدیث کی عمدہ وتفصیلی تشریح کے لئے دیکھئے! ''انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری'' (ص۹۳ رجلد۴)۔

دین کے آسان ہونے ہی کا نتیجہ ہے نماز جیسی مہتم بالشان عبادت کی ادائیگی میں یہ سہولت دی گئی کہ کسی بیماری ومعذوری کے سبب قیام نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، وہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر،اور زیادہ حرکت نہ کر سکے تو سر کے اشارے ہی سے پڑھ لے۔ پانی نہ ملے تو تیمّم۔ سفر کی حالت میں قصر کا حکم دیا گیا، یہ سب آسانیاں دین اسلام کی فطرت میں سے ہیں۔

مگر اس حدیث شریف کا مطلب یہ نہیں کہ ہر آدمی اپنی سمجھ سے جس طرح چاہے احکام شرعی پر عمل شروع کردے، اگر ایسا ہوا تو دین ایک مذاق اور تمسخر بن جائے گا۔اس لئے ضروری ہے کہ ہر عمل سے پہلے اس کے مسائل واحکام کو کسی ماہر عالم سے معلوم کرلیا جائے۔

ہمارے اس زمانہ میں کرسی پر نماز پڑھنے کا رواج کچھ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ دیکھ کر تعجب وحیرانی ہوتی ہے۔ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ عامۃً بیمار ومعذور حضرات زمین پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرتے تھے۔مگر اب شہر شہر، قریہ قریہ ماحول یکسر تبدیل ہوگیا اور کرسی پر نماز گویا ایک ضرورت بن گئی۔

کرسی پر نماز پڑھنا نہ کوئی واجب یا ضروری ہے، اسی طرح نہ کوئی ناجائز وحرام ہے، مگر

اس کے مستقل مسائل ہیں کہ معذور کس وقت بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ کس وقت اشارے سے اجازت ہے، پھر زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام کیا ہیں؟ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام کیا ہیں؟ الحمد للہ علماء امت وارباب افتاء نے ہر زمانہ میں امت مسلمہ کی صحیح رہبری کے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا، اس مسئلہ پر بھی مستقل رسائل وکتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ ''دارالعلوم کراچی'' کے ''دارالافتاء'' سے اس موضوع پر جاری کئے گئے فتاوی کا ایک مجموعہ شائع ہوا، ایک دوست نے لاکر عنایت فرمایا تو اس کے مطالعہ سے دل میں خیال آیا کہ ان فتاوی کا ایک مختصر خلاصہ آسان الفاظ میں ترتیب دے کر مساجد میں چسپاں کیا جائے تو امت کے لئے مفید ہوگا اور خیال تھا ایک دو صفحہ میں ترتیب دے کر مساجد میں لگا دیا جائے، مگر ترتیب کے وقت طوالت ہوگئی تو مختصر رسالہ بنانا مناسب لگا۔

اس رسالہ کے سارے ہی مسائل اسی مجموعہ سے لئے گئے ہیں، دلائل وفقہی عبارات کے لئے اس مجموعہ کا مطالعہ کیا جائے۔ اللہ تعالی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور راقم ومجموعہ کے مرتبین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

کرسی پر نماز پڑھنے والے حضرات کے لئے ضروری تنبیہ

آجکل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کردی (اسی طرح پاؤں یا گھٹنوں میں ذرا سی تکلیف ہوئی کہ کرسی کا استعمال شروع کردیا۔ کرسی پر نماز بھی ایک فیشن ہوتی جارہی ہے) حالانکہ وہی لوگ دس پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہوکر ادھر ادھر کی باتیں کرلیا کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کی نہایت احتیاط کرنی چاہئے۔ اور جو فرض وواجب نمازیں قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھی ہوں، ان کو لوٹانا فرض وواجب ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۰۲ ج۲)

کرسی پر بیٹھ کرنماز پڑھنے کے احکام

بیٹھ کرنماز پڑھنا کب جائز ہے؟

مسئلہ:......جو شخص قیام اور رکوع وسجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہواس کے لئے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا اور باقاعدہ رکوع، سجدہ کرنا فرض ہے،اس کے لئے فرض وواجب نمازیں اور (اصح قول کے مطابق) فجر کی سنتیں زمین یا کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:......نفل نماز بلا عذر بھی کرسی یا زمین پر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے،مگر بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں بھی باقاعدہ جھک کر رکوع کرے اور سجدہ زمین پر کرے۔

مسئلہ:...... بلا عذر نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے سے نماز ادا نہیں ہوگی۔

مسئلہ:......کسی بیماری کی وجہ سے اگر کھڑے ہوکر فرض پڑھنا ممکن نہ ہو،یا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی وجہ سے کسی بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہوتو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:......گھٹنوں یا قدموں میں معمولی تکلیف کی وجہ سے فرض نماز میں قیام کو ترک کردینا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:......تکلیف اس حد تک ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جانے، یا مرض کے بڑھ جانے، یا تاخیر سے شفا کا ظن غالب ہو، یا نا قابل برداشت تکلیف ہوتو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:......بیمار شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے بیماری بڑھ جائے گی تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔بیٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے ڈاکٹر کی اجازت ضروری نہیں،تاہم احتیاطاً اگر تجربہ کار ڈاکٹر سے پوچھ لیا جائے تو بہتر ہے۔

قدرت سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ:......قدرت سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا نہ ہو، جس کی وجہ سے وہ ان ارکان کو ادا کرنے سے قاصر ہو، یا ان ارکان کی ادائیگی کی وجہ سے بیماری کے بڑھ جانے، یا دیر سے ٹھیک ہونے کا گمان ہو، یا ان ارکان کو ادا کرنے سے شدید درد و تکلیف وغیرہ نہ ہو، یا سر نہ چکراتا ہو۔

مسئلہ:......کسی کو قیام سے سخت تکلیف ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا دیر سے ٹھیک ہونے کا گمان غالب ہو یا سر چکراتا ہو تو قیام کی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ:......کسی شخص کو کبھی تکلیف ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی، اس کے لئے صحت کی حالت میں قیام وغیرہ ارکان کو صحیح طور پر ادا کرنا لازم ہوگا اور تکلیف کی حالت میں معذور کی طرح نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

مسئلہ:......دل کا مریض سر ٹکا کر سجدہ کرنے سے عاجز ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

سجدہ سے عاجز شخص قیام کرے یا بیٹھ کر نماز پڑھے؟

مسئلہ:......جو شخص سجدہ سے عاجز ہو اس سے قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، اگر چہ وہ شخص قیام پر قادر بھی ہو، اس لئے اسے اختیار ہے خواہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر۔ تاہم اس کے لئے افضل و مستحب یہی ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔لیکن امام زفر رحمہ اللہ و امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قیام مستقل رکن ہے اور سجدہ الگ رکن ہے، اس لئے ان کے نزدیک قیام کی رکنیت ساقط نہیں ہوگی۔

مسئلہ:......کوئی شخص ابتداء ہی سے قیام پر قادر نہیں تو شروع ہی سے بیٹھ کر نماز ادا کرے۔

زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے سے افضل ہے

مسئلہ:......معذور شخص نماز زمین پر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہو تو اسے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنی چاہئے، بلا ضرورت کرسی پر نہیں پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ:......جو معذور حضرات زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہوں' ان کے لئے فقہاء زمین پر بیٹھنے کو ''اقرب الی الارض'' ہونے کی وجہ سے افضل قرار دیتے ہیں، اس لئے حتی الامکان کرسی استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور زمین پر نماز کی عادت ڈالنا چاہئے۔ تاہم جو حضرات زمین پر بیٹھنے کی قدرت نہیں رکھتے ان کے لئے مجبوری کی وجہ سے کرسی کی اجازت ہے۔ (بلا عذر مسجدوں میں کرسی کا فیشن بہرحال شریعت کے مزاج سے میل نہیں کھاتا، مسجد کے ذمہ دار و حضرات علماء و ارباب افتاء کو اس مسئلہ میں غور و فکر اور امت کی صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے)

مسئلہ:......کرسی پر بیٹھنے کی کوئی خاص ہیئت لازمی طور پر متعین نہیں، جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:......اگر بآسانی التحیات پڑھنے کی ہیئت پر بیٹھ سکتا ہو تو یہ اولی ہے۔

مسئلہ:......جو شخص با قاعدہ رکوع و سجدہ کرنے پر قادر ہو اور تھوڑی دیر قیام کی بھی طاقت ہو تو جتنی دیر قیام پر قادر ہو اتنی دیر کھڑا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ:......جو شخص نہ قیام پر قادر ہو اور نہ رکوع و سجدہ پر تو اس کو اختیار ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے، چاہے زمین پر بیٹھ کر پڑھے یا کرسی پر۔

مسئلہ:......اگر کوئی شخص صرف قیام پر قادر نہیں، البتہ رکوع و سجدہ کر سکتا ہو تو اس کے لئے کرسی یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اس کے لئے با قاعدہ رکوع' سجدہ کرنا

ضروری ہے، محض اشارہ سے رکوع، سجدہ کرنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ:......رکوع وسجدہ کو اشارہ سے کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ سجدہ کے لئے بنسبت رکوع کے زیادہ جھکیں۔

مسئلہ:......رکوع وسجدہ دونوں کے لئے سر کو برابر جھکائیں تو ان کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:......اسی طرح رکوع، سجدہ پر قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر سر کے اشارے سے رکوع و سجدہ کرنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ:......اگر بیماری کی وجہ سے رکوع وسجدہ پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:......رکوع پر قادر ہے مگر سجدہ پر قدرت نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا بہتر ہے۔ اور کھڑے ہو کر قیام ورکوع کرے اور سجدہ کرتے وقت بیٹھ کر سر کے اشارہ سے سجدہ کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ:......جو شخص قیام اور سجدہ پر قدرت رکھتا ہے، مگر رکوع نہیں کرسکتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور سر کے اشارہ سے رکوع کرے، پھر باقاعدہ سجدہ کرے۔

مسئلہ:......اشارہ سے رکوع اس وقت جائز ہے جب ذرا سا بھی جھکنے پر قادر نہ ہو، اگر اس قدر جھک سکے کہ ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو اشارہ سے رکوع ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ:......شدید مشقت کے ساتھ سجدہ کرسکتا ہے مگر سہولت سے سجدہ پر قادر نہیں تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:......اگر کوئی شخص سامنے، یا دائیں، بائیں ٹانگیں نکال کر بیٹھ کر سجدہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:......دائیں، بائیں ٹانگیں نکالنے کی صورت یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر دونوں ٹانگیں دائیں طرف، یا بائیں طرف نکال کر زمین پر سجدہ کرے۔

مسئلہ:......سجدہ کرنے کی قدرت ہوتے ہوئے اشارہ سے سجدہ کرنا درست نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی۔

کرسی کے سامنے ٹیبل رکھنا کب ضروری ہے؟ اور ٹیبل و میز کے مسائل

مسئلہ:...... جو شخص قیام پر قادر نہیں، البتہ رکوع وسجدہ کرسکتا ہے تو اس کے لئے کرسی یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اس کے لئے باقاعدہ رکوع، سجدہ کرنا ضروری ہے، محض اشارہ سے رکوع، سجدہ کرنا جائز نہیں، لہذا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اولاً زمین پر اتر کر سجدہ کرے، لیکن اگر زمین پر اتر کر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو تو سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کرنا فرض ہے۔

مسئلہ:......ٹیبل پر سجدہ کرنے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ ٹیبل اونچائی میں کرسی کے برابر ہو یا کرسی سے ایک دو اینٹ (۹/انچ) سے زیادہ اونچی نہ ہو۔

مسئلہ:......ٹیبل کرسی سے زیادہ اونچی نہ ہو، کیونکہ ایک یا دو اینٹ یعنی: ۹/انچ سے زیادہ اونچی ٹیبل پر سجدہ کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ:...... جو شخص زمین پر بیٹھ کر سر ٹکا کر سجدہ نہیں کرسکتا، البتہ کرسی پر بیٹھ کر بیٹھنے کی جگہ سے نو انچ سے کم اونچی میز یا ٹیبل پر سر ٹکا کر سجدہ کرسکتا ہے، لیکن سفر وغیرہ، مثلاً ہوائی جہاز میں ٹیبل: ۹/انچ سے اونچا تھا، اس سے کم میسر نہ تھا جس کی وجہ سے اس پر سجدہ کرلیا تو نماز درست ہے، اس لئے کہ یہ بھی ''ایماء'' ہے حقیقی سجدہ نہیں ہے، جس طرح تعذر حقیقی کی صورت میں ''ایماء'' معتبر ہے اسی طرح تعذر حکمی کی صورت میں بھی ''ایماء'' معتبر ہے۔ اور

مذکورہ صورت تعذر حکمی میں داخل ہے۔

مسئلہ: ...... جو شخص زمین پر سر ٹکا کر سجدہ نہیں کرسکتا، البتہ کرسی پر بیٹھ کر بیٹھنے کی جگہ سے نو انچ سے کم اونچی میز پر سر ٹکا کر سجدہ کرسکتا ہے، لیکن وہ ایسی جگہ ہو جہاں میز یا اس کے متبادل کوئی اور چیز میسر نہ ہو تو سر کے اشارے سے سجدہ کرلے، نیز بعد میں اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ مریض سجدہ پر قادر نہ تھا۔

مسئلہ: ...... ٹیبل پر سجدہ کرنے کی صورت میں اپنے ہاتھ ٹیبل پر رکھے، بشرطیکہ قدرت ہو اور تکلیف نہ ہو،، ورنہ جہاں رکھنا ممکن ہو وہاں رکھے۔

مسجد میں ٹیبل یا میز رکھنا ممکن نہ ہو اور گھر پر رکھ سکتا ہو تو ؟

مسئلہ: ...... جو شخص قیام پر قادر نہ ہو، لیکن کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ رکوع وسجدہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے' خواہ زمین پر رکوع وسجدہ کرے یا کرسی کے سامنے ٹیبل رکھ کر اس پر رکوع وسجدہ کرے، لہذا اس صورت میں اگر کوئی شخص قیام پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور گھر میں سامنے میز رکھ سکتا ہے، لیکن مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں میز رکھنا ممکن نہ ہو اور وہ زمین پر سجدہ نہ کرسکتا ہو تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ مسجد کی جماعت ترک کردے اور ممکن ہو تو گھر میں باجماعت نماز پڑھے' ورنہ اکیلے نماز پڑھے، کیونکہ سجدہ پر قدرت ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنا فرض ہے اور باجماعت نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے۔ واجب یا سنت مؤکدہ کی وجہ سے فرض کو ترک کرنے سے مفتیٰ بہ قول کے مطابق نماز نہیں ہوگی۔

لیکن اگر کسی شخص نے اس کے باوجود بیٹھ کر مسجد میں اشاروں کے ساتھ رکوع' سجدہ کرکے نمازیں ادا کرلیں تو ان نمازوں کا اعادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل

یہ ہے کہ:

اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں بہت زیادہ ہوں جس کی وجہ سے ان کا اعادہ مشکل ہو تو چونکہ بعض فقہاء کرام کے اقوال کے مطابق قادر علی القیام منفرداً کے لئے بھی مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے' اس لئے ان کے قول کی بنا پر اعادہ ضروری نہیں، لیکن آئندہ کے لئے احتیاط بہر حال ضروری ہے۔ اور اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں اتنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اعادہ مشکل ہو تو مفتی بہ قول کے مطابق ان کا اعادہ ضروری ہے۔

اور اگر اسے رکوع و سجدہ کرنے پر قدرت نہ ہو تو سر کے اشارے سے رکوع و سجدہ کرے، لہذا اس صورت میں چونکہ ٹیبل وغیرہ رکھنا ضروری نہیں ہے اس لئے مسجد میں سامنے میز وغیرہ رکھے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے' جماعت کو ترک نہ کرے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:......سفر وغیرہ کی حالت میں میز یا کوئی تختہ سجدہ کے لئے میسر نہ تو جس طرح ممکن ہو اشارے سے سجدہ کر لے۔

مسئلہ:......جس میز یا تکیہ پر سجدہ کر رہا ہو وہ اتنا سخت ہو کہ اس پر پیشانی ٹک سکے، اگر پیشانی ٹک نہ سکے اور وہ چیز دبتی ہی چلی جائے تو اس پر سجدہ درست نہیں۔

مسئلہ:......کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر ٹکانے پر قادر ہو تو اس کو سجدہ کی حالت میں کم از کم ایک تسبیح کی مقدار پیر کا زمین پر ٹکانا ضروری ہے۔ ایک تسبیح کے مقدار پاؤں یا انگلیوں میں سے ایک انگلی بھی نہیں ٹکائی تو اس کی نماز واجب الاعادہ ہوگی، لیکن اگر وہ پاؤں یا اس کا کچھ حصہ بھی زمین پر ٹکانے پر قادر نہ ہو تو بغیر ٹکائے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:......کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے لئے سجدہ کے وقت اشارہ سے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے آگے نکالنا ضروری نہیں اور نہ یہ کوئی شرعی طریقہ ہے۔(کوئی شخص اس لئے ہاتھوں کو باہر نکال کر اشارہ کرے تا کہ یہ یاد رہے کہ رکوع وسجدہ کیا ہے یا نہیں اور بھول نہ جائے تو ایسا کرنا جائز ہے)

کرسی کے پائے صف میں کس طرح رکھے جائیں

مسئلہ:......کرسی کے اگلے پائے صف کے ساتھ رکھے یا پیچھے دونوں طرح جائز ہے، البتہ اگر معذور پوری نماز بیٹھ کر پڑھتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ صف کے ساتھ کرسی کے پچھلے پائے رکھے جائیں۔

مسئلہ:......صف کے درمیان میں کرسی رکھنا جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ صف کے کناروں پر کرسی رکھی جائے تا کہ معمولی سا خلاء بھی صف میں پیدا نہ ہو۔

مسئلہ:......کرسی کے ساتھ آگے لگا ہوا تختہ سترہ کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے اس کے سامنے سے گذرنا جائز نہیں ہوگا۔

انتظامیہ کی طرف سے مسجد میں کرسیوں کا نظم، جس کے نتیجہ میں غیر معذور بھی کرسیاں استعمال کرنے لگے

سوال:...... ایک مسجد میں ہر نماز میں پیچھے کی صف میں چند کرسیاں رکھ دی جاتی ہیں اور جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے قریب پچاس' ساٹھ کرسیاں رکھ دی جاتی ہیں اور یہ انتظام اراکین مسجد کی طرف سے کیا جاتا ہے، اب اس میں بعض معذورین کے ساتھ اکثر ایسے لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں جو نماز میں اچھی طرح کھڑے ہو سکتے ہیں، اراکین کا یہ انتظام گویا کہ لوگوں کو دعوت دے رہا ہے کرسیوں پر نماز پڑھنے کے لئے۔ تو آیا اس طریقہ سے پہلے سے کرسیوں کا انتظام کرنا اور ایسے ویسے بہانے بنا کر کرسیوں پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:...... جو لوگ حقیقت میں معذور ہوں اور کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے ہوں وہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں، ایسے معذورین اپنے طور پر کرسی کا انتظام کریں، یہ ذمہ داری خود ان کی ہے، مسجد کے متولی اور خدام کی ذمہ داری نہیں ہے، لہذا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے، قابل ترک ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۹۸ ج ۹)

معذور شخص کے لئے ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کرنے کا حکم

''معذور شخص کے لئے ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کرنے کا حکم'' کے عنوان سے تفصیلی فتوی کے لئے دیکھئے! ''محمود الفتاوی'' ص ۲۰۱ ج ۴۔

سورج گرہن

سورج گرہن کی نماز کے مسائل، سورج گہن کے بارے میں ملحدین کا ایک اعتراض، سورج گہن کے بارے میں احادیث، کیا آپ ﷺ نے زمزم کے چبوترہ پر سورج گہن کی نماز پڑھائی؟ چند آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، سورج گہن کی روایات میں اختلاف کیوں؟ لفظ کسوف اور خسوف میں فرق ہے یا دونوں ایک؟ عہد رسالت میں سورج گہن کتنی مرتبہ ہوا؟ سورج اور چاند گہن کی حکمت وفوائد، رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور بے لوثی کی ایک دلیل، چند برائیوں کی اصلاح وغیرہ امور کو جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالی کی قدرت اور نشانیوں میں سے چاند اور سورج بھی ہیں۔ان کا وجود' ان کی تخلیق' ان کی طاقت اور ان کی افادیت پر غور کیا جائے تو اللہ تعالی کی وحدانیت پر یقین اور ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔سورج کی اسی اہمیت کی وجہ سے کوئی اسے خدا ہی تصور کر کے اس کی عبادت شروع نہ کر دیں،قرآن کریم نے صاف طور پر اس سے منع فرما دیا:

﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ﴾

(سورۂ حم السجدہ،آیت نمبر:۳۷)

ترجمہ:......تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو (جیسا کہ صابئین ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے، کما فی الکشاف) اور (صرف) اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا۔(معارف القرآن ص۶۵۴ ج ۷)

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سورج کا ذکر مختلف مقامات پر فرمایا ہے۔ایک جگہ ارشاد ہے کہ:﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ﴾۔(سورۂ اعراف،آیت نمبر:۵۴)

ترجمہ:......اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا،ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم (تکوینی) کے تابع ہیں۔(معارف القرآن ص۵۷۹ ج ۳)

کہیں فرمایا:﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾۔(سورۂ انعام،آیت نمبر:۹۶)

ترجمہ:......اور سورج اور چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے (یعنی ان کی رفتار منضبط ہے جس سے اوقات کے انضباط میں سہولت ہو)۔(معارف القرآن ص۴۰۶ ج ۳)

الغرض قرآن کریم نے سورج اور چاند کے بارے میں مختلف آیات نازل فرما کر بتلا دیا کہ یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں اور اس میں روشنی اور چمک دمک

بھی اللہ ہی کی عطا کردہ ہے، وہ جب چاہے ان کی روشنی کو ختم کردے، جب چاہے کم کردے۔ آج چاند اور سورج دونوں علیحدہ ہیں اکٹھے نہیں ہوتے، لیکن قیامت کے دن دونوں اکٹھے کردیئے جائیں گے، ﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾۔ (سورۂ قیامہ، آیت نمبر: ۹)

آج سورج روشن ہے، قیامت کے دن بے نور کردیا جائے گا ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾

ترجمہ: ...... جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ (سورۂ تکویر، آیت نمبر: ۱)

سورج کو لپیٹنے کی کیا کیفیت ہوگی؟ اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے نتیجے میں سورج میں روشنی باقی نہیں رہے گی، چنانچہ بعض حضرات نے اس آیت کا ترجمہ یہ بھی فرمایا ہے کہ: ''جب سورج بے نور ہوجائے گا'' چونکہ لپیٹنے کو عربی میں ''تکویر'' کہا جاتا ہے، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ تکویر ہے۔ (آسان ترجمہ)

قیامت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھی سورج کی روشنی کو کم کرکے انسانوں کو متنبہ فرماتے ہیں کہ: اے انسانو! قیامت کو یاد کرو، گناہوں سے بچو، رجوع الی اللہ کا اہتمام کرو، جیسے یہ سورج قیامت میں بے نور ہوجائے گا، آج بھی میں اپنی قدرت سے اس کو بے نور کرکے تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ اسی لئے شریعت مطہرہ نے سورج گہن کے وقت تماشہ بینی اور غفلت کے بجائے نماز اور دعا اور استغفار اور صدقہ وخیرات کا حکم دیا۔ یہ اسلامی تعلیمات کا کمال ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو ہر وقت کے احکام بتائے اور احکام بھی ایسے جن میں اللہ کی یاد اور آخرت کا خیال سامنے رہے۔

اسی سورج کی روشنی کی کمی کا نام کسوف ہے۔ احادیث کی کتابوں میں مستقل اس پر باب قائم کیا گیا ہے اور فقہائے امت نے سورج گہن کی نماز کے مسائل جمع فرمائے ہیں۔ اس رسالہ میں اسی موضوع پر کچھ لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ مرغوب احمد

سورج گرہن کی نماز کے مسائل

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔[۱]

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔[۲]

مسئلہ: ......چھوٹے گاؤں میں رہنے والے جہاں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں وہ بھی اکیلے اکیلے پڑھیں۔[۳]

مسئلہ: ......عورتیں اپنے گھروں میں علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں۔

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز عام نمازوں کی طرح ہے، یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرے۔[۴]

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں۔

---

[۱]......نماز کسوف مسنون ہے، اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، گو بعض حنفیہ نے نماز کسوف کو واجب قرار دیا ہے، لیکن راجح قول حنفیہ کے یہاں بھی اس نماز کے سنت مؤکدہ ہونے کا ہے۔

(بدائع الصنائع: ۱/۲۰۸۔ شرح مہذب: ۵/۴۳۔ المغنی: ۲/۱۴۲۔ بدایۃ المجتہد: ۱/۲۱۰۔ قاموس الفقہ ص ۵۵۵ ج ۴)

[۲]......امام بخاری رحمہ اللہ نے ''بخاری'' میں باب قائم کیا ہے: ''باب صلوۃ الکسوف جماعۃً'' اس میں تین حدیثیں لائے ہیں کہ آپ ﷺ نے سورج گہن کی نماز پڑھائی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم کے کنویں کے پاس ایک چبوترہ تھا اس پر جماعت کے ساتھ سورج گہن کی نماز پڑھائی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چھوٹے صاحبزادے حضرت علی رحمہ اللہ نے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورج گہن کی نماز پڑھائی۔ (رقم الحدیث: ۱۰۵۲)

[۳]......نماز کسوف کے لئے شہر کا ہونا ضروری ہے؟ اس سلسلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کے دونوں طرح کے اقوال ہیں، ظاہر روایت کے مطابق جہاں جمعہ ہوگا وہیں نماز کسوف پڑھی جائے گی۔

(بدائع الصنائع ۱/۲۸۱۔ قاموس الفقہ ص ۵۵۷ ج ۴)

[۴]......تفصیل کے لئے دیکھئے! ص: ۱۴۹۔

مسئلہ: ......لوگوں کو جمع کرنے کے لئے" الصلوۃ جامعۃ" سے پکار سکتے ہیں۔[۱]

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز کے بعد صحیح قول یہ ہے کہ بالاتفاق خطبہ نہیں۔[۲]

مسئلہ: ......سورج گہن کی نماز میں قرأت جہر کرے یا آہستہ سے دونوں قول ہیں۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آہستہ کے قائل ہیں،[۳] اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ جہر کے، امام محمد رحمہ اللہ

۱......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:"باب النداء ب: الصلوۃ جامعۃٌ فی الکسوف" سورج گہن کے وقت باجماعت نماز کا اعلان کرنا، اس میں حدیث لائے ہیں:"لمّا کسفَتِ الشّمسُ علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نُودِیَ اَنَّ الصّلوۃَ جامعۃٌ"۔ یہ اعلان مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے بھی کر سکتے ہیں اور شہر میں منادی بھی کرا سکتے ہیں۔(بخاری، رقم الحدیث:۱۰۴۵)

سورج اور چاند گہن کی نمازوں میں بالاجماع اذان واقامت نہیں، اذان واقامت فرائض کے لئے مشروع کی گئی ہیں اور نماز کسوف اور خسوف فرض وواجب نہیں بلکہ سنت ہے۔(تحفۃ القاری ص ۳۷۶ ج ۳)

۲......امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز کسوف کے بعد خطبہ دینا مستحب ہے، دیگر فقہاء اس کے قائل نہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب نماز کسوف پڑھائی تھی خطبہ دیا تھا پس یہ مستحب ہے۔(بخاری، باب خطبة الامام فی الکسوف، کتاب الکسوف، رقم الحدیث:۱۰۴۶)

اور جمہور کہتے ہیں: وہ خطبہ نہیں تھا بلکہ موقع کی مناسبت سے ایک ضروری بات پر تنبیہ فرمائی تھی، یعنی جاہلیت سے جو تصور چلا آرہا تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی مرتا ہے تو سورج اور چاند سوگ مناتے ہیں، جاہلیت کے اس خیال کی تردید کی تھی، اور چونکہ یہ اہم بات تھی اس لئے حمد وثنا اور امابعد کہہ کر یہ مضمون بیان فرمایا تھا، اور دوسری ضروری باتیں بھی بیان فرمائی تھیں، اور اس کی دلیل گذشتہ باب کی حدیث ہے، نبی ﷺ نے بوقت کسوف دعا کرنے کا' اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا' نماز پڑھنے کا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، مگر خطبہ کا حکم نہیں دیا، معلوم ہوا کہ نماز کسوف میں خطبہ مستحب نہیں۔(تحفۃ القاری ۳/۳۷۶)

۳......حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن کی نماز پڑھائی، ہم نے آپ کی آواز نہیں سنی۔(ترمذی، باب کیف القراءۃ فی الکسوف، رقم الحدیث:۵۷۰)

نیز صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:"فقام قیاما طویلا نحوا من قراءۃ سورۃ البقرۃ" اس میں لفظ" نحواً" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرأت

سے دوروایتیں مروی ہیں جہر بھی اور سر بھی۔[۱]

نوٹ:...... یہ طویل نماز ہے اور سری قرأت سے مقتدی کو اکتاہٹ ہوگی اور نماز میں خشوع وخضوع مشکل ہے، اس لئے جہری قرأت کرلے تو درست ہے۔[۲]

مسئلہ:......سورج گہن کی نماز میں طویل قرأت افضل ہے۔[۳]

مسئلہ:......سورج گہن کی نماز میں رکوع اور سجود بھی لمبے کریں۔[۴]

مسئلہ:......نماز کے بعد آفتاب صاف ہوجانے تک دعا میں مشغول رہیں۔[۵]

سری تھی، کیونکہ اگر جہری ہوتی تو صیغۂ جزم استعمال کیا جاتا۔

(بخاری، باب صلوۃ الکسوف جماعۃ ،کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۰۴۶)

''مسلم'' کے الفاظ یہ ہیں:'' قدر نحو سورۃ البقرۃ ''۔(کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۹۰۷)

[۱]...... بخاری شریف' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے سورج گہن کی نماز میں جہری قرأت فرمائی۔(بخاری، باب الجہر بالقراءۃ فی الکسوف ، رقم الحدیث:۱۰۶۵)

[۲]......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ: متأخرین حنفیہ نے کہا ہے کہ: اگر مقتدیوں کے اکتا جانے کا اندیشہ ہو تو صلوۃ کسوف میں جہر کیا جاسکتا ہے۔(درس ترمذی ص۳۵۴ ج۲)

[۳]...... بخاری شریف'' کتاب الکسوف ''میں کئی روایتیں آئی ہیں، جن میں ہے کہ کسوف کی نماز میں آپ ﷺ نے طویل قرأت فرمائی اور دوسری رکعت میں بھی طویل قرأت کی مگر پہلی سے کچھ کم۔ اور ''باب صلوۃ الکسوف جماعۃ ''میں صراحت ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی مقدار طویل قرأت کی، اور''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے کہ: دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کے مقدار قرأت طویل فرمائی۔(ابوداؤد، باب القراءۃ فی صلوۃ الکسوف ، کتاب صلوۃ الاستسقاء، رقم الحدیث:۱۱۸۷)

[۴]......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے اتنا لمبا سجدہ آپ کے پیچھے کبھی نہیں کیا'' ما سجدت سجودا قطّ کان اطول منها''۔(بخاری، باب طولِ السُّجودِ فی الکسوف ، کتاب الکسوف) ابوداؤد شریف کی روایت میں طویل رکوع کا ذکر بھی آیا ہے۔

(باب من قال اربع رکعات ، کتاب صلوۃ الاستسقاء ، رقم الحدیث:۱۱۷۸)

[۵]......فَاِذا رأیتمُوھُما فادْعُوا اللّٰہَ وصلّوا حَتی یَنْجلِیَ۔(بخاری، باب الدعاء فی الکسوف)

مسئلہ:......نماز میں طول کرنا اور دعا میں تخفیف کرنا یا دعا میں طول کرنا اور نماز میں تخفیف کرنا دونوں جائز ہیں۔

مسئلہ:......ایک میں طول کرے تو دوسرے میں تخفیف کرے تاکہ گہن کا سارا وقت نماز اور دعا میں پورا ہوجائے، یہاں تک کہ سورج صاف ہوجائے، یہی مسنون ہے۔

مسئلہ:......سورج گہن کی کم از کم دو رکعت ہیں، اور چار رکعت پڑھنا افضل ہے، اس سے زیادہ پڑھنا بھی جائز ہے۔[۱]

مسئلہ:......سورج گہن کی نماز عیدگاہ یا جامع مسجد میں پڑھنا افضل ہے، اگر کہیں اور پڑھیں تو بھی جائز ہے۔[۲]

---

[۱]......''بخاری شریف'' میں آپ ﷺ کا سورج گرہن کی دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے ''فصلی بنا رکعتین''۔(بخاری، باب الصلوۃ فی کسوف الشمس، کتاب الکسوف، رقم الحدیث:۱۰۴۰)

''عمدۃ الفقہ'' میں تو اسی طرح مسئلہ لکھا ہے، مگر ''تحفۃ القاری'' میں ہے کہ: سورج گہن کی نماز کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ چار۔(ص ۳۶۷ ج ۳)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''بنایہ'' میں لکھا ہے کہ: چار بھی پڑھ سکتا ہے۔(شمائل کبری ص ۴۰۷ ج ۸)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: چار اور اکثر کی روایتیں غیر ظاہر الروایہ ہیں، ظاہری روایت میں دو رکعت ہی ہیں، البتہ اگر امام جماعت سے نماز نہ پڑھائے تو اکیلے اکیلے دو یا چار رکعتیں پڑھیں یہ افضل ہے۔(شامی ص ۶۷ ج ۳، باب الکسوف، مطبوعہ: مکتبہ دار الباز، مکۃ المکرمۃ)

[۲]......بخاری میں ہے: حتی دخل المسجد فدخلنا۔

(باب الصلوۃ فی کسوف الشمس، کتاب الکسوف، رقم الحدیث:۱۰۴۰)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تو مستقل باب قائم کیا ہے: ''باب صلوۃ الکسوف فی المسجد''۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ (تحفۃ القاری ص ۳۸۶ ج ۳ میں) فرماتے ہیں:

جس طرح عیدین میں بڑا مجمع ہوتا ہے نماز کسوف میں بھی بڑا مجمع ہوتا ہے، پس کوئی یہ خیال کرسکتا تھا کہ نماز کسوف شہر سے باہر نکل کر میدان میں پڑھنی چاہئے، اس خیال کی تردید کرنے کے لئے یہ باب

مسئلہ:......اگر سب جمع ہو کر نماز نہ پڑھیں صرف دعا مانگ لیں تو بھی جائز ہے، لیکن نماز پڑھنا افضل ہے۔ ۱؎

لائے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کسوف مسجد میں پڑھی ہے، پس نماز کسوف مسجد میں پڑھیں گے، جمعہ میں بھی بڑا مجمع ہوتا ہے، اس کے باوجود نبی ﷺ نے جمعہ کی نماز ہمیشہ مسجد میں پڑھی ہے، اسی طرح نماز کسوف بھی آپ ﷺ نے مسجد میں پڑھی تھی، پس یہ نماز مسجد میں پڑھنا سنت ہے۔

۱؎...... چونکہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے اس لئے نماز پڑھنا افضل ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: سورج گہن ہوا، پس نبی ﷺ گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ ڈر رہے تھے کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے، پس آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور زیادہ سے زیادہ لمبے قیام، رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے آپ ﷺ کو کم اس قدر لمبا قیام اور رکوع کرتے ہوئے دیکھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں، وہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ ان نشانیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ڈراتے ہیں، پس جب تم اس قسم کی کوئی نشانی دیکھو تو اللہ کے ذکر اور دعا اور استغفار کا اہتمام کرو۔

(بخاری شریف، باب الذکر فی الکسوف، کتاب الکسوف، رقم الحدیث:۱۰۵۹)

ایک روایت میں ہے: جب تم چاند اور سورج کا گہن دیکھو تو دعا اور نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ، یہاں تک کہ دونوں کھل جائیں۔ (بخاری شریف، باب الدعاء فی الکسوف، رقم الحدیث:۱۰۶۰)

ایک روایت میں خاص طور پر عذاب قبر سے پناہ مانگنا بھی آیا ہے، اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا: ''باب التّعوُّذِ من عذابِ القبر فی الکسوف'' اس میں ہے کہ ''ثم امرهم ان يتعوذوا من عذاب القبر''۔ یعنی پھر آپ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا۔ (رقم الحدیث:۱۰۵۰)

علامہ ابن المُنَیِّر رحمہ اللہ نے باب کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ: کسوف سے پیدا ہونے والی تاریکی اور قبر کی تاریکی ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، اس لئے ''الشئی بالشئی یُذکر'' کے قاعدہ سے ایک تاریکی کے موقع پر دوسری تاریکی سے پناہ مانگنے کا باب لائے ہیں۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: گذشتہ باب میں تخویف کا مضمون تھا، کسوف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندوں کو عذاب سے ڈراتے ہیں اور عذاب کی ابتدا قبر سے ہوتی ہے، اس دنیا میں جو جزا وسزا ملتی ہے وہ نمونہ کے طور پر ملتی ہے، اصل عذاب قبر سے شروع ہوتا ہے، اس

مسئلہ:......امام دعا کے لئے منبر پر نہ چڑھے۔

مسئلہ:......امام کو اختیار ہے کہ چاہے قبلہ کی طرف کو بیٹھ کر دعا مانگے، چاہے کھڑے ہو کر قوم کی طرف منہ کر کے دعا مانگے، اور لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے رہیں۔ یہی بہتر ہے۔

مسئلہ:......امام اگر اپنے عصا پر سہارا دے کر کھڑا ہو کر دعا مانگے تو بھی بہتر ہے۔

مسئلہ:......گہن کی نماز کا وقت وہ ہے جب سورج گہن ہو۔

مسئلہ:......اگر گہن کے وقت نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ آفتاب کھل گیا تو پھر نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ:......اگر آفتاب کچھ کھل گیا اور کچھ گہن ہے تو نماز شروع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:......اگر گہن کی حالت میں آفتاب پر کوئی بادل آ گیا یا کوئی حائل ہو گیا تو بھی نماز پڑھیں، کیونکہ حقیقتاً وہ گہن کی حالت ہے۔

مسئلہ:......ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نوافل کا پڑھنا مکروہ ہے، مثلا: نصف النہار (ٹھیک دوپہر) کے وقت یا عصر کے بعد یا طلوع آفتاب کے وقت تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دعا میں مشغول رہیں۔

مسئلہ:......اگر گہن کی حالت میں سورج غروب ہو جائے تو دعا ختم کریں اور مغرب کی نماز پڑھیں، اسی طرح کوئی اور نماز کا وقت آ جائے تو دعا موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جائیں۔

مسئلہ:......اگر سورج گہن کے وقت کوئی جنازہ آ جائے تو پہلے جنازہ کی نماز پڑھیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۲۶۸ ج ۲، نماز کسوف (سورج گہن کی نماز) کا بیان)

لئے کسوف کے موقع پر تمرد و سرکشی سے باز آنا چاہئے، صدقہ خیرات اور دعا و اذکار کے ذریعہ اللہ عز وجل کا قرب حاصل کرنا چاہئے، اور جہاں سے عذاب کی ابتدا ہوتی ہے یعنی قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (تحفۃ القاری ص ۳۸۰ ج ۳)

سورج گہن کے بارے میں ملحدین کا ایک اعتراض

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم فرماتے ہیں کہ:

بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کسوف شمس (اسی طرح خسوف قمر) کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے، بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو طبعی اسباب کے ماتحت رونما ہوتا ہے، جیسے طلوع وغروب، اوراس کا ایک خاص حساب مقرر ہے، چنانچہ سالوں پہلے بتایا جاسکتا ہے کہ فلاں وقت کسوف یا خسوف ہوگا، لہذا اس واقعہ کو خارق عادت قرار دے کر اس پر گھبرانا اور نماز واستغفار کی طرف متوجہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ:

اولا:......تو کسوف اور خسوف خواہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ہوں' باری تعالی کی قدرت کاملہ کا مظہر ہیں، اس لئے اس کی عظمت وجلال کے اعتراف کے لئے نماز مشروع ہوئی۔

ثانیا:......درحقیقت کسوف وخسوف اس وقت کی ایک ادنی جھلک دکھلا دیتے ہیں جب تمام اجرام فلکیہ بے نور ہوجائیں گے، اس اعتبار سے یہ واقعات مذکّر آخرت ہیں (آخرت کو یاددلاتے ہیں، لہذا ایسے موقع پر رجوع الی اللہ ہی مناسب ہے)۔

ثالثا:......اللہ تعالی کی طرف سے پچھلی امتوں پر جتنے عذاب آئے ان کی شکل یہ ہوئی کہ بعض معمولی امور جو روزمرہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اپنی معروف حد سے آگے بڑھ گئے تو عذاب کی شکل اختیار کرگئے، مثلا: قوم نوح پر بارش اور قوم عاد پر آندھی [1] وغیرہ، اسی بنا پر حضور اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ: جب تیز

---

[1]......کما فی قولہ تعالی: ﴿فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ﴾۔ (سورۂ قمر، آیت نمبر:۱۱)
ترجمہ:......پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔

ہوائیں چلتیں تو آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوجاتا، [1] اس ڈر سے کہ کہیں یہ ہوائیں بڑھ کر عذاب کی صورت نہ اختیار کرلیں، چنانچہ ایسے مواقع پر آپ ﷺ بطور خاص دعا واستغفار میں مشغول ہوجاتے۔ [2]

اسی طرح یہ کسوف وخسوف بھی اگر چہ طبعی اسباب کے تحت رونما ہوتے ہیں، لیکن اگر یہ اپنی معروف حد سے بڑھ جائیں تو عذاب بن سکتے ہیں، خاص طور سے جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں، کیونکہ کسوف کے وقت چاند' سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے، تو سورج اور زمین دونوں اپنی کشش ثقل [3] سے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں، ان لمحات میں خدانخواستہ اگر کسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے تو اجرام فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، لہذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا چارہ نہیں۔

(درس ترمذی ص۳۴۳ ج ۲، طبع: مکتبۃ الرشد، کراچی)

وکما فی قوله تعالی: ﴿اِنَّا اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ﴾۔
(سورۂ قمر، آیت نمبر:۱۹)

ترجمہ: ......ہم نے ان پر ایک سخت ہوا بھیجی ایک مسلسل نحوست کے دن میں۔

[1]......چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کانت الریح الشدیدۃ اذا ھبت عُرف ذلک فی وجه النبی صلی الله علیه وسلم"۔

(بخاری ص۱۴۱ ج۱، ابواب الاستسقاء، باب اذا ھبت الریح، رقم الحدیث:۱۰۳۴)

[2]......وقع عند ابی یعلی باسناد صحیح عن قتادۃ: عن انس رضی الله عنه: ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذاھاجت ریح شدیدۃ، قال: اللھم انی اسئلک من خیر ما امرت به واعوذبک من شر ما امرت به۔ (فتح الباری ص۴۳۱ ج۲، باب اذا ھبت الریح)

[3]......کشش: کھنچاؤ۔ کشش ثقل: وہ کشش جس سے اجسام زمین کے مرکز کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

سورج گہن کے بارے میں احادیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ ایک صبح سواری پر سوار ہوئے ۱؎ تو سورج گرہن ہو گیا، میں چند عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں نکل آئی، رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے تشریف لائے ۲؎ اور اپنی جائے نماز تک آ گئے، جس جگہ پر آپ ﷺ (عموماً) نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔ (ایک اور روایت میں فرماتی ہیں:) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شدید گرم دن میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا، آپ ﷺ گھبرا گئے کہ کہیں قیامت تو نہیں آئی؟ ۳؎ اور مارے گھبراہٹ

۱؎...... زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سواری پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ (اوجز المسالک ص۹۶ ج۴)

۲؎...... ''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: وضو فرمایا۔ تعجب ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے کیسے تحریر فرمایا کہ: ''استدل بعدم ذکر الوضوء علی انہ کان یحافظ علی الوضوء، ولیس بشیء الا ان الدوام علی الطھارۃ جدیر بحالہ''۔ (اوجز المسالک ص۲۹ ج۴)

یعنی حدیث میں عدم وضو کے ذکر سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ آپ ﷺ ہمیشہ وضو کی حفاظت فرماتے تھے، اور آپ کے شان کے لائق بھی یہی ہے کہ طہارت پر دوام و ہمیشگی ہو۔

۳؎...... اس کی توجیہ کہ نبی ﷺ اس طرح خوف زدہ ہوئے جیسے قیامت آ گئی ہو، حالانکہ ابھی قیامت کی علامات نہیں آئیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہ راوی نے تمثیل بیان کی ہے، گویا کہ انہوں نے یوں کہا: آپ اس شخص کی طرح گھبرا کر کھڑے ہوئے جو ڈر رہا ہو کہ قیامت آ گئی، ورنہ نبی ﷺ کو علم یقینی تھا کہ جب آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہیں قیامت نہیں آئے گی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دین کو تمام ادیان پر سربلند فرمائے گا اور ابھی کتاب اپنی مدت کو نہیں پہنچی ہے۔ (شرح الکرمانی ص۱۴۴ ج۶، طبع بیروت)

ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ: نبی ﷺ نے سورج گہن کے واقعہ کو عظیم قرار دیتے ہوئے قیامت کو بہ منزلہ واقعہ قرار دے دیا، اپنی امت کو اس پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ جب آپ کے بعد سورج

کے کسی کی چادر اٹھالی، ۱؎ پھر آپ ﷺ کی چادر آپ کو پہنچائی گئی، پھر آپ ﷺ نے ایک منادی کو بھیجا (کہ جاؤ آواز لگاؤ'' الصلوۃ جامعة '' نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی سب جمع ہو جاؤ) چنانچہ سب جمع ہو گئے، آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے، کھڑے ہو کر تکبیر کہی، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کر لی رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، اور قیام بہت زیادہ طویل کیا، ۲؎ حتی کہ لوگ (مارے تھکاوٹ کے

کو گہن لگے تو وہ اس طرح خوف زدہ ہوں جیسے قیامت آ گئی ہے۔ (نعمۃ الباری ص۱۹۶ ج۳)

۱؎...... ''بخاری شریف'' کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹ رہے تھے۔ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ بغیر تیاری کئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ جمعہ اور عیدین میں آپ ﷺ تیاری کر کے، نہا دھو کر، خوشبو اور تیل لگا کر آتے تھے، مگر نماز کسوف کے لئے آپ ﷺ نے کوئی تیاری نہیں کی، بلکہ آپ ﷺ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے، جب گہن شروع ہوا تو فورا واپس پلٹے اور ازواج مطہرات کے حجروں کے سامنے سے گذرتے ہوئے مسجد تشریف لے گئے، کسی گھر میں داخل نہیں ہوئے اور مدینہ میں اعلان کروایا اور نماز شروع فرما دی۔ (تحفۃ القاری ص۳۷۴ ج۳)

۲؎...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: میں نے حالت قیام کی قرأت کا اندازہ لگایا تو پس میں نے سمجھا کہ ''سورۂ بقرہ'' پڑھی ہوگی، اور دوسری رکعت میں بھی قرأت کا اندازہ کیا تو وہ ''سورۂ ال عمران'' کے برابر معلوم ہوئی۔

بعض احادیث میں اور سورتوں کا بھی ذکر آیا ہے، جیسے ''دارقطنی'' کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں ''سورۂ عنکبوت'' اور ''سورۂ روم'' پڑھی، اور دوسری رکعت میں ''سورۂ یسین'' پڑھی۔ ''سنن بیہقی'' کی روایت میں ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ نے ''سورۂ یسین'' پڑھی، اور فرمایا کہ: آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں ''سورۂ عنکبوت'' اور دوسری میں ''سورۂ لقمان'' اور ''سورۂ روم'' پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ نے ''سورۂ حج'' اور ''سورۂ یسین'' پڑھی۔ (اوجز المسالک ص۴۰ ج۴، طبع: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلی رکعت میں ''سورۂ بقرہ'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ ال عمران'' پڑھی۔ (طحاوی ص۴۲۶ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ؟ کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۸۸۱)

گرنے) لگے، پھر رکوع فرمایا' تو رکوع بھی زیادہ طویل کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا، اور ''سمع اللہ لمن حمدہ' ربنا ولک الحمد ''فرمایا،اور بہت زیادہ قیام کیا،(ایک روایت میں ہے کہ: اگر کوئی انسان آتا تو اسے احساس بھی نہ ہوتا کہ نبی ﷺ نے رکوع فرمایا ہے،اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے رکوع کے بعد بھی طویل قیام فرمایا) البتہ پہلے قیام کی بہ نسبت یہ قیام کم تھا، پھر دوبارہ رکوع میں گئے اور بہت طویل رکوع کیا،لیکن پچھلے رکوع سے ذرا کم، پھر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہہ کر کھڑے ہوئے، پھر سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوگئے اور طویل قیام کیا،لیکن پہلی رکعت سے ذرا کم، پھر طویل رکوع فرمایا،لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم، پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور یہ قیام پچھلے قیام سے کم تھا، دو بارہ پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا (گویا ہر رکعت میں دو رکوع کئے)۔آپ ﷺ نے نماز کسوف میں جہراً قرأت کی۔چار رکعت پوری کی اور چار سجدے کئے۔

ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے،اس طرح دو رکعت پڑھتے کہ ہر رکعت میں تین رکوع (اور دو رکعت میں چھ رکوع فرمائے) اور چار سجدے فرمائے۔[۱] نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا،آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے

ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ سورج گہن کی کسی ایک رکعت میں ''سورۂ نجم'' پڑھی۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۰ ج۵، صلوۃ الکسوف کم ھی ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۸۴۱۱)

[۱]......''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: پھر تشہد پڑھا پھر سلام پھیرا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی۔ایک روایت میں یہ بھی ہے: جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھے۔

ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا:

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جن کے ذریعہ اللہ اپنے (بندوں کو) ڈراتا ہے، اوران دونوں کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس اگر تم گرہن دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو، ١ گڑگڑا کر اللہ کی یاد کرو، اللہ سے دعا مانگو ٢ اور نماز کی طرف دوڑو اور نماز پڑھو، ٣ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے تمہارے اوپر سے کھول دے، اور صدقہ دو۔ ٤

١...... ''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق میں سے کسی شئی پر خاص تجلّی ڈالتے ہیں تو اس کا نور ختم ہو جاتا ہے۔

''نسائی شریف'' ہی کی ایک اور روایت میں ہے: بیشک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ پیدا کرتے ہیں، اور بیشک اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلّی ڈالتے ہیں تو اس چیز کا نور بوجہ مغلوب ہونے کے ختم ہو جاتا ہے۔

''ابن ماجہ'' اور ''طحاوی شریف'' کی روایت میں ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اپنی تجلّی فرماتے ہیں تو وہ اس کی عاجزی کرنے لگتی ہے: ''فاذا تجلَّی اللهُ لشیءٍ من خلقه خشع له''۔

٢......ایک روایت میں خاص طور پر عذاب قبر سے پناہ مانگنا بھی آیا ہے، اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا: ''باب التّعوُّذِ من عذابِ القبر فی الکسوف'' اس میں ہے کہ ''ثم امرهم ان یتعوذوا من عذاب القبر''۔ یعنی پھر آپ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا۔

٣...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: تم نماز پڑھو اس نماز جیسی جو تم نے ابھی تازہ فرض نماز پڑھی ہے، (یعنی فجر)۔

''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: نماز پڑھو یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے، یا اللہ تعالیٰ کوئی اور معاملہ پیدا کردے۔ یعنی مثلاً قیامت قائم کردے یا کوئی ایسا فتنہ واقع کردے جو نماز پڑھنے سے مانع ہو،

٤...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

اور مختلف روایات میں آپ ﷺ نے غلام آزاد کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ (بخاری، مسلم، وغیرہ)

اے امت محمد یہ! اللہ جل جلالہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں، اس سے کہ اس کا بندہ یا بندی زنا کرے۔ [۱] اے امت محمد یہ! اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان جاؤ جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم روتے زیادہ اور ہنستے کم، آگاہ رہو، پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچادیا۔

ایک روایت میں ہے: میں نے تم لوگوں کو دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے فتنۂ دجال کی طرح۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد سنا کہ آپ ﷺ جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ [۲]

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی اس جگہ پر ہر وہ چیز دیکھی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے: میرے سامنے وہ تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل کئے جاؤ گے (یعنی جنت وجہنم وغیرہ) حتی کہ میں نے دیکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ جنت (کے پھلوں) کا ایک خوشہ لے لوں، تاکہ تم بھی اسے دیکھ لو، پھر معاً میں نے یہ مناسب جانا کہ میں ایسا نہ کروں۔ [۳] ایک روایت میں ہے کہ: اگر میں لینا چاہتا تو میرا ہاتھ چھوٹا رہ جاتا (یعنی میرا ہاتھ نہ پہنچ سکا یا نہ پہنچ پاتا)، اور یہ اس وقت ہوا تھا جب تم نے

---

[۱]......اس کا ایک ترجمہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ: ''کوئی شخص اپنے غلام یا لونڈی کے زنا پر اللہ عز و جل سے زیادہ غیرت مند نہیں ہوسکتا''۔ یعنی اس کا آقا جس قدر ناراض ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر اللہ تعالی سخت ناراض ہوتے ہیں۔ (شرح النسائی ص ۸۹ ج ۳)

[۲]......''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے،

[۳]...... جنت کے خوشہ کو نہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جنت پر بالغیب (بن دیکھے) ایمان تھا، اگر وہ جنت کے خوشہ کو دیکھ لیتے تو ان کا اس پر ایمان بالغیب نہ رہتا۔ (ارشاد الساری ص ۱۰۳ ج ۳)

مجھے دیکھا تھا کہ میں آگے بڑھا تھا (تو وہ جنت کے خوشے توڑنے کے لئے آگے بڑھا تھا) اور میں نے جہنم دیکھی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا رہا ہے (اور میں اس سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹا) کہ کہیں اس آگ کی لپٹ مجھے نہ لگ جائے، یہ اس وقت تھا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا، ۱؎ اور میں نے جہنم میں ایک ٹیڑھے منہ والی لکڑی والے آدمی' ابو ثمامہ عمرو بن لحیؑ (مالک) کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں کھینچ رہا ہے، اور یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے جانور چھوڑے (بت پرستی کے نام پر اور اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا اور یہ بری رسم اسی نے ایجاد کی تھی) اور وہ حجاج کی چیزیں اس آنکڑہ نما لکڑی کے ذریعہ چوری کیا کرتا تھا، (بایں طور پر کہ چلتے چلتے وہ لکڑی کسی کپڑے' چادر وغیرہ میں پھنسا دی اور وہ کپڑا اس میں اٹک جاتا تھا اور وہ لے کر چلتا بنتا) پھر اگر اس کا مالک آگاہ ہو جاتا تو اس سے کہہ دیتا کہ یہ تو (اتفاقا) میری آنکڑہ نما لکڑی میں پھنس گئی ہے، اور اس کا مالک بے خبر رہتا تو وہ لے کر چلتا بنتا، (اور) وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ: سورج اور چاند صرف کسی عظیم اور بڑے آدمی کی موت پر ہی گرہن ہوتے ہیں، ۲؎ اور میں نے اس

۱؎...... ''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے بلا شبہ جنت مجھ سے اتنی قریب کر دی گئی تھی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے چند خوشوں کو لے سکتا تھا، اور بلا شبہ جہنم مجھ سے اتنی قریب کر دی گئی کہ میں اس سے ڈرنے لگا کہیں وہ تم کو ڈھانپ نہ لے۔

۲؎...... ''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: میں نے جہنم میں خم دار ڈنڈے والے کو دیکھا جو اپنے ڈنڈے سے حاجیوں کا سامان چوری کرتا تھا، وہ شخص جہنم میں اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے کہہ رہا تھا: میں ''سارق المحجن'' ہوں (ڈنڈے سے سامان چرانے والا)

اور ''نسائی شریف'' کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: میں نے جہنم میں بنی الدعدع کے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو جوتیاں چوری کی تھیں، اسے دو شاخوں والی لاٹھی سے جہنم میں دھکیلا جا رہا تھا۔

''نسائی'' کی روایت میں یہ بھی ہے: اور میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کے چور کو دیکھا۔

میں دیکھا کہ: بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑے آواز والی جو لمبی اور کالی ہے جسے ایک بلی کے معاملہ میں عذاب دیا جا رہا تھا، اس نے بلی کو باندھ ڈالا تھا اور نہ تو اسے کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ ہی اسے آزاد چھوڑتی تھی کہ وہ خود زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے کھا لیتی (اس بے زبان جانور پر ظلم کی وجہ سے اس پر عذاب ہو رہا تھا)۔ [۱]

ایک روایت میں ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جیسے آپ ﷺ کسی چیز سے رک گئے ہوں؟ فرمایا: میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس میں سے ایک خوشہ پھلوں کا لیا (لینا چاہا) اگر میں اسے توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا) [۲] اور میں نے جہنم کا مشاہدہ کیا تو آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ اہل جہنم کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیوں؟ فرمایا: ان کے کفر (ناشکری) کی وجہ سے، عرض کیا کہ: کیا اللہ تعالی سے کفر کی وجہ سے؟ فرمایا: (نہیں) بلکہ شوہر کی ناشکری کی

---

[۱]...... ''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: میں نے جہنم میں قبیلۂ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا...... میں نے اس بلی کو دیکھا کہ وہ اس عورت کو نوچتی ہے جبکہ وہ سامنے آتی ہے اور جب مڑتی ہے تو اس کی دونوں سرینوں کو نوچتی ہے۔

[۲]...... اگر نبی ﷺ اس خوشہ کو لے آتے تو آپ اس کو دنیا میں نہ کھاتے، کیونکہ جنت کا طعام ہمیشہ باقی رہتا ہے، فنا نہیں ہوتا، اور یہ ممکن نہیں کہ دار البقاء کی کوئی چیز دار الفناء میں ہو، اور اللہ تعالی نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ دنیا میں رزق صرف مشقت اور تھکاوٹ سے حاصل ہوتا ہے، اور اللہ کے کلام میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ نیز اللہ تعالی نے جنت کے طعام کا بندوں کے دلوں میں شوق پیدا کیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ طعام بندوں کے اعمال صالحہ کی جزاء میں ان کو جنت میں ملے گا، اور دنیا دار الجزاء نہیں ہے، اس لئے بندوں کو دنیا میں اس طعام کا ملنا ممکن نہیں ہے۔

(شرح ابن بطال ص۱۴۱ ج۳، طبع بیروت۔ نعمۃ الباری ص۱۹۱ ج۳)

وجہ سے،اوراحسان (کرنے کے باوجود) ناشکری کرنے کی وجہ سے،(ان کا حال تو یہ ہے کہ) اگرتم ان میں سے کسی کے ساتھ زمانہ بھراحسان کرتے رہو پھر کبھی یہ تمہاری جانب سے کچھ ناگوار بات دیکھیں تو کہیں گی کہ: میں نے تو آج تک کبھی بھی تیری جانب سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں (یعنی ساری زندگی کے احسانات وانعامات کو یکسر بھلادیتی ہیں)

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جس روز (آپ ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا (کم سنی میں) انتقال ہوا،اسی روز سورج گرہن ہوگیا،لوگوں نے کہا: سورج یقیناً ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن ہوا ہے۔

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ (نماز کے دوران ہی) پیچھے ہٹے اور آپ ﷺ کے پیچھے کی صفوف بھی پیچھے ہٹیں یہاں تک کہ ہم انتہا کو پہنچ گئے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: ہم عورتوں کی صفوں تک جا پہنچے، پھر آپ ﷺ آگے بڑھے تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی جگہ کھڑے ہوگئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ: سورج گرہن ہوا تو میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی اور پھر آکر مسجد میں داخل ہوگئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا کہ: لوگ کس وجہ سے نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کردیا، میں نے کہا: یہ اللہ کی نشانی ہے؟ انہوں نے (اشارہ سے) کہا: ہاں۔غرض رسول اللہ ﷺ نے قیام بہت زیادہ طویل فرمایا، یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی، [1] میں پانی کی ایک مشک سے جو میرے پہلو میں رکھی تھی اس میں سے پانی اپنے سر پر بہانے لگی یا چہرہ پر۔ایک

[1]...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: ''قیام شدیدا'' کہ سخت اور طویل قیام فرمایا، جس کی وجہ سے بعض لوگوں پر غشی طاری ہوگئی، اور لوگ گرنے لگے، اور ان پر پانی کے ڈول ڈالنے پڑے۔

روایت میں ہے: میں نے دل میں سوچا کہ بیٹھ جاؤں، پھر میں نے ایک ضعیف خاتون کی طرف نگاہ ڈالی تو میں نے کہا: یہ تو مجھ سے زیادہ ضعیف ہیں (جب یہ کھڑی ہوئی ہیں تو مجھے تو ضرور ہی کھڑا ہونا چاہیے) لہذا میں کھڑی رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ: ایک عورت کی طرف دیکھا جو مجھ سے زیادہ عمر والی تھی، اور دوسری طرف دیکھا وہ مجھ سے زیادہ بیمار تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: تم میں سے کسی کے سامنے ایک آدمی (کی شکل) لائی جائے گی، اور اس سے کہا جائے گا کہ: اس آدمی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ چنانچہ مؤمن یا آپ ﷺ پر جو یقین رکھنے والا ہوگا تو وہ کہے گا کہ: یہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں، جو ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت (والی کتاب) لائے، ہم نے ان کی دعوت کو قبول کیا، ان کی اطاعت کی، تین بار یہ بات کہے گا، چنانچہ اس سے کہا جائے گا: سو جا، ہم جانتے تھے کہ تو اس شخصیت پر ایمان لا چکا ہے، لہذا اچھا بھلا سوتا رہ، اور جو منافق یا شک میں پڑنے والا ہوگا (مجھے نہیں معلوم کہ کیا کہا) وہ کہے گا نہیں جانتا کہ یہ شخصیت کون ہے؟ لوگ ان کے بارے میں کچھ کہا کرتے تھے تو میں بھی یہی کہتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک بار اپنے تیروں سے تیر اندازی کر رہا تھا کہ اسی دوران سورج گرہن ہو گیا، ۱؎ میں

۱؎...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: میں اور ایک انصاری لڑکا تیر سے نشانہ بازی کر رہے تھے، جب سورج مشرقی افق سے ابھر کر دو یا تین نیزہ کی بلندی پر آ گیا تو اچانک وہ سیاہ پڑ گیا، گویا کہ وہ تنومہ بن گیا۔ (تنومہ ایک سیاہی مائل گھاس ہے)، یہاں تک کہ ستارے دکھائی دینے لگے، یہ دیکھ کر ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ: آؤ مسجد چلتے ہیں، ہو نہ ہو یہ سورج کی کیفیت رسول اللہ ﷺ کی امت پر ضرور کوئی مصیبت لائے گی، ہم ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے چلے۔

''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: سورج کو گرہن لگ گیا تو میں نے اپنے تیروں کو جمع کیا۔

نے فورا تیر پھینکا اور کہا کہ: میں ضرور بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ آج سورج گرہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس جا پہنچا، آپ ﷺ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے تھے [۱] اور تکبیر وتحمید وتہلیل میں مشغول تھے،

[۱]...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور کسی طرح رکوع نہ کرتے، پھر رکوع کیا تو کسی طرح رکوع سے سر نہ اٹھاتے، پھر سر اٹھایا تو کسی طرح سجدہ نہ کرتے، پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سجدہ سے سر نہ اٹھاتے، پھر سجدہ سے سر اٹھایا تو کسی طرح دوسرا سجدہ نہ کرتے، پھر دوسرا سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہ اٹھاتے، پھر سر اٹھایا، اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ (یعنی سارے ارکان بہت طویل ادا فرمائے) اور سجدہ کے آخر میں ایسی آواز نکلتی جیسے کوئی ''اف' اف'' کر رہا ہو، پھر آپ ﷺ نے (سجدہ میں) یہ پڑھا:

''رَبِّ اَلَمْ تَعِدْنِیْ اَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَاَنَا فِيهِمْ ، اَلَمْ تَعِدْنِیْ اَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ''

اے اللہ! کیا آپ نے وعدہ نہیں کر رکھا ہے کہ میں ان کو عذاب نہ دوں گا جب تک میں ان میں رہوں گا، کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ: میں ان کو عذاب میں مبتلا نہ کروں گا جب تک وہ توبہ اور استغفار کرتے رہیں گے، پس آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے اور سورج بھی صاف ہوگیا۔

ایک اشکال وجواب:...... ''فقال اف اف'' اس میں اشکال ہے کہ نماز میں تلفظ وتکلم پایا گیا تو نماز فاسد ہونی چاہیئے، کیونکہ بعض حروف ظاہر ہوگئے ہیں۔ اس کا جواب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ: راوی کا یہ مقصد نہیں کہ آپ بعینہ اف اف کہہ رہے تھے، بلکہ نفخ اور سانس لینے سے جو آواز برآمد ہو رہی تھی اس کو سمجھانے کے لئے راوی اپنے الفاظ میں اس کو اس طرح تعبیر کر رہا ہے۔ راوی کا مقصود حکایت صوت اور نقل اتارنا ہے نہ یہ کہ آپ ﷺ کی زبان سے بعینہ یہ لفظ نکل رہے تھے، جیسے کہ صوت غراب کو ''غـاق'' سے تعبیر کرتے ہیں، تو یہ مطلب تھوڑا ہے کہ کوّا ایسی لفظ بولتا ہے، بلکہ یہ تو اس کی آواز کی نقل ہے۔ سبحان اللہ کیا عمدہ توجیہ ہے۔ (الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ص۴۷۷ج۲۔ بذل المجھود فی حل سنن ابی داؤد، ص۳۲۴ج۵، طبع، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت)

''نسائی شریف'' کی روایت میں ہے: دوسری رکعت کے آخری سجدہ میں آپ ﷺ پھونک مارتے تھے اور روتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: ''لَمْ تَعِدْنِی' الخ'' اور ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔

یہاں تک کہ سورج روشن ہوگیا، ۱؎ آپ ﷺ نے دوسورتیں پڑھیں اور دو رکعات ادا کیں۔ ۲؎ (یہ تمام روایتیں ''مسلم شریف''کتاب صلوۃ الکسوف'' سے ماخوذ ہیں)

کیا آپ ﷺ نے زمزم کے چبوترہ پر سورج گہن کی نماز پڑھائی؟

''نسائی شریف'' کی ایک روایت میں ہے کہ:'' آپ ﷺ نے سورج گہن کی نماز زمزم کے چبوترہ میں پڑھی''۔

اس کے متعلق علامہ سیوطی اور علامہ سندھی رحمہما اللہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالہ سے اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: امام نسائی رحمہ اللہ عبدہ سے لفظ ''صفة زمزم'' کی روایت میں متفرد ہیں، یہ لفظ عبدہ کی غلطی سے حدیث میں آگیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے صرف ایک ہی مرتبہ مدینہ طیبہ میں سورج گہن کی نماز پڑھی، زمزم کے چبوترہ میں نماز کسوف پڑھنے کا سوائے عبدہ کے کسی اور محدث نے ذکر نہیں کیا۔ (شرح النسائی ص۱۹۱ ج۳)

''بخاری شریف'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آیا ہے کہ انہوں نے زمزم کے پاس چبوترہ پر نماز کسوف پڑھائی ''صلّی لھم ابن عباس فی صفة زمزم''۔ (بخاری شریف، باب صلوۃ الکسوف جماعة، کتاب الکسوف)

''ابن ماجہ'' کی روایت میں ہے: اے میرے رب! ابھی تو میں ان لوگوں میں موجود ہوں۔ (یعنی آپ کا وعدہ ہے کہ: جب تک آپ ﷺ حیات ہوں گے، آپ کی امت کو عذاب نہیں دوں گا)

۱؎...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: نماز کے بعد آپ ﷺ قبلہ رخ ہوکر بیٹھے ہوئے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ گہن ختم ہوگیا۔

۲؎...... ''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے: آپ ﷺ دو دو رکعت پڑھتے جاتے اور سورج کے بارے میں دریافت فرماتے جاتے، یہاں تک کہ وہ صاف ہوگیا۔

نوٹ:......حاشیہ میں صحاح ستہ کی جن کتابوں کے حوالے ہیں، وہ ہر کتاب کی ''کتاب الکسوف'' سے ماخوذ ہیں، اس لئے ہر جگہ صفحہ نمبر اور باب وغیرہ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

چندآثار صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱)......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔(بزار ص۳۲۴۔شمائل کبری ص۴۰۷ ج ۸)

(۲)......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا' تو آپ رضی اللہ عنہ نے سورج گہن کی نماز پڑھائی۔(طحاوی، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، رقم الحدیث:۱۸۷۷)

(۳)......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورج گہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔

(طحاوی، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۹۱۵)

(۴)......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورج گہن کی نماز دس رکوع اور چار سجدوں سے پڑھائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۵، صلوۃ الکسوف کم ھی ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۸۳۹۱)

(۵)......''بخاری شریف'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آیا ہے کہ:انہوں نے زمزم کے پاس چبوترہ پر نماز کسوف پڑھائی''صلّی لھم ابن عباس فی صفۃ زمزم''۔(بخاری شریف، باب صلوۃ الکسوف جماعۃ ، کتاب الکسوف)

(۶)......حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دور میں زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے فرمایا: نہ معلوم یہ کیسی زمین ہے؟ یعنی آپ فکر مند ہو گئے۔خصیب (راوی) نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

یا زمین میں زلزلہ آیا تو ان سے کہا گیا کہ: زمین میں زلزلہ آیا ہے تو وہ تشریف لے گئے، لوگوں کو نماز پڑھائی ، چار تکبیریں کہیں پھر طویل قرأت کی ،اور تکبیر کہہ کر رکوع کیا، پھر ''سمع اللہ لمن حمدہ '' کہا پھر چار تکبیریں کہہ کر رکوع کیا پھر''سمع اللہ لمن حمدہ ''

کہا، اس کے بعد چار تکبیریں کہیں، اس کے بعد طویل قرأت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا، اس کے بعد سجدہ کیا، پھر کھڑے ہو کر اسی طرح کیا، اس کے بعد سلام پھیرا اور فرمایا کہ: گرہن کی نماز اسی طرح ہے، آپ نے پہلی رکعت میں ''سورۂ بقرہ'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ آل عمران پڑھی۔ (طحاوی، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، رقم الحدیث:۱۸۸۱)

(۷)......بصرہ میں سورج گہن ہوا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بصرہ کے امیر تھے، تو آپ نے نماز پڑھائی، اور طویل قرأت کی، پھر طویل رکوع کیا، پھر قومہ کیا پھر سجدہ کیا، اور ایسا ہی دوسری رکعت میں کیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: نشانیوں والی نماز ایسے ہوتی ہے۔ راوی حضرت ابوایوب ہجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ نے ان میں کیا پڑھا؟ تو فرمایا: ''سورۂ بقرہ'' اور ''سورۂ آل عمران''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۸ ج۵، صلوۃ الکسوف کم ھی ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۴۰۸)

(۸)......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دو رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ (طحاوی، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، رقم الحدیث:۱۹۰۰)

(۹)......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سورج گہن کی نماز دو رکعت پڑھائی۔

(طحاوی ص۴۳۲ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی، کتاب الصلوۃ)

(۱۰)......حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے سورج گہن کی نماز میں ''سورۂ معارج'' پڑھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۰ ج۵، صلوۃ الکسوف کم ھی ، رقم الحدیث :۸۴۱۲)

(۱۱)......حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سورج گہن ہوا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (دو رکعت) دو رکوع اور چار سجدے سے پڑھائی۔

(طحاوی ص۴۳۰ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۹۰۰)

سورج گہن کی نماز کے راویوں کی تعداد:۲۴؍ ہیں

سورج گہن کی نماز چوبیس صحابہ سے مروی ہے:(۱):حضرت اسماء بنت ابی بکر۔(۲): حضرت ابن عباس،(۳):حضرت علی بن ابی طالب،(۴):حضرت عائشہ،(۵):حضرت عبد اللہ بن عمرو، (۶):حضرت نعمان بن بشیر، (۷):حضرت مغیرہ بن شعبہ، (۸): حضرت ابومسعود،(۹):حضرت ابوبکرہ،(۱۰):حضرت سمرہ بن جندب،(۱۱):حضرت ابن عمر، (۱۲):حضرت قبیصہ الہلالی، (۱۳):حضرت جابر، (۱۴):حضرت ابوموسی، (۱۵): حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ ،(۱۶):حضرت ابی بن کعب ،(۱۷):حضرت بلال ، (۱۸): حضرت حذیفہ ،(۱۹):حضرت محمود بن لبید ،(۲۰):حضرت ابو الدرداء ، (۲۱): حضرت ابوہریرہ ،(۲۲):حضرت ام سفیان ،(۲۳):حضرت عقبہ بن عامر، (۲۴): حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم ۔(نعمۃ الباری ص۱۵۱ ۶ج ۲)

سورج گہن کی روایات میں اختلاف کیوں؟

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا:حضور اکرم ﷺ نے سورج گہن کی نماز مشاہدہ والی نماز پڑھی تھی، ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو ہمارے اور غیب کے درمیان پردہ حائل رہتا ہے، اور پردے کے پیچھے جو مخلوقات ہیں وہ ہماری نظروں سے غائب ہوتی ہیں، اور آپ ﷺ کی نماز مشاہدہ والی نماز تھی یعنی بیچ سے پردہ ہٹا دیا جاتا تھا، اور پردہ کے پیچھے اللہ تعالی کی جو مخلوقات ہیں: جنت جہنم وغیرہ وہ آپ ﷺ کو نظر آتی تھیں، (جیسا کہ حدیث میں گذرا) معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے یہ مشاہدہ والی نماز پڑھائی تھی ، اور ہم جب نماز پڑھیں گے تو یہ کیفیت حاصل نہیں ہوگی ، اس لئے آپ ﷺ نے نماز کے بعد یہ ہدایت

فرمائی کہ: آئندہ اس طرح کا واقعہ پیش آئے تو فجر کی نماز کی طرح نماز پڑھنا، چنانچہ احناف نے اسی کو اختیار فرمایا۔

غرض جب نبی ﷺ نے مشاہدہ والی نماز پڑھائی، اور اللہ کی عظیم نشانیاں آپ ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے رکوع فرمایا، یہ رکوع سجدۂ آیات کے قائم مقام تھا، نماز کا رکوع نہیں تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تمام روایات متفق ہیں کہ سجدے آپ ﷺ نے ہر رکعت میں دو ہی کئے تھے صرف رکوع متعدد کئے ہیں، معلوم ہوا کہ وہ نماز والے رکوع نہیں تھے۔

اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف اس لئے ہوا کہ پہلے سے اس کا کوئی علم نہیں تھا کہ آج سورج گہن ہونے والا ہے، جب سورج گہن شروع ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اعلان کرایا تو سارا مدینہ مسجد نبوی میں آ گیا، مگر سب ایک ساتھ نہیں آئے، آگے پیچھے آئے، پھر جماعت بہت بڑی ہوگئی تھی، اس لئے جو لوگ پہلے آئے ان کو آپ ﷺ کے سب رکوع نظر آئے، اور جو دور تھے یا بعد میں آئے ان کو بعض رکوع نظر نہ آئے، اس لئے ہر راوی نے اس کے علم میں جتنے رکوع آئے وہ روایت کر دیئے۔

رہی یہ بات کہ ایک ہی صحابی سے دو دو اور تین تین رکوع کی روایتیں کیوں ہیں؟ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس وقت بچے تھے، ہوسکتا ہے وہ جماعت میں شریک بھی نہ ہوئے ہوں، اور ہوئے ہوں تو بالکل پیچھے رہے ہوں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچوں سے بھی پیچھے عورتوں کی صف میں تھیں، پس ان حضرات کے علم کا مأخذ دوسرے صحابہ کی روایات ہیں، یہ حضرات جو روایتیں بیان کرتے ہیں وہ

دوسرے صحابہ سے سنی ہوئی ہیں، پس کسی نے ان سے دو رکوع بیان کئے اور کسی نے تین، اس لئے انہوں نے جیسا سنا بیان کردیا۔اور چونکہ اس زمانہ میں سند کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اس لئے مروی عنہ کا نام یاد نہیں رکھا۔اور اس بات پر طلباء کو حیرت نہ ہو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے کے واقعات بیان کرتی ہیں، بلکہ ابتدائے نبوت کے احوال بھی بیان کرتی ہیں، یہ سب رسول اللہ ﷺ سے یا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مثلا ان کے والد وغیرہ سے سنی ہوئی روایات ہیں، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو باقاعدہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا ہے۔(تحفۃ القاری ص ۳۷۱ ج ۳)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

صلوۃ الکسوف میں آنحضرت ﷺ سے بلا شبہ دو رکوع ثابت ہیں، بلکہ پانچ رکوع تک کا بھی روایات میں ثبوت ملتا ہے، لیکن یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی، اور واقعہ یہ تھا کہ اس نماز میں بہت سے غیر معمولی واقعات پیش آئے اور آپ کو جنت اور جہنم کا نظارہ کرایا گیا، لہذا اس نماز میں آپ ﷺ نے غیر معمولی طور پر کئی رکوع فرمائے، لیکن یہ رکوع جزو صلوۃ نہیں تھے، بلکہ سجدۂ شکر کی طرح رکوعات تخشع تھے، جو آپ ﷺ کی خصوصیت تھی، اور ان کی ہیئت نماز کے عام رکوعوں سے کسی قدر مختلف تھی، یہی وجہ ہے کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان رکوعات تخشع کو شمار کیا اور ایک سے زائد رکوع کی روایت کردی، اور بعض نے ان کو شمار نہیں کیا۔(درس ترمذی ص ۳۴۸ ج ۲)

دو رکوع کی احادیث کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ: نبی ﷺ نے ایک رکعت میں صورۃً دو رکوع کئے ہیں نہ کہ حقیقۃً ، کیونکہ اس نماز میں جنت اور دوزخ آپ ﷺ کے قریب کردی گئیں تھیں......اب جب آپ ﷺ کے دوزخ قریب کردی گئی تو آپ نے

گھبرا کر رکوع سے سر اٹھایا اور آپ کا رکوع سے یہ سر اٹھانا صورۃً تھا حقیقۃً نہیں تھا، پھر جب دوزخ سے مامون ہوگئے تو دوبارہ رکوع کی طرف لوٹ گئے تاکہ پہلے رکوع میں جو کمی ہوئی تھی وہ کمی پوری ہوجائے، نہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے دوسرا رکوع کیا تھا، اور آپ نے ایک قیام میں صرف ایک ہی رکوع کیا تھا جیسا کہ دوسری نمازوں میں معروف ہے۔

شمس الائمہ الحلوانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: استاذ ابوعلی النسفی رحمہ اللہ نے دوسرا جواب دیا ہے اور وہی معتمد ہے، اور وہ یہ ہے کہ: نبی ﷺ نے اس نماز میں بہت طویل رکوع کیا تھا، پس بعض نمازی تھک گئے اور انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو ان سے پیچھے نمازیوں نے یہ گمان کیا کہ نبی ﷺ نے رکوع سے سر اٹھالیا ہے تو انہوں نے اپنے سروں کو اوپر اٹھالیا، پھر پہلی صف والے نبی ﷺ کی اتباع میں رکوع کی طرف لوٹ گئے اور ان کے پیچھے نمازی بھی ان کی اتباع میں رکوع کی طرف لوٹ گئے اور دوسرے نمازیوں نے یہ گمان کیا کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کئے ہیں۔ اور اس قسم کا اشتباہ ان لوگوں کو ہوجاتا ہے جو آخری صف میں ہوتے ہیں۔ (نعمۃ الباری ص ۱۸۷ ج ۳)

لفظ کسوف اور خسوف میں فرق ہے یا دونوں ایک ہیں؟

امام بخاری رحمہ اللہ نے مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے: بَابٌ : هَلْ يَقُوْلُ : كَسَفَتِ الشَّمْسُ اَوْ خَسَفَتْ ؟ یعنی سورج گرہن کے لئے ''کسف'' استعمال کیا جائے یا ''خسف''؟

فقہاء سورج گہن کے لئے ''کسف'' اور چاند گہن کے لئے ''خسف'' استعمال کرتے ہیں، لیکن لغت کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں ''خسف'' اور ''کسف'' دونوں کے معنی ہیں: تاریک ہوجانا، پس یہ دونوں لفظ سورج گہن کے لئے بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں اور

چاند گہن کے لئے بھی، روایات میں عام و خاص دونوں اطلاقات آئے ہیں، سورج گہن کے لئے لفظ ''کسوف'' بھی آیا ہے اور ''خسوف'' بھی، البتہ اہل لغت کے نزدیک بھی اولی یہ ہے کہ سورج گہن کے لئے لفظ ''کسوف'' استعمال کیا جائے، اور چاند گہن کے لئے لفظ ''خسوف''۔ فقہاء اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا، باب میں ''ھل'' لائے کہ آپ روایات میں غور کرکے فیصلہ کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں سورۂ قیامہ کی آیت نمبر: ۸: ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ نقل فرمائی کہ اس میں چاند گہن کا ذکر ہے، اور اس کے لئے لفظ ''خسف'' آیا ہے، اور سورج گہن کا قرآن میں ذکر نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے، اس میں سورج گہن کے لئے ''خسفت'' آیا ہے، مگر ظاہر ہے یہ نبی ﷺ کے الفاظ نہیں، بلکہ راوی کے الفاظ ہیں، اور قرآن کریم فصیح ترین کلام ہے، اس سے زیادہ فصیح کوئی کلام نہیں ہوسکتا، اور قرآن میں چاند کے لئے لفظ ''خسوف'' آیا ہے، اس لئے اہل لغت اور فقہاء دونوں کی رائے یہ ہے کہ چاند گہن کے لئے ''خسوف'' اور سورج گہن کے لئے ''کسوف'' استعمال کرنا چاہئے۔ (تحفۃ القاری ص ۳۷۸ ج ۳)

''مسلم شریف'' میں زہری روایت کرتے ہیں عروہ سے کہ انہوں نے فرمایا: ''لا تقل کسفت الشمس ولکن قل خسفت'' لیکن یہ خلاف مشہور ہے، اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے جو عروہ کہہ رہے ہیں کہ ''خسوف'' شمس کے ساتھ خاص ہے، ممکن ہے عروہ کی رائے یہی ہو، لیکن حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تقریر مسلم جو ''الحل المفھم'' کے نام سے طبع ہوئی ہے، اس میں حضرت نے کلام عروہ کی یہ توجیہ کی ہے کہ زہری کی اصل روایت جو عروہ سے تھی وہ بلفظ ''خسفت الشمس'' تھی، لیکن زہری نے بوقت روایت بجائے ''خسفت''

کے ''کسفت الشمس ''، نقل کیا ہے، عروہ نے جب یہ سنا تو زہری پر رد کیا کہ جس طرح تم نے مجھ سے روایت میں سنا ہے اسی طرح روایت کرو، تمہیں اس میں تغیر کا اختیار نہیں اور ان کی مراد یہ نہیں ہے کہ کسوف کا استعمال شمس میں نہیں ہوتا، واللہ تعالی اعلم بالصواب،

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ص۴۶۹ ج۲)

عہد رسالت میں سورج گہن کتنی مرتبہ ہوا؟

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گہن کا ہونا صرف ایک ہی مرتبہ روایۃً ودرایۃً ثابت ہے۔

اول:...... تو اس لئے کہ کسوف کی تمام روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے بعد جو خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ: کسی کی موت سے کسوف کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے لوگوں کے اس خیال باطل کی تردید میں فرمائی تھی کہ کسوف آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی بنا پر ہوا، اب یہ تو ممکن نہیں کہ ہر مرتبہ کسوف کے موقعہ پر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہوئی ہو، لہذا اس میں تعدد کا کیا سوال ہوسکتا ہے؟

دوسرے:...... ماہرین فلکیات نے حساب لگا کر باتفاق یہ بتایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں کسوف صرف ایک ہی مرتبہ پیش آیا تھا۔

کما حققه محمود باشا الفلكي المصري في رسالته '' نتائج الافهام في تقويم العرب قبل الاسلام'' وذكر فيها : ان الكسوف في عهده صلى الله عليه وسلم مرة ، يوم مات ابراهيم (ابن النبي صلى الله عليه وسلم) وذلك في السنة العاشرة من الهجرة ۔ (الملتقط من المعارف ص۵ ج۵ ۔ درس ترمذی ص۳۵۲ ج۲)

محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحبزادہ (حضرت) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ۱۰ھ میں ہوا۔ بعض حضرات نے ربیع الاول کا مہینہ بھی لکھا ہے، لیکن گذشتہ صدی کے ماہر فلکیات محمود پاشا مرحوم نے اپنے ایک مقالہ میں جو انہوں نے فرانسیسی زبان میں لکھا تھا اور جس کا عربی ترجمہ بعد میں ۱۳۰۵ھ میں (مصر) سے شائع ہوا تھا' اپنے فنی حساب سے اس کسوف کی تاریخ: ۲۹ر شوال: ۱۰ھ معیّن کی ہے، اور دن دوشنبہ (پیر) کا اور وقت صبح ساڑھے آٹھ بجے کا لکھا ہے۔ (معارف الحدیث ص ۱۴۲۱ ج ۳)

سورج اور چاند گہن کی حکمتیں وفوائد

کسوف وخسوف میں متعدد فوائد اور حکمتیں ہیں، چند کو بیان کیا جاتا ہے:

(۱)......حق تعالیٰ شانہ کی عظیم قدرت کا اظہار۔

(۲)......ان دونوں عظیم مخلوق کا اور ان کے نور کا حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ قدرت میں ہونا۔

(۳)......ان دونوں کے طلوع وغروب اور ان کی گردش' ان میں گرمی وسردی اور دیگر تاثیرات کا منجانب اللہ ہونا، اور ان دونوں کا انتہائی عاجز و بے بس ہونا۔

(۴)......ان دونوں کی پرستش کی انتہائی قباحت، اور ان کی پرستش کرنے والوں کی انتہائی حماقت کا اظہار۔

(۵)......غافل دلوں کو بیدار اور چوکنا کرنا۔

(۶)......قیامت کا ایک ہلکا سا نمونہ دکھانا۔

(۷)......لوگوں کو دکھانا کہ جو ذات چاند' سورج کو بے نور کرنے پر قادر ہے وہ ان کو بالکلیہ فنا کرنے اور قیامت لانے پر بھی قادر ہے، پس لوگوں کے قیامت پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(۸)......کبھی بے گناہوں کی بھی پکڑ ہوجاتی ہے، پس گنہگاروں کے بے خوف ہونے کی کوئی گنجائش نہیں، گناہگاروں کو ہر وقت خوف کھانے اور ڈرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(۹)......دنیا کی بے ثباتی اور فنائیت ظاہر ہوکر دل دنیا کی محبت سے سرد ہوجاتے ہیں، اور آخرت کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔

(۱۰)......دل کامل طور پر خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں، اس لئے یہ وقت بندوں کے لئے عظیم نعمت خداوندی ہے، اس لئے اس وقت کی انتہائی قدر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ پورا وقت عبادت خداوندی' نماز' دعا' صدقہ وخیرات اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ حق تعالیٰ شانہ کی کامل مغفرت ورحمت بندہ کی طرف متوجہ ہو۔

(۱۱)......ان دونوں کے بے نور ہوجانے سے بندہ کو احساس ہوتا ہے کہ یہ دونوں حق تعالیٰ کی کتنی عظیم نعمتیں ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو مخلوق کا کیا حال ہو؟ پس بندہ کو کس درجہ شکر گذاری کرنا چاہئے۔ (اوجز المسالک ص ۲۴ ج ۴۔ الرفیق الفصیح ص ۴۱۸ ج ۹)

نوٹ :......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''اوجز المسالک'' میں کسوف کے متعلق درج ذیل دس مفید اور عمدہ بحثیں تحریر فرمائی ہیں، اہل علم ان کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۱)......لفظ ''کسوف'' کی لغوی تحقیق۔

(۲)......اہل ہیئت کا خیال کہ ''سورج گہن'' کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۳)......''سورج گہن'' اور ''چاند گہن'' کے بارے میں دور جاہلیت کے عقیدہ کا بطلان۔

(۴)......سورج گہن کے فوائد اور اس کی حکمتیں۔

(۵)......عہد نبوی ﷺ میں ’’سورج گہن‘‘ کے وقوع کی تاریخ کا بیان۔

(۶)......اہل ہیئت کا قول کہ ’’سورج گہن‘‘ صرف اٹھائیس تاریخ کو ہی ہوتا ہے۔

(۷)......عہد نبوی ﷺ میں سورج گہن کے وقوع کی تعداد کا بیان۔

(۸)......صلوۃ کسوف کا حکم اور اس کی کیفیت وغیرہ کا بیان۔

(۹)......خسوف (چاند گہن) کا بیان۔

(۱۰)......صلوۃ خسوف اور اس کی کیفیت وغیرہ کا بیان۔

(اوجز المسالک ص ۲۹ ج ۴، طبع: ادارہ تالیفات شرفیہ، ملتان۔ سراج القاری ص ۲۸۹ ج ۴)

رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور بے لوثی کی ایک دلیل

فائدہ:......ٹھیک آپ ﷺ کے صاحبزادہ کی وفات کے دن سورج کو گہن لگنا اور آپ ﷺ کا خطبہ میں پورے زور وقوت کے ساتھ یہ اعلان فرمانا کہ: اس گہن کا میرے گھر کے اس حادثہ سے کوئی تعلق نہیں اور ایسا سمجھنا غلط فہمی اور توہم پرستی ہے، رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور بے لوثی کی ایسی دلیل ہے جو بڑے سے بڑے منکر کو متأثر کرتی ہے، بشرطیکہ اس کا دل بالکل ہی مردہ نہ ہو۔ (معارف الحدیث ص ۴۲۸ ج ۳)

سورج کو گہن لگنے کا ظاہری سبب

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

سورج کو گہن لگنے کا ظاہری سبب یہ ہے کہ: زمین اور سورج کے درمیان چاند حائل ہوجاتا ہے، اس کی وجہ سے سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچ پاتی، گویا چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے تاریکی چھا جاتی ہے، اگر سورج گہن بالکل مکمل ہو تو دن کے وقت رات کا سا سماں پیدا ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات آسمان پر ستارے نظر آنے لگتے

ہیں۔کہا جاتا ہے کہ گہن کی حالت میں چاند کا جو سایہ زمین پر پڑتا ہے' وہ تقریباً ڈیڑھ سو میل پھیلا ہوا ہوتا ہے، اور تقریباً بیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کی مسافت طے کرتا ہے، زمین کے جو حصے اس سایہ کی زد میں آتے جاتے ہیں وہاں گہن نظر آتا ہے، یہاں تک کہ جب چاند سورج کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو اس کا سایہ غائب ہو جاتا ہے۔ گہن کھل جاتا ہے اور سورج کی روشنی معمول کے مطابق زمین تک پہنچنی شروع ہو جاتی ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا کرشمہ ہے کہ سورج اپنی جسامت میں چاند سے چار سو گنا زیادہ ہے، لہٰذا عام حالات میں چاند سورج کو ڈھانپ نہیں سکتا، لیکن ساتھ ہی زمین سے چاند کا فاصلہ سورج کے مقابلے میں چار سو گنا کم ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ دونوں جسم سائز میں برابر نظر آتے ہیں، اور جب چاند سورج کی محاذات میں پہنچتا ہے تو وہ اسے پوری طرح ڈھانپ لیتا ہے، پوری طرح ڈھانپنے کی اسی کیفیت کو مکمل گرہن کہتے ہیں۔ یہ مکمل گرہن عموماً چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اور ماہرین کے مطابق تاریخ میں مکمل گرہن کی حالت زیادہ سے زیادہ سات منٹ ریکارڈ کی گئی ہے، لیکن مکمل گرہن سے نکلنے کے بعد بھی جزوی گرہن کی حالت بہت دیر تک قائم رہ سکتی ہے۔

مگر ان ظاہری اسباب کے پیچھے ان تمام واقعات کی اصل علت و حکمت کیا ہے؟ اس کا پتہ ہم اپنی دور بینوں اور مشاہدۂ کائنات کے جدید ترین آلات کے ذریعہ نہیں لگا سکتے، اگر زمین سے چاند فاصلہ چار سو گنا سے زائد ہوتا تو بھی سورج کو مکمل گرہن نہ لگتا یا اگر سورج کا سائز چاند کے مقابلے میں چار سو گنا سے زائد ہوتا تب بھی چاند اسے نہ ڈھانپ سکتا۔ سوال یہ ہے کہ سورج کو چاند سے چار سو گنا بڑا بنا کر زمین سے اس کے فاصلے کا تناسب بھی سورج کے مقابلے میں وہی چار سو گنا کم کس نے رکھا؟ اور کیوں رکھا؟ پھر چاند' زمین اور دوسرے

سیاروں کی گردش کا ایسا حساب کس نے اور کیوں بنایا کہ ایک مخصوص تاریخ اور وقت پر کسی مخصوص خطے میں گہن واقع ہوتا ہے، دوسری جگہوں اور دوسرے اوقات میں یہ واقعہ پیش نہیں آتا؟ قرآن کریم نے سورۂ رحمٰن میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ: ''سورج اور چاند ایک حساب کے ماتحت ہیں''۔ یہی وجہ ہے کہ اگر حساب لگانے میں کوئی غلطی نہ ہو تو سالہا سال پہلے یہ پیشن گوئی کی جاسکتی ہے کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت فلاں جگہ پر سورج کو گہن لگے گا۔ (چین کے بادشاہ چنگ کیا نک نے: ۲۱۳۷ ق م/ میں دوشاہی نجومیوں کو اس لئے قتل کرادیا تھا کہ وہ گہن کی صحیح پیش گوئی نہیں کرسکتے تھے) وہ کون ہے جس نے یہ جچا تلا حساب مقرر کرکے ان محیر العقول اجرام فلکی کو اس حساب کے تابع بنا دیا؟ وہ کون ہے جس نے گردشوں کا یہ نظام اس طرح طے کیا کہ فلاں وقت پر فلاں جگہ ہی گہن نظر آئے؟ اور ان مخصوص مقامات یا مخصوص اوقات کے انتخاب میں کیا راز پنہاں ہے؟

ان سوالات کا ایک سطحی جواب عام طور سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اتفاق کا کرشمہ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات میں غیر شعوری اتفاق کوئی چیز نہیں، کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالی کی حکمت بالغہ کے بغیر حرکت نہیں کرتا، ہمیں چونکہ اپنی محدود عقل کے سہارے اس حرکت کی حکمت و مصلحت کا علم نہیں ہوتا، اس لئے ہم اپنی لاعلمی کو اتفاق کے پردے میں چھپا لیتے ہیں، ورنہ ان تمام اتفاقی واقعات کی کوئی نہ کوئی حکمت وہاں موجود ہے جہاں سے پوری کائنات کا نظام کنٹرول ہو رہا ہے، اب جن لوگوں کی نگاہیں ان واقعات کے صرف ظاہری اسباب تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں، ان کے لئے تو کائنات کے یہ نظارے ایک دلچسپ تماشے سے زائد کچھ نہیں، لیکن جس شخص کی نگاہ ان ظاہری اسباب سے اوپر بھی جاتی ہے، وہ ان واقعات کو اللہ تعالی کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا دھیان تازہ کرنے

کے لئے استعمال کرتا ہے۔ان واقعات کے جو ظاہری اسباب تجربے اور مشاہدے سے معلوم ہو جاتے ہیں ،انبیاء علیہم السلام انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ، کیونکہ ان اسباب تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالی نے انسان کو عقل و تجربے اور مشاہدے کا سرمایہ عطا کیا ہے جو اسے استعمال کرنا چاہئے ،اس کے لئے وحی کی رہنمائی ضروری نہیں ،لیکن انبیاء علیہم السلام ان ظاہری اسباب سے اوپر کی باتوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں ،جن تک پہنچنے میں عقل انسانی ناکام رہتی ہے،اور اس ناکامی کا نام اتفاق دے کر مطمئن ہو جاتی ہے۔

(ذکر و فکر ص ۱۷۲)

چند برائیوں کی اصلاح

سورج گہن اور چاند گہن سے متعلق بعض خیالات و تصورات جو عوام میں گردش کرتے رہتے ہیں ،ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ، ہاں میڈیکل اعتبار سے انسان کی بینائی یا زیر حمل جنین پر گہن کا اثر پڑتا ہو تو ایسا ممکن ہے،اور اس سلسلہ میں ڈاکٹرز اور طبی ماہرین ہی صحیح نقطۂ نظر پیش کر سکتے ہیں ،لیکن عوام میں جو بات پھیل گئی ہے کہ:

(۱)......اسلامی نقطۂ نظر سے سورج گہن کے درمیان حاملہ عورتوں کے لئے کچھ خصوصی احکام ہیں ، یہ صحیح نہیں ۔(راہ عمل ص ۲۶۴ ج ۳)

(۲)......بعض عورتیں گہن کے وقت کھانا پینا گناہ خیال کرتی ہیں ،اور کام چھوڑ دیتی ہیں ، یہ غلط بات ہے۔(نماز مسنون ص ۵۹۱)

(۳)......مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے،سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ، البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے،اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے۔ رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا

چھوڑ دے، یہ شریعت کو بدل ڈالنا اور بدعت ہے۔(اغلاط العوام (مکمل) ص۱۹۱)

(۴)......مشہور ہے کہ چاند اور سورج گرہن ہونے کا سبب یہ ہے کہ بھنگی لوگ ان پر کلہاڑا مارتے ہیں ’’استغفر اللہ ‘ لا حول ولا قوّۃ الا باللّٰہ ‘‘ یہ تو محض واہیات ہے۔

اور اسی خیال سے بہت لوگ بھنگیوں کو خاص طور سے خیرات دیتے ہیں۔سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس موقعہ پر مذہب اسلام نے خیرات کی تو یقیناً رغبت دلائی ہے، مگر صدقہ کے لئے بھنگیوں کو مخصوص کرنا بے اصل ہے۔(اغلاط العوام (مکمل) ص۲۵۷)

(۵)......سورج گہن کے وقت بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ کیمروں سے تصویریں اتارنے میں مشغول ہوتے ہیں، یہ غفلت اور سنگ دلی کی علامت ہے، اللہ تعالی کی گرفت اور پکڑ سے بچنے کے لئے اس وقت توبہ واستغفار کرنا چاہیئے۔(نماز مسنون ص۵۹۱)

....

نوٹ :......رسالہ کے آخر میں تین عنوان: ’’سورج گہن کی نماز عام نمازوں کی طرح ہے، سورج گہن کی نماز میں قرأت سر کی احادیث، سورج گہن کی نماز میں قرأت جہر کی احادیث‘‘ پر اہل علم وطلباء کے لئے چند مفید باتیں لکھی گئی ہیں۔چونکہ اکثر احادیث کا ترجمہ آ گیا ہے اس لئے صرف عربی عبارات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

سورج گہن کی نماز عام نمازوں کی طرح ہے، دلائل احناف

(۱)......عن ابی بکرة رضی الله عنه قال : انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رکعتین۔

(بخاری، باب الصلوة فی کسوف القمر، کتاب الکسوف، رقم الحدیث: ۱۰۶۲)

(۲)......قال الزهری : فقلت ما صنع اخوک ذلک عبد الله بن الزبیر، ما صلّی الا رکعتین مثل الصبح اذ صلی بالمدینة، قال اجل، انه اخطأ السنة۔

(بخاری، باب الجهر بالقراءة فی الکسوف، کتاب الکسوف، رقم الحدیث: ۱۰۶۶)

ترجمہ وتشریح:......ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے جب مدینہ میں نماز کسوف پڑھائی تھی تو فجر کی نماز کی طرح پڑھائی تھی، یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع کیا تھا، ان کے اس عمل کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے کہا: وہ سنت چوک گئے، نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع ہیں، اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث سے استدلال کیا۔

مگر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور حضرت عروہ رحمہ اللہ تابعی ہیں، ظاہر ہے صحابی کے قول وفعل کے سامنے تابعی کے قول وفعل کی کوئی حیثیت نہیں۔ نیز حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ منورہ میں نماز کسوف پڑھائی تھی تو صحابہ کی بڑی تعداد موجود تھی، اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی، مگر کسی نے ان کے اس فعل پر نکیر نہیں کی، معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فعل سنت کے مطابق تھا اور دو رکوع والی حدیث کی کوئی وجہ تھی۔

(تحفۃ القاری ص۳۷۸ ج۳۔ طحاوی، باب صلوة الکسوف کیف هی، کتاب الصلوة)

(۳)......عن ابی موسی رضی الله عنه قال : خسفت الشمس فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم ، فقام فزعا یخشی ان تکون الساعة حتی أتی المسجد ، فقام یصلی باطول قیام ورکوع وسجود۔

(مسلم، باب ذکر النداء بصلوة الکسوف ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث: ۹۱۲)

اس میں لفظ رکوع واحد آیا ہے۔

(۴)......عن قبیصة الهلالی قال : کُسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج فَزِعًا یجرُّ ثوبَه – وانا معه یومئذ بالمدینة – فصلی رکعتین ، فاطال فیهما القیام ، ثم انصرف وانجلت فقال : انما هذه الایات یخوف الله عز وجل بها ، فاذا رأیتموها فصلّوا کَاَحْدَثِ صلاةٍ صلّیتُمُوها من المکتوبة۔

(ابوداؤد، باب من قال اربع رکعات ، کتاب صلوة الاستسقاء ، رقم الحدیث: ۱۱۸۵)

(۵)......عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما قال : انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم لَمْ یَکَدْ یَرْکَعُ ، ثم رکع فلم یکد یرفع ، ثم رفع فلم یکد یسجُد ، ثم سجد فلم یکد یرفع ، ثم رفع فلم یکد یسجد ، ثم سجد فلم یکد یرفع ، ثم رفع ، وفعل فی الرکعة الاخری مثلَ ذلک ، الخ۔

(ابوداؤد، باب من قال یرکع رکعتین ، کتاب صلوة الاستسقاء ، رقم الحدیث: ۱۱۹۴)

(۶)......عن عبد الرحمن بن سمرة رضی الله عنه قال : ثم قام فصلی رکعتین واربع سجدات۔(نسائی، التسبیح والتکبیر والدعاء عند کسوف الشمس ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث: ۱۴۶۱)

(۷)......عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما قال : انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الصلوة وقام الذین معه ، فقام قیاما فأطال القیام ثم رکع فأطال الرکوع ، ثم رفع رأسه و سجد فأطال السجود ، الخ۔

(نسائی، نوع آخر ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۴۸۳)

(۸)......عن سمرة بن جندب رضی الله عنه : بینا ....فصلی فقام کأطُول قیامٍ ما قام بنا فی صلوة قطُّ ، ما نسمع له صوتًا ، ثم رکع بنا کاطول رکوع ما رکع بنا فی صلاة قط ، ما نسمع له صوتًا ، ثم سجد بنا کاطول سجوده ما رکع بنا فی صلاة قط ما نسمع له صوتًا ، ثم فعل ذلک فی الرکعة الثانیة مثل ذلک۔

(نسائی، نوع آخر، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۴۸۵)

(۹)......عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه قال : انکسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج .... فاذا رأیتم ذلک فصلّوا کَاَحْدَثِ صلاةٍ صلّیتُمُوها من المکتوبة۔(نسائی، نوع آخر ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۴۸۶)

(۱۰)......عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه قال :ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی حین انکسفت الشمس مثل صلا تنا یرکع ویسجد۔

(نسائی، نوع آخر، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۴۹۰)

(۱۱)......عن ابی بکرة رضی الله عنه قال :ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلّی رکعتین مثلَ صلا تِکم هذه و ذکر کسوف الشمس۔

(نسائی، نوع آخر ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث:۱۴۹۳)

(۱۲)......عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّی فی کسوف الشمس رکعتین واربع سجدات ، الخ۔

(طحاوی ص۴۲۸ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، رقم الحدیث:۱۸۸۷)

(۱۳)......عن قبیصۃ البجلی رضی اللہ عنہ قال : انکسفت الشمس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی کما تصلون۔

(طحاوی ص۴۳۰ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۹۰۱)

(۱۴)......عن ابی اسحٰق قال : انکسفت الشمس فصلی المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ بالناس رکعتین و اربع سجدات۔

(طحاوی ص۴۳۰ ج۱، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۹۰۰)

ایک رکوع پر دلیل عقلی

امام طحاوی رحمہ اللہ نے دلیل عقلی یہ پیش کی ہے کہ: فرائض ونوافل کی تمام نمازوں میں ایک رکعت میں ایک ہی رکوع اور دوسجدے ہوتے ہیں ،لہذا قیاس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ سورج گہن کی نماز میں بھی ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہو۔

(طحاوی، باب صلوۃ الکسوف کیف ھی ، کتاب الصلوۃ)

حنفیہ کی وجوہ ترجیح یہ ہیں:

(۱)......تعدد رکوع کی تمام روایات فعلی ہیں ، جبکہ حنفیہ کے مستدلات قولی بھی ہیں اور فعلی بھی۔

(۲)......حنفیہ کے مستدلات عام نمازوں کے اصولوں کے مطابق ہیں۔

(۳)......حنفیہ کے قول پر تمام روایات میں تطبیق ہوجاتی ہے، اور شافعیہ کے قول پر بعض

روایات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(۴)......اگر کسوف میں تعدد رکوع کا حکم ہوتا تو یہ ایک غیر معمولی بات ہوتی، اور ممکن نہیں تھا کہ آپ ﷺ اس حکم کو واضح طور سے بیان نہ فرمائیں، حالانکہ آپ ﷺ نے کسوف کے بارے میں ایک پورا خطبہ بھی دیا، مگر آپ ﷺ سے کوئی ایک قول بھی ایسا مروی نہیں جس میں تعدد رکوع کی تعلیم دی گئی ہو۔ (درس ترمذی ص ۳۵۱ ج ۲۔ توضیح السنن ص ۶۳۲ ج ۲)

نماز کسوف کی ایک رکعت میں زائد رکوع کی روایات مضطرب ہیں

سورج گہن کی جن حدیثوں میں ایک سے زائد رکوع کا ذکر کیا گیا ہے وہ مضطرب ہیں، ان میں ایک رکعت میں دو سے پانچ رکوع تک کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک رکعت میں دو رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔ (صحیح مسلم: ۹۰۴۔ سنن ابوداؤد: ۱۱۷۹۔ سنن نسائی: ۱۴۷۴)

(۲)......اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک رکعت میں دو رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۰۴۶۔ صحیح مسلم: ۹۰۱۔ سنن ابوداؤد: ۱۱۸۰۔ سنن نسائی: ۱۴۶۸۔ سنن ابن ماجہ: ۱۲۶۳)

(۳)......اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک رکعت میں دو رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔ (سنن ابوداؤد: ۱۱۸۱۔ سنن نسائی: ۱۴۶۵)

(۴)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک رکعت میں تین رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔ (صحیح مسلم: ۹۰۲۔ سنن ابوداؤد: ۱۱۷۷۔ سنن نسائی: ۱۴۶۶)

(۵)......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی ایک رکعت میں تین رکوع کرنے کی

حدیث مروی ہے۔(صحیح مسلم:۹۰۴۔سنن ابوداؤد:۱۱۷۸)

(۶)......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک رکعت میں چار رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔(صحیح مسلم:۹۰۸۔سنن ترمذی:۵۶۰۔سنن ابوداؤد:۱۱۸۳۔سنن نسائی:۱۴۶۴اور۱۴۶۳)

(۷)......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک رکعت میں پانچ رکوع کرنے کی حدیث مروی ہے۔(سنن ابوداؤد:۱۱۸۲)

یہ تمام احادیث مضطرب ہیں، ان میں ایک رکعت میں:۲/۳/۴/اور۵/رکوع تک کی روایات ہیں، اور مضطرب احادیث سے استدلال نہیں کیا جاتا، اس لئے اصل اور معمول کے مطابق ایک رکعت میں ایک رکوع کی روایت پر عمل کیا جائے گا، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔(نعمۃ الباری ص۶۵۳ ج۲)

امام بخاری رحمہ اللہ بھی احناف کے ساتھ ہیں

امام بخاری رحمہ اللہ بھی اس مسئلہ میں حنفیہ کے ساتھ ہیں، یعنی ان کے نزدیک بھی نماز کسوف فجر کی نماز کی طرح پڑھی جائے گی، مگر یہ بات حضرت رحمہ اللہ نے کھل کرنہیں کہی، آپ رحمہ اللہ کے طرزِ عمل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔حضرت رحمہ اللہ پوری ''کتاب الکسوف'' میں دو رکوع والا باب لائے ہی نہیں، حالانکہ یہ اہم مسئلہ ہے۔اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ ائمۂ ثلاثہ کے ساتھ نہیں ہیں۔

رہا یہ سوال کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دو رکوع والی حدیث بار بار کیوں لائے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:امام بخاری رحمہ اللہ ''حدیث الماء من الماء'' اور اکسال والی روایت بھی بخاری میں لائے ہیں، درانحالیکہ وہ روایتیں منسوخ ہیں اور آپ کا وہ مذہب بھی نہیں، اور آپ نے معذرت بھی کی ہے کہ میں یہ روایت

اس لئے لایا ہوں کہ یہ مسئلہ صحابہ میں اختلافی رہ چکا ہے، پس امت کے سامنے یہ بات آنی چاہئے، امت اس سے بے خبر نہیں رہنی چاہئے (دیکھئے! کتاب الغسل کے آخری ابواب) اس نظریہ سے آپ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتیں لائے ہیں تاکہ امت باخبر رہے، مگر اس سے یہ سمجھنا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب دو رکوع کا تھا صحیح نہیں۔ (تحفۃ القاری ص ۱۷۳ ج ۳)

سورج گہن کی نماز میں قرأت سر کی احادیث

(۱)......قال سمرة رضی الله عنه: ....لا نسمع له صوتا'' الخ۔

(ابوداؤد، باب من قال اربع رکعات ،کتاب صلوة الاستسقاء ، رقم الحدیث:۱۱۸۴)

(۲)......عن ابن عبا س رضی الله عنهما قال: ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صلوة الکسوف حرفا۔

(طحاوی ص ۴۳۲ ج ۱، باب القراء ة فی صلوة الکسوف کیف هی ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۱۹۰۸)

دلیل عقلی

سری قرأت کے قائلین کی طرف سے دلیل عقلی یہ پیش کی جاتی ہے کہ سورج گہن کی نماز دن کی نماز ہے، اور دن کی نماز میں قرأت سری ہوتی ہے، لہذا اس نماز میں بھی قرأت سری ہونی چاہئے۔ جن روایات میں قرأت کا اندازہ لگایا گیا ہے مثلاً آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی مقدار یا سورۂ ال عمران کی مقدار قرأت کی، ان احادیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ قرأت جہری ہوتی تو اندازہ کیوں لگایا گیا؟ معلوم ہوا اس نماز میں قرأت سری تھی۔

(۳)......فقام فحزرت قراء ته۔

(ابوداؤد، باب من قال اربع رکعات ،کتاب صلوۃ الاستسقاء ، رقم الحدیث: ۱۱۸۷)

(۴)......فقام قیاما طویلا بنحو من سورۃ البقرۃ ، الخ۔

(ابوداؤد، باب القراء ۃ فی صلوۃ الکسوف ، کتاب صلوۃ الاستسقاء ، رقم الحدیث: ۱۱۸۹)

سورج گہن کی نماز میں قرأت جہر کی احادیث

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : جهر النبی صلی الله علیه وسلم فی صلوۃ الکسوف بقراء ته۔(بخاری، باب الجهر بالقراء ۃ فی الکسوف ، رقم الحدیث: ۱۰۶۵)

(۲)......قال الزهری : فقلت ما صنع اخوک ذلک عبد الله بن الزبیر ، ما صلّی الا رکعتین مثل الصبح اذ صلی بالمدینة ، قال اجل ، انه اخطأ السنة۔

(بخاری، باب الجهر بالقراء ۃ فی الکسوف ، کتاب الکسوف ، رقم الحدیث: ۱۰۶۶)

تفصیل اوپر گذر چکی ہے،فجر کی نماز میں قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۳)...... انما هذه الایات یخوف الله عز وجل بها ، فاذا رأیتموها فصلّوا کَاَحْدَثِ صلاةٍ صلّیتُمُوها من المکتوبة۔

(ابوداؤد، باب من قال اربع رکعات ، کتاب صلوۃ الاستسقاء ، رقم الحدیث: ۱۱۸۵)

یہاں بھی نماز فجر مراد ہےاوراس میں جہری قرأت ہوتی ہے۔

(۴)......عن حنش رحمه الله : ان علیا رضی الله عنه جهر بالقراء ۃ فی کسوف الشمس۔

(طحاوی، باب القراء ۃ فی صلوۃ الکسوف کیف هی ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۹۱۵)

دلیل عقلی

ظہر اور عصر کی نمازیں دن کو روزانہ پڑھی جاتی ہیں اور ان میں قرأت جہری نہیں ہوتی، اور جمعہ کی نماز ایک خاص دن میں پڑھی جاتی ہے، اس میں قرأت زور سے ہے، پس فرائض کا یہی حکم ہے کہ ان میں سے جو روزانہ ادا کئے جاتے ہیں ان میں قرأت آہستہ ہوگی اور جو خاص دنوں میں پڑھے جائیں ان میں قرأت بلند آواز سے ہوگی' جیسے جمعہ۔ اسی طرح نوافل بھی جو روزانہ دن میں پڑھے جاتے ہیں ان میں قرأت آہستہ ہوگی اور جو خاص دنوں میں پڑھے جاتے ہیں جیسے عیدین کی نماز تو ان میں بلند آواز سے قرأت ہوگی۔

اس اصول میں تو کسی کا اختلاف نہیں، اور جن حضرات کے نزدیک استسقاء کی نماز مشروع ہے ان کے نزدیک اس کا بھی یہی حکم ہے کہ بلند آواز سے قرأت کی جائے، اور نبی کریم ﷺ کا قول مبارک ہے کہ نماز استسقاء میں قرأت جہری ہوگی۔ پس وہ بات جو ہم نے فرائض وسنن کے بارے میں ذکر کی ہے' ثابت ہوگئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کسوف بھی اسی طرح ہے، کیونکہ یہ ایک خاص وقت میں ادا کی جانے والی سنت نماز ہے، تو اب واجب ہوا کہ اس کی قرأت کا حکم وہی ہو جو خاص دنوں میں ادا کی جانے والی سنت نمازوں کا ہے، یعنی بلند آواز سے قرأت کی جائے، آہستہ نہیں، یہی قیاس کا تقاضا ہے۔

(طحاوی ص۲۳۳ ج۱، باب القراء ۃ فی صلوۃ الکسوف کیف ھی ، کتاب الصلوۃ)

....

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا﴾۔

ترجمہ:......اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کے لئے بھیجتے ہیں۔(سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۵۹)

چاند اور سورج کو گہن لگنا بھی اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

نوٹ:.....ماہرین فلکیات کا قول ہے کہ: سورج زمین سے تین لاکھ تیس ہزار (۳۳۰،۰۰۰) گنا وزنی ہے۔ اور زمین سے تیرہ لاکھ (۱،۳۰۰،۰۰۰) گنا بڑا ہے۔ (فلکیات جدیدہ ص ۱۳)

مرغوب العطر فی اثبات رکعتین بعد الوتر

اس رسالہ میں احادیث مبارکہ اور اکابر علماء دیوبند کے فتاوی اوران کے عمل سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت کا پڑھنا ثابت ہے، اوران کا انکار قطعا نامناسب ہے،''اجعلوا آخر صلوتکم '' سے جو اشکال ہورہا ہے اس کے جوابات تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعض ایسے اہل علم حضرات کی زبانی جن کے علم وتبحر پر راقم کو رشک آتا ہے، اوران کے بیانات وتفاسیر سے علم وایمان میں زیادتی ہوتی ہے' وتر کے بعد نوافل کی نفی پر اس قدر شدت اور ایسے سخت الفاظ سنے گئے کہ عقل حیران ہے کہ کیا اس طرح کی شدت ایسے اہل علم حضرات سے بھی ممکن ہے؟ جن نوافل کا ثبوت صحیح احادیث سے ہے، اور اکابر علماء دیوبند کا ان پر عمل بھی ہے اوران حضرات کے فتاوی ان کی کتابوں میں شائع شدہ ہیں۔ بارہا جب وتر کے بعد کی نماز پر نفی کے مضامین سنے تو خیال آیا کہ ایک مختصر سا رسالہ جس میں صرف احادیث اور اکابر علماء دیوبند کے فتاوی ہوں مرتب کر کے ان حضرات کی خدمت میں ارسال کروں، تاکہ اس پر غور کریں (کیونکہ وہ اہل حق ہیں) اور جن عوام وخواص نے ان سے متأثر ہوکر ان نوافل کا ترک کیا ہے، ان کی بھی غلط فہمی دور ہو سکے۔

رمضان المبارک کی فضیلت والی راتوں میں وتر کے بعد وہ حضرات ان نوافل سے ایک طرح محروم ہورہے ہیں جنہیں ایسے بیانات سننے سے پہلے چند رکعات پڑھنے کی توفیق ہوجایا کرتی تھی، اللہ کرے یہ چند صفحات اس مقصد میں کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوں۔

میں حیران ہوں محدثین کی ایک بھاری جماعت نے صرف اسی عنوان سے ابواب قائم کئے ہیں، کیا اگر وتر کے بعد نوافل پڑھنا کوئی جرم ہوتا تو یہ حضرات اس پر ابواب قائم فرماتے؟ اور ابواب قائم کرنے والے بھی کوئی عام آدمی نہیں بلکہ اساطین علم وجبال علم مثلاً:

(ا)......''باب اباحة الصلوة بين الوتر و بين ركعتي الفجر ''از: امام نسائی رحمہ اللہ۔

(۲)......''باب ما جاء فی الرکعتین بعدالوتر جالسا''از:امام ابن ماجہ رحمہ اللہ۔

(۳)......''باب التطوع بعد الوتر''از:امام طحاوی رحمہ اللہ۔(شرح معانی الآثار)

(۴)......''فی رکعتین بعد الوتر''از:امام دارقطنی رحمہ اللہ۔(سنن دارقطنی)

(۵)......''باب فی الرکعتین بعد الوتر''از:امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ۔(سنن بیہقی)

(۶)......''من قال یصلّی شفعا ولا یشفع وترہ''از:امام محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ۔(مصنف ابی شیبہ)

(۷)......''باب الرکعتین بعد الوتر''از:امام دارمی رحمہ اللہ۔(سنن دارمی)

(۸)......''باب الرکعتین بعد الوتر''از:علامہ شوق حسن نیموی رحمہ اللہ۔(آثار السنن)

(۹)......''باب الرخصة فی الصلاة بعد الوتر''از:امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ۔(صحیح ابن خزیمہ)

(۱۰)......''باب الرکعتین بعد الوتر''از:حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمہ اللہ۔(ادلّة الحنفية من الاحاديث النّبوية على المسائل الفقهية)

انشاء اللہ ناظرین محسوس کریں گے کہ وتر کے بعد نماز پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے اور اکابر امت کا اس پر عمل رہا ہے۔

حاشا وکلا اس رسالہ کا مقصد ہرگز کوئی ہٹ دھرمی وضد نہیں، ہاں جن حضرات نے فیصلہ ہی کرلیا ہے کہ اپنا رویہ اور نظریہ ہی صحیح ہے اور اس کے بالمقابل کسی کی بات سننی ہی نہیں تو ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض ہے۔

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

مرغوب احمد لاجپوری

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''بخاری'' سے

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : صلی النّبی صلی الله علیه وسلم العشاء ثم صلی ثمانی رکعات و رکعتین جالسا ، و رکعتین بین النداء ین ولم یکن یدعهما ابدا۔(بخاری، باب المداومة علی رکعتی الفجر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۹)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر آٹھ رکعتیں پڑھی (یہ تہجد ہے) اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں (یہ وتروں کے بعد کی نفلیں ہیں جو آپ ﷺ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، اور وتر کا ذکر یہاں نہیں) اور دو اذانوں کے درمیان (یعنی فجر کی اذان واقامت کے درمیان) دو رکعتیں پڑھی، اور آپ ﷺ نے ان کو کبھی نہیں چھوڑا۔(تحفۃ القاری ص۴۸۶ ج۳)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''و رکعتین جالسا'' یہ وتر کے بعد کی دو رکعتیں ہیں، آپ ﷺ نے یہ دو رکعتیں ہمیشہ بیٹھ کر ہی پڑھی ہیں۔(سراج القاری ص۴۱۰ ج۴)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

یہ ''رکعتین جالسا'' سے وتر کے بعد کی دو رکعتیں مراد ہیں، اور یہ حضور اقدس ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہیں۔ یہ حدیث صریح ہے اور اس کے ثبوت میں اور بھی حدیثیں ہیں، لہذا یہ کہنا کہ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت نہیں' غلط ہے۔

اور یہاں وتر کا ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ یہاں نفلی نماز کا ذکر کر رہے ہیں اور وتر واجب ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے، یعنی وتر کے بعد اور دو رکعتیں صلوۃ الفجر۔

لہذا جولوگ کہتے ہیں کہ: مابعد الوتر جو رکعتیں ہیں وہ حقیقت میں رکعتی الفجر تھیں، اس سے ان کی تردید ہوجاتی ہے، کیونکہ یہاں فجر کی رکعتوں کا الگ ذکر کیا ہے۔

(انعام الباری ص۳۲۳ ج۴)

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''مسلم'' سے

(۲)......عن ابی سلمة رضی الله عنها قال : سألت عائشة رضی الله عنها عن صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم ؟ فقالت : کان یصلی ثلاث عشرة رکعة ، یصلی ثمان رکعة ' ثم یوتر، ثم یصلی رکعتین وهو جالس، فاذا أراد ان یرکع قام فرکع ، ثم یصلی رکعتین بین النداء والاقامة ' من صلوة الصبح۔(مسلم، باب صلوة اللیل وعدد رکعات ' الخ ،کتاب صلوة المسافرین وقصرها ، رقم الحدیث:۱۷۳۸)

ترجمہ:......حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (نفلی) نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے، پہلے آٹھ رکعات پڑھتے' پھر وتر پڑھتے (تین رکعات) پھر دو رکعات پڑھتے اور یہ دو رکعتیں بیٹھ کر ادا کرتے، اوران میں جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوجاتے' کھڑے ہوکر رکوع فرماتے، پھر اذان واقامت فجر کے درمیان دو رکعات ادا کرتے تھے۔

اسی طرح کی متعدد احادیث ''طحاوی شریف'' میں بھی مروی ہیں۔

(طحاوی، باب الوتر رکعة من آخر اللیل ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۶۳۶/۱۶۳۷/۱۶۳۸)

(۳)...... عن سعد بن هشام رضی الله عنه قال : قلت: یا اُمّ المؤمنین ! انبئینی عن وتر رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقالت : کنّا نُعِدُّ له سواکه وطهوره ' فیبعثه

الـلـه مـا شـاء ان يبعثه من الليل ' فيتسوك ويتوضا ويصلى تسع ركعات ' لا يجلس فيهـا الا فـى الثـامـنة ، فيـذكـر الـلـه ويحمده ويدعوه ' ثم ينهض ولا يسلم ' ثم يقوم فيـصلى التاسعة ' ثم يقعد فيذكر الله ويحمده ويدعوه ' ثم يسلم يسمعنا ' ثم يصلى ركـعتيـن بـعـد ما يسلم وهو قاعد ، فتلك احدى عشرة ركعة ، يا بنى ! فلما اسنَّ : نبـى الـلـه صـلى الله عليه وسلم واخذه اللحم ' اوتر بسبع ' وصنع فى الركعتين مثل صنيعه الاول ، فتلك تسع ' يابنى!۔

(مسلم، باب جامع صلوة الليل ' ومن نام عنه أو مرض ، كتاب صلوة المسافرين وقصرها ، رقم الحديث:۷۴٦)

ترجمہ:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، رات میں اللہ تعالی جب چاہتا آپ کو اٹھا دیتا تھا، چنانچہ آپ ﷺ مسواک کرتے' وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ صرف آٹھویں رکعت اور تشہد میں اللہ کا ذکر اور حمد وثنا فرماتے اور دعا مانگتے، پھر اٹھ کر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر (تشہد میں) اللہ تعالی کے ذکر' حمد اور دعا میں مشغول ہو جاتے، پھر اتنی زور سے سلام پھیرتے کہ ہمیں بھی سنائی دیتا، پھر دو رکعات سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر پڑھتے، تو یہ کل گیارہ رکعات ہو جاتیں۔ اے میرے بیٹے! پھر جب نبی ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ ﷺ پُر گوشت ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے اور پھر دو رکعتیں ویسے ہی پڑھتے (بیٹھ کر) جیسے پہلے پڑھتے تھے، تو اے میرے بیٹے! یہ کل نو ہو جاتی تھیں۔

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''ترمذی'' سے

(۴)......عن ام سلمة رضی الله عنها :ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین ۔(سنن ترمذی، باب ماجاء لا وتران فی لیلة،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۸۱)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ وتر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ باب ہی اس مسئلہ کے لئے قائم فرمایا ہے کہ:ایک رات میں دو وتر نہیں ،اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کے مطلب میں اختلاف ہوا ہے۔صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے سونے سے پہلے وتر پڑھ لئے ، پھر اللہ کی توفیق سے تہجد کے لئے بیدار ہوا تو،اب ایک طرف حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ، اور یہ شخص وتر پڑھ چکا ہے،پس وہ کیا کرے؟

جواب:......حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے: یہ شخص تہجد شروع کرنے سے پہلے صرف ایک رکعت پڑھے اور نیت کرے کہ اس نے سونے سے پہلے جو وتر پڑھی ہے یہ رکعت اس کے ساتھ مل کر جفت ہوگئی ،اور جب وہ نماز جفت ہوگئی تو وتر باطل ہوگیا، پھر تہجد پڑھے اور آخر میں وتر پڑھے، پس اس حدیث پر بھی عمل ہوگیا کہ رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔غرض اس شخص پر تہجد کے شروع میں ایک رکعت پڑھ کر سابقہ وتر کو باطل کرنا لازم ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:ایک رات میں دو وتر نہیں۔

اور ائمۂ اربعہ فرماتے ہیں: حدیث کا مطلب یہ نہیں ،حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سونے سے پہلے وتر پڑھ چکا ہے پھر وہ اللہ تعالی کی توفیق سے بیدار ہو تو صرف تہجد پڑھے،وتر نہ پڑھے، کیونکہ ایک رات میں دو وتر نہیں۔اورحدیث: اجعل آخر صلا تک

وتـرا ‘‘میں امر استحبابی ہے،اور دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کے بعد بھی دو نفل بیٹھ کر پڑھے ہیں۔اسی باب میں مذکورہ حدیث لائے ہیں۔پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’وقال بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وغیرهم : اذا اوتر من اوّل اللیل ‘ ثم نام ‘ ثم قام من آخره : انه یصلی ما بدا له ، ولا ینقض وتره ، ویدع وتره علی ما کان ، وهو قول سفیان الثوری ‘ ومالک بن انس ‘ و احمد‘ وابن المبارک ، وهذا اصح ، لانه قد روی من غیر وجه ان النبی صلی الله علیه وسلم قد صلی بعد الوتر‘‘........عن ام سلمة : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین ، وقد روی نحو هذا عن ابی امامة ‘ وعائشة و غیر واحد عن النبی صلی الله علیه وسلم‘‘۔(ترمذی شریف، باب ما جاء لا وتران فی لیلة ،کتاب الصلاة)

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم (شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند)’’ترمذی شریف‘‘ کی شرح میں فرماتے ہیں:

وتروں کے بعد دو نفلوں کا امام مالک رحمہ اللہ انکار کرتے ہیں،اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نفلیں نہ میں پڑھتا ہوں اور نہ کسی کو روکتا ہوں،اور امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ سے اس سلسلہ میں کچھ مروی نہیں۔متأخرین احناف نے اور ہمارے اکابر نے ان نفلوں کا ثبوت تسلیم کیا ہے۔علامہ کشمیری قدس سرہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا یہ نفلیں بیٹھ کر پڑھنا اتفاقی نہیں بلکہ بالقصد تھا تا کہ وتر کا آخری نماز ہونا متأثر نہ ہو۔حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا: میں یہ نفلیں بیٹھ کر پڑھوں یا کھڑے ہوکر؟ کیونکہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے،حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا: بیشک بیٹھ کر

نماز پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے لیکن اگر کوئی اتباع رسول کی نیت سے بیٹھ کر پڑھے تو اس کو دو ثواب ملیں گے: نفلوں کا آدھا اور اتباع سنت کا علیحدہ، اور ہوسکتا ہے کہ نفل اور اتباع رسول کا ثواب مل کر کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے ثواب سے زیادہ ہو جائے۔

(تحفۃ الالمعی ص ۳۲۷ ج ۲)

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''نسائی'' سے

(۵)......ابو سلمة بن ابو عبد الرحمن رضی الله عنه: انه سأل عائشة رضی الله عنها عن صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم، من اللیل فقالت: کان یصلی ثلاث عشرة رکعة، تسع رکعات قائما یوتر فیها ورکعتین جالسا، فاذا اراد ان یرکع قام فرکع و سجد ویفعل ذلک بعد الوتر، فاذا سمع نداء الصبح فرکع رکعتین خفیفتین۔

(نسائی، باب اباحة الصلوة بین الوتر و بین رکعتی الفجر ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۷۵۷)

ترجمہ:......حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی نفلی) نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے، نو رکعات کھڑے ہو کر پڑھتے جن میں تین وتر کی بھی ہوتیں، پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے' کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ فرماتے اور یہ دو رکعت وتر کے بعد پڑھتے، پھر صبح کو فجر کی اذان سنتے تو کھڑے ہو کر دو ہلکی رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھتے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے باب ہی یہ قائم فرمایا ہے کہ: وتر اور سنت فجر کے درمیان نفل نماز کے جائز ہونے کا بیان۔

رکعتین بعد الوتر کو ناجائز یا بدعت کہنا کم علمی اور تنگ نظری کی دلیل ہے

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مدظلہم اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

سنا ہے کہ آج کل بعض لوگ رکعتین بعد الوتر کو ناجائز یا بدعت کہتے ہیں، یہ ان کی کم علمی اور تنگ نظری کی دلیل ہے، اگر وہ ماہر فی الفن ہوتے تو ایسی غیر معقول بات نہ کہتے، کیا وہ لوگ ایک محقق وسیع النظر امام نسائی رحمہ اللہ سے زیادہ عبور رکھتے ہیں ''چہ نسبت خاک را باعالم پاک''امام موصوف نے عنوان مذکور سے ان دو رکعتوں کا جواز ثابت کیا ہے، اگر ان کا پڑھنا بدعت یا درست نہ ہوتا جیسے بعض متشددین انکار کرتے ہیں تو پھر اس باب کے انعقاد کا مقصد کیا ہوگا؟۔(شرح النسائی ص۲۳۷ ج۳)

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''ابن ماجہ'' سے

(۶)......عن ام سلمة رضی الله عنها : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین خفیفتین وھو جالس۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الرکعتین بعدالوتر جالسا ، رقم الحدیث:۱۱۹۵)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ وتر کے بعد دو رکعات ہلکی بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی مستقل باب قائم کر کے اس نماز کو بیان فرمایا۔

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''دارقطنی'' سے

(۷)......عن ام سلمة : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی رکعتین خفیفتین بعد الوتر۔(دارقطنی ص۲۶ ج۲، فی رکعتین بعدالوتر ، رقم الحدیث:۱۶۶۶)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ وتر کے بعد دو رکعات ہلکی پڑھتے تھے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مستقل باب قائم فرمایا کہ: وتر کے بعد دو رکعت کا بیان۔

وتر کے بعد دو رکعت کا ثبوت ''طحاوی'' سے

(۸)......عن عائشة رضی الله عنها : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رکع رکعتین بعد الوتر ، قرء فیهما وهو جالس فلما اراد ان یرکع قام فرکع۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۹۶۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قرأت فرمائی اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، جب رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو کھڑے ہوئے اور رکوع فرمایا۔

آپ ﷺ کا وتر کے بعد والی رکعتوں میں سورۂ رحمٰن اور سورۂ واقعہ پڑھنا

(۹)......عن انس رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرء فی الرکعتین بعد الوترب (الرحمن ' والواقعة)۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۹۶۵)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد والی دو رکعتوں میں سورۂ رحمٰن اور سورۂ واقعہ پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ کا وتر کے بعد والی نماز میں سورۂ زلزال اور سورۂ کافرون پڑھنا

(۱۰)......عن ابی امامة رضی الله عنها: ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلیهما

بعد الوتر وهو جالس يقرأ فيهما " اذا زلزلت " و " قل يا ايها الكافرون "۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، رقم الحديث:١٩٦٦۔كنز العمال ، رقم الحديث:٢١٩١٧)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور دو رکعتوں میں " اذا زلزلت "اور" قل یایها الكافرون "پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ کا سفر میں وتر کے بعد نفل پڑھنے کا حکم فرمانا

(١١)......عن ثوبان (رضى الله عنه) مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : كنا مع : رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر ، فقال: هذا السفر جهد و ثقل ' فاذا اوتر احدكم فليركع ركعتين ' فان استيقظ والا كانتا له۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:١٩٦٧)

ترجمہ:......رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ سفر بڑا مشکل اور بوجھل ہے، پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھ لے تو (اس کے بعد) دو رکعتیں پڑھے اور جاگ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ یہی اس کے لئے کافی ہیں۔

تشریح :......اس حدیث میں صاف حکم ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھیں ، اور رات کو جاگے تو اور کچھ رکعتیں تہجد کی پڑھ لیں اور اگر سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے آنکھ نہ کھلے تو یہی تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔" دارمی "میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے:

عن ثوبان (رضى الله عنه) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : ان هذا السهر جُهد و ثقل ' فاذا اوتر احدكم فليركع ركعتين ' فان قام من الليل والا كانتا له ، رواه

الدارمی۔

(دارمی ص۴۵۲ ج۱، باب فی الرکعتین بعد الوتر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۵۹۴۔مشکوۃ، باب الوتر ، رقم الحدیث:۱۲۱۳)

ترجمہ:......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: بلا شبہ بیداری بہت مشکل اور دشوار کام ہے، لہذا جب تم میں سے جب کوئی وتر پڑھے تو اس کو چاہئے کہ وتر کی بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، پھر اگر وہ رات میں بیدار ہو کر تہجد پڑھتا ہے تو بہت بہتر، اور اگر نہیں بیدار ہوتا ہے تو یہ دو رکعتیں اس کے لئے کافی ہیں۔(الرفیق الفصیح ص۴۴۴ ج۸)

امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ نے ''صحیح ابن خزیمۃ'' میں اس حدیث پر باب قائم فرمایا ہے:

''باب ذکر الدلیل علی ان الصلاۃ بعد الوتر مباحۃ لجمیع من یرید الصلاۃ بعدہ ، وانّ الرکعتین اللتین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما بعد الوتر لم یکونا خاصّۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم دون أمتہ ، اذ النبی صلی اللہ علیہ و سلم قد أمرنا بالرکعتین بعد الوتر ، امر ندب وفضیلۃ ، لا امر ایجاب و فریضۃ''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا اور آپ ﷺ کا نکیر نہ فرمانا

(۱۲)......عن ابن المسیب (رحمہ اللہ) ان ابا بکر و عمر رضی اللہ عنھما تذاکرا الوتر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ :أما أنا فاصلی ثم انام علی وتر ' فاذا استیقظتُ صلیتُ شفعاً حتی الصباح ' فقال عمر رضی اللہ عنہ : لکنی انام علی شفع ' ثم اوتر من آخر السحر ، فقال رسول اللہ

صلی الله عليه وسلم : لابی بكر رضی الله عنه " حذر هذا " وقال لعمر رضی الله عنه : " قوی هذا "۔

(كنز العمال ، رقم الحديث:۲۱۹۳۲۔طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ، رقم الحديث:۱۹۷۳)

ترجمہ:......حضرت ابن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابوبکراور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے وتر کے بارے میں گفتگو کی ،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وتر پڑھ کر اسی طرح سو جاتا ہوں ، پھر جب بیدار ہوتا ہوں تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: شفع نماز (جفت رکعات) پر سو جاتا ہوں ، پھر سحری کے آخری وقت میں وتر پڑھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: یہ وقت کے فوت ہونے کا بہت خیال رکھنے والے ہیں،اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: یہ مضبوط ہیں۔

تشریح:......اس روایت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صراحت کے ساتھ یہ عرض کرنا کہ میں وتر کے بعد سو کر رات کو تہجد پڑھتا ہوں اور اس پر آپ ﷺ کا نکیر نہ فرمانا بلکہ تعریفی کلمات ارشاد فرمانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ وتر کے بعد نوافل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا

(۱۳)......عن يحی بن سعيد : عن ابی بكر : انه كان يوتر اول الليل وكان اذا قام يصلی صلی ركعتين ركعتين۔(كنز العمال ، رقم الحديث:۲۳۳۸۹)

ترجمہ:......حضرت یحیی بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لیتے تھے، پھر جب رات کو بیدار ہوتے تو دو دو رکعتیں (تہجد کی)

پڑھتے۔

تشریح:......''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی روایت کے آخر میں اتنا اضافہ ہے:''وکان سعید یفعله ''یعنی حضرت سعید رضی اللہ عنہ بھی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح وتر کے بعد رات کو بیدار ہوتے تو نماز پڑھا) کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۷۴ ج۴، من قال : یصلی شفعا ولا یشفع وتره ، رقم الحدیث:٦٨٠٠)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا تراویح اور وتر کے بعد تہجد پڑھنا

(۱۴)......عن قیس بن طلق رحمه الله قال : زارنا طلق بن علی رضی الله عنه فی یوم من رمضان وامسی عندنا وافطر ، ثم قام بنا تلک اللیلة واوتر بنا، ثم انُحدر الی مسجده فصلی باصحابه ، حتی اذابقی الوتر قدّم رجلا فقال : اوترُ باصحابک ، فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : لا وتران فی لیلة۔

(ابوداؤد، باب : فی نقض الوتر، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۴۳۹۔نسائی، باب نهی النبی عن الوترین فی لیلة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:١٦٨٠)

ترجمہ:......حضرت قیس بن طلق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:(ہمارے والد)طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے اور شام کو ہمارے ہاں ہی روزہ افطار کیا، آپ نے اس رات ہمیں نماز پڑھائی اور وتر بھی پڑھائے، پھر آپ اپنی مسجد میں چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی حتی کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک صاحب کو آگے کردیا اور فرمایا کہ:اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:ایک رات میں دودفعہ وتر پڑھنے جائز نہیں۔

(حدیث اور اہل حدیث ص٦٨١)

تشریح:......اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی وتر کے بعد نوافل پڑھتے تھے۔ظاہر ہے کہ آپ نے پہلی نماز جو وتر سے پہلے پڑھائی تھی وہ تراویح تھی۔ شارح ابوداؤد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:''ثم قام بنا ، ای صلی بنا التراویح''۔(بذل المجھود ص۱۳۷ج۶)

پھر مسجد میں جا کر جو نماز پڑھائی وہ تہجد کی نماز تھی۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ نے تہجد کی جماعت کرائی اور وہ بھی مسجد میں، اس سے نوافل کی جماعت کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔

اگر چہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس کی توجیہ یہ فرمائی ہے کہ اس حدیث سے دو مرتبہ تراویح پڑھنا معلوم ہوتا ہے،تو ممکن ہے کہ انہوں نے پہلے اپنے بیٹے حضرت قیس کے ساتھ کچھ رکعتیں تراویح کی مع وتر پڑھی ہوں ، پھر بقیہ تراویح اپنے اصحاب کے ساتھ اپنی مسجد میں ادا کی ہوں۔

راقم عرض کرتا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ کا مسجد میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا کر وتر کا حکم فرمانا بھی دلیل بن سکتی ہے کہ انہوں نے ساتھیوں کو تراویح پڑھائی ہوگی، ورنہ تو وتر کا حکم نہ فرماتے۔

(اور) حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے یہی معنی مراد لئے ہیں کہ پہلے تراویح پڑھی پھر وتر پڑھی پھر اپنی مسجد میں تہجد پڑھائی، اور اس کے بعد وتر نہیں پڑھی اس لئے کہ انہوں نے تراویح کے ساتھ وتر پڑھ لی تھی۔(حاشیہ:بذل المجھود ص۱۳۹ج۶)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ طلق بن علی (رضی اللہ عنہ) نے اول لوگوں کے ساتھ

موافق فعل رسول اللہ ﷺ کے اول وقت میں تراویح ادا کی، اور وتر بھی ساتھ پڑھے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، اور بعد اس کے اپنی مسجد میں جا کر آخر وقت میں تہجد ادا کی اور اس کے ساتھ وتر نہیں پڑھے، اور مقتدیوں کو حکم کیا کہ تم اپنے وتر پڑھ لو، اور چونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، لہذا وہ مقتدی تہجد گزار کے ساتھ وتر پڑھنا چاہتے تھے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ ص۳۱۳)

بظاہر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی رائے زیادہ قوی ہے، اس لئے کہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ سے یہ بعید ہے کہ انہوں نے آدھی تراویح اور وتر پڑھا کر بقیہ تراویح اپنی مسجد میں آ کر پڑھی، اس لئے کہ تراویح کے ساتھ وتر پڑھنا امت کا معمول ہے، بظاہر عجیب سا لگتا ہے کہ کچھ رکعتیں پڑھا کر وتر پڑھا دیں اور پھر بقیہ تراویح پڑھائیں۔

حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ پیشگی وتر پڑھنے کا کوئی سوال نہیں ہوتا، طلق بن علی (رضی اللہ عنہ) افطار کے وقت اپنے بیٹے قیس بن طلق کے یہاں موجود تھے تو ظاہر ہے کہ تراویح میں ابتدا ہی سے شامل ہوں گے۔ (الیواقت الغالیہ ص۴۸۳ ج۲)

گویا حضرت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے دوسری نماز تہجد کی پڑھائی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹا والد سے علیحدہ رہ سکتا ہے۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ والد بیٹے اور بہو کے گھر خبر گیری کے لئے جائے اور ان کے ہاں کھانا کھائے اور افطار کرے۔

حضرت طلق رضی اللہ عنہ نے ممکن ہے کہ بیٹے کے گھر پر ہی تراویح اور وتر پڑھائی، اور

یہ بھی ممکن ہے کہ بیٹے کے محلّہ کی مسجد میں پڑھائی ہو،مگر حدیث کے الفاظ:’’ثم انحدر الی مسجدہ ‘‘ سے ظاہر یہ لگتا ہے کہ بیٹے کے گھر پر ہی پڑھائی ،ورنہ جیسے دوسری نماز کے لئے مسجد کا لفظ استعمال کیا ویسے ہی شروع میں بھی مسجد کا لفظ استعمال کیا جاتا،واللہ تعالی اعلم

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا

(١٥)......عن عمار بن یاسر رضی الله عنه: وسأله رجل عن الوتر فقال : أما أنا فاوتر ثم انام ، فان قمتُ صليتُ ركعتين۔

(طحاوی، باب التطوع بعد الوتر ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:١٩٧٦)

ترجمہ:......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے وتر کے بارے میں سوال کیا،تو فرمایا کہ: میں وتر پڑھ کر سوجاتا ہوں اگر بیدار ہوگیا تو دودو رکعتیں پڑھتا ہوں۔

(١٦)......عن عمار رضی الله عنه قال : أما أنا فاوتر، فاذا قمتُ صليتُ مثنى مثنى ، و تركت وترى الاوّل كما هو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص١٧٤ ج٤، من قال : یصلی شفعا ولا یشفع وترہ ، رقم الحدیث:٦٧٩٨)

ترجمہ:......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بہر حال میں جب وتر (پڑھ کر سوجاتا ہوں) پھر جب بیدار ہوجاتا ہوں تو دودو رکعتیں پڑھتا ہوں،اور وتر کو پہلے حال پر چھوڑ دیتا ہوں،(یعنی وتر کو آخری نماز نہیں بناتا)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا

(١٧)......اخبرنا مالک اخبرنا زید بن اسلم عن ابی مرة انه سأل ابا هريرة رضی الله عنه كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر ، قال : فسكت ، ثم ساله فسكت ثم ساله ، فقال:ان شئتَ اخبرتُک کیف اصنعُ انا ، قال : اخبرنی ، قال : اذا

صـليـتُ الـعشـاء صليتُ بعدها خمس ركعات ، ثم انام ، فان قمت من الليل صليت مثنى مثنى، فان اصبحت اصبحت على وتر،

قال محمد : وبقول ابى هريرة رضى الله عنه ناخذ ، لا نرى ان يشفع الى الوتر بـعـد الـفـراغ من صلوة الوتر ، ولكنه يصلى بعد وتره ما أحب ولا ينقض وتره ، وهو قول ابى حنيفة رحمه الله ـ (المؤطا للامام محمد ، باب الوتر ، رقم الحديث:۲۵۰)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابومرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: رسول اللہ ﷺ کے وتر کی کیا کیفیت تھی؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے ، پھر دریافت کیا پھر خاموش رہے ، پھر سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اپنی کیفیت بیان کرتا ہوں ،حضرت ابومرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں مجھے بتائیے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں عشاء کی نماز ادا کر لیتا ہوں تو اس کے بعد پانچ رکعتیں پڑھتا ہوں ، پھر سو جاتا ہوں ، پس اگر رات کے وقت بیدار ہو جاؤں تو دو دو رکعتیں نماز کی ادا کرتا ہوں اور اگر صبح ہو جائے تو (یعنی نہ جاگوں تو) وتروں پر صبح کرتا ہوں ۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول پر ہمارا عمل ہے ، ہم یہ درست نہیں سمجھتے کہ وتر سے فارغ ہونے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر دو رکعت کر لی جائیں ، البتہ نماز وتر کی ادائیگی کے بعد جس قدر چاہے نوافل ادا کرے ، لیکن وتروں میں کمی نہ کرے ، یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ۔ (مؤطا امام محمد مترجم ص ۱۲۷)

نوٹ:......مؤطا امام محمد کے مترجم مدظلہ نے حدیث کے آخری جملہ کا جو ترجمہ کیا ہے بظاہر

اس میں تسامح ہے۔ان کا ترجمہ اس طرح ہے:''پس اگر رات کے وقت بیدار ہو جاؤں تو دو دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور اگر صبح ہو جائے تو صبح ہوتے ہی وتر ادا کر لیتا ہوں''۔

اس صورت میں تو دو وتر ہو جائیں گے اور وہ ممنوع ہے،اس لئے صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔بعد میں ''طحاوی شریف'' کا ترجمہ دیکھا تو اس میں وہی ترجمہ ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔(دیکھئے!طحاوی شریف مترجم،ص۲۸۸ج۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ:وتر کے بعد نفل پڑھنا ہو تو پڑھ لے

(۱۸)......عن علی قال : الوتر ثلا ثة انوا ع : فمن شاء اوتر اول اللیل ، ثم ان صلی صلی رکعتین حتی یصبح ، ومن شاء اوتر ثم ان صلی صلی رکعة شفعا لوتره ، ثم صلی رکعتین ، ثم اوتر ، ومن شاء لم یوتر حتی یکون آخر صلا ته۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: وتر تین طرح پڑھے جا سکتے ہیں: (ایک یہ کہ جو) شروع رات میں وتر پڑھنا چاہے' پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنی ہو تو دو رکعت پڑھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔دوسرا یہ کہ:(جو شروع رات میں) وتر پڑھے' (پھر رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا چاہے تو) ایک رکعت ملا کر اپنے وتر کو شفعہ (یعنی چار) بنا لیں، پھر دو رکعت پڑھ کر وتر پڑھے،(اس لئے کہ پہلے وتر کو ایک رکعت ملا کر چار کر دیا اور چار وتر نہیں، اس لئے وتر دوبارہ پڑھے)(تیسرا یہ کہ) جو چاہے شروع میں وتر نہ پڑھے اور آخری نماز وتر کو بنا لے۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۱۸۹۲)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا وتر کے بعد نماز کی اجازت دینا

(۱۹)......عن سعید بن جبیر : ان رجلا سأله عن الرّجل یوتر ثم یصلّی؟ فقال ینام ثم یصلّی۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ: ایک آدمی نے ان سے پوچھا: کہ کیا کوئی شخص وتر پڑھنے کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں (وتر پڑھ کر) سو جائے پھر (جب تہجد کے لئے بیدار ہوتو) نماز پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۲۶ ج ۴، فی الرجل یوتر' ثم یصلّی کما ھو علی اثر وترہ، رقم الحدیث:۶۹۹۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ وتر کے بعد نماز پڑھتے تھے

(۲۰)......عن العلاء ابن بدر : ان سعداً کان یوتر ثم یصلّی۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۲۶ ج ۴، فی الرجل یوتر ' ثم یصلّی کما ھو علی اثر وترہ، رقم الحدیث:۷۰۰۱)

ترجمہ:......حضرت علاء رحمہ اللہ سے مروی کہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ وتر کے بعد نماز پڑھتے تھے۔

(۲۱)......عن سعد قال : امّا أنا فاذا اوترتُ ثم قمتُ صلیتُ رکعتین رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۱ ج ۴، من قال : یصلّی شفعا و لا یشفع وترہ، رقم الحدیث:۶۷۹۷)

ترجمہ:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں جب وتر پڑھ لیتا ہوں (پھر سوکر) اٹھ جاؤں تو دو دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وتر کے بعد نماز پڑھتے تھے

(۲۲)......عن أبی العالیۃ البرّاء ' عن ابن عباس قال : رأیتہ یسجد بعد وترہ سجدتین۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۶۹ ج ۴، فی الصلاۃ بعد الوتر، رقم الحدیث:۶۷۸۴)

ترجمہ:......حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے مروی کہ: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ وتر کے بعد دو سجدے (کرتے تھے یعنی دو رکعت) پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وتر کے بعد تہجد کی اجازت دینا

(۲۳)......عن عطاء ' عن ابن عباس قال : من اوتر اوّل اللیل ثم قام ، فلیصلّ رکعتین رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۴ ج۴، من قال: یصلّی شفعا ولا یشفع وترہ ، رقم الحدیث:۶۸۰۲)

(۲۴)......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اگر وتر شروع رات میں پڑھ لی تو وتر نہ پڑھے، ہاں دو دو رکعت پڑھتا رہے، یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

اسی قسم کی روایت حضرت شعبی اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ کے بارے میں آئی ہیں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا

(۲۵)......رافع بن خدیج قال : اما انا فأُوتر' فاذا قمت صلیت مثنی مثنی، وترکت وتری۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۷۴ ج۴، من قال : یصلّی شفعا ولا یشفع وترہ ، رقم الحدیث:۶۸۰۱)

(۲۶)......حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بہرحال جب میں وتر پڑھ لیتا ہوں اور پھر رات میں بیدار ہوتا ہوں تو دو رکعت پڑھتا ہوں، اور وتر کو اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہوں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر پورا باب قائم فرمادیا ہے: ''باب التطوع بعد الوتر ''اور اس باب میں دونوں فریقوں کے دلائل اور دوسرے فریق کے دلائل کی ترجیح اور ان حضرات کا جواب جو بعد الوتر سے سنت فجر مراد لے رہے ہیں، سب تفصیل سے دیا ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس باب سے بھی ان دو رکعتوں کا پڑھنا زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے

(۲۷)......عن ابراهيم........ كانوا يستاكون بعد الوتر قبل الركعتين۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات صحابہ (رضی اللہ عنہم) وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۲، فی ایّ ساعة يستحب السواک ؟ رقم الحديث:۱۸۲۵)

تشریح:......معلوم ہوا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے

(۲۸)......كان ابو عبيدة يستاک بعد الوتر قبل الركعتين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۲، فی ایّ ساعة يستحب السواک ؟ رقم الحديث:۱۸۲۴)

ترجمہ:......حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ وتر کے بعد دو رکعت سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ: آدمی وتر کے بعد نماز پڑھ لے

(۲۹)......عن الحسن ' قال : اذا أوتر ثم قام وعليه ليل ؟ قال : يصلى شفعا شفعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۴ ج۴، من قال : يصلّى شفعا ولا يشفع وتره ، رقم الحديث:۶۸۱۱)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب آدمی وتر پڑھ لے (اور سو جائے پھر بیدار ہوجائے اور ابھی) رات باقی ہو تو (کیا کرے؟) فرمایا: دو دو رکعتیں پڑھ لیں۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ: وتر کے بعد صبح تک نماز پڑھ سکتا ہے

(۳۰)......عن علقمة قال : اذا أوتر الرّجل من اوّل الليل ، ثم بدا له ان يصلّى من آخر الليل : فليصلّ ركعتين ركعتين حتى يصبح۔

ترجمہ:......حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب آدمی شروع رات میں وتر پڑھ لے، پھر آخری رات میں نماز پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں پڑھ لیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۴ ج۴، من قال : يصلّى شفعا ولا يشفع وتره ، رقم الحديث:۶۸۱۲)

وتر کے بعد نفل پڑھنے کے بارے میں چند اکابر کی آراء

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد رات میں نماز پڑھے تو پڑھ سکتا ہے، وتر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، آپ ﷺ نے وتر کے بعد دو رکعت اس لئے پڑھی تا کہ معلوم ہو جائے کہ وتر کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے۔ (شرح مہذب ص۱۶ ج۴۔ شمائل کبری ص۳۴۷ ج۸)

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میرا خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہمیشہ بیٹھ کر پڑھنا یہ قصد و اختیار سے تھا، لہذا اس میں بیٹھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔ (انعام الباری ص۳۲۳ ج۴)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس نے شروع رات میں وتر پڑھ لی پھر تہجد کے وقت اٹھا تو تہجد پڑھ سکتا ہے، اب دو بارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں، یہی مسلک امام اعظم ابوحنیفہ، امام ثوری، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد، ابوثور، ابن المبارک، ابراہیم نخعی (رحمہم اللہ) اور حضرات صحابہ میں حضرت صدیق اکبر، حضرت عمار، حضرت سعد بن وقاص، حضرت ابن عباس، حضرت

ابو ہریرہ، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) اور تابعین میں حضرت علمقہ، حضرت طاؤس اور ابو مجلز (رحمہم اللہ) کا ہے۔ ''شرح مہذب'' میں امام نووی اور قاضی عیاض (رحمہم اللہ) نے اکثر علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔ (معارف السنن ص ۲۵۵ ج ۴۔ شمائل کبری ص ۳۷۰ ج ۸)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ (معارف الحدیث ص ۳۳۵ ج ۳)

حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ایک جماعت جن میں حضرت ابوبکر صدیق (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ طحاوی شریف ص ۱۶۸ ج ۱) سعد بن ابی وقاص (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۴ ج ۱) عمار بن یاسر (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۴ ج ۲۔ طحاوی شریف ص ۱۶۸ ج ۱) ابو ہریرہ (طحاوی ص ۱۶۹ ج ۱) ابن عباس (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ مصنف عبدالرزاق ص ۳۰/۳۱ ج ۳۔ طحاوی شریف ص ۱۶۸ ج ۱) عائذ بن عمرو (بخاری شریف ص ۶۰۰ ج ۲۔ ابن ابی شیبہ ص ۲۸۴ ج ۲) رافع بن خدیج (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ طحاوی شریف ص ۱۶۸ ج ۱) حضرت عائشہ (ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ مصنف عبد الرزاق ص ۳۱ ج ۳۔ طحاوی شریف ص ۱۶۹ ج ۱) اور فقہائے کرام میں (حضرات) علقمہ، طاؤس ابومجلز، ابراہیم نخعی، ابوحنیفہ، مالک، اوزاعی، شافعی، ابو یوسف، محمد، ابوثور (رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین) فرماتے ہیں کہ: اگر کسی شخص نے اول شب میں وتر پڑھ لی اور پھر آخر شب میں بیدار ہو گیا اور تطوع و نوافل پڑھنا چاہتا ہے تو بلا کسی شرط و قید کے پڑھ سکتا ہے۔

(الیواقیت الغالیہ ص ۲۳۹ ج ۲)

اکابر علماء دیو بند کے فتاوی

سوال:......اگر کسی شخص نے اس ملک کی عادت کے موافق تراویح اور وتر اول شب میں اور تہجد کی نماز آخر شب میں پڑھی تو سنت کے خلاف ہوگا یا نہیں؟

جواب:......جو شخص تراویح اور وتر اول شب میں پڑھ کے تہجد آخر شب میں پڑھے وہ مخالف سنت نہ کہا جائے گا۔(مجموعۃ الفتاوی ص ۴۲۹ ج ۱)

سوال:......بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں، اور نفل جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہے پڑھنا' جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب:......وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے، چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ البتہ وتر کے بعد یا کسی نماز کے بعد بلا وجہ تنہا سجدہ کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ ''درمختار'' میں ہے: '' لکنها تکره بعد الصلوة ''الخ ۔(الدر المختار علی هامش رد المحتار ، باب سجود التلاوة ،مطلب : فی سجدة الشکر ۔فتاوی دارالعلوم ص ۱۷۰ ج ۴ ،سوال نمبر: ۱۷۱۸)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے، ''ترمذی شریف'' میں روایت موجود ہے۔

(کفایت المفتی ص ۵۷۶ ج ۴ ،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے' 'ابوداؤد شریف'' میں یہ روایت ہے کہ: حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے'

موجود ہے۔(کفایت المفتی ص ۵۷۵ ج ۴، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے......پس وتر کے بعد ان دو نفلوں کا پڑھنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔(خیر الفتاوی ص ۴۷۷ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد کی دو رکعت نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے......البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ: اگر کوئی متبع سنت وتر کے بعد دو رکعت گاہے گاہے اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ آنحضرت ﷺ بیٹھ کر ادا فرماتے تھے، میں بھی اتباعاً بیٹھ کر پڑھوں، تو عجب نہیں کہ اس کو اس نیت کے مطابق پورا اجر وثواب ملے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۴ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے، جو پڑھے گا ثواب پائے گا، نہیں پڑھے گا تو گناہ نہیں، اس پر اعتراض نہ کیا جائے، ترغیب دینا درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ، ص ۲۲۲ ج ۷، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ: وتر کے بعد دو سے زائد نفل پڑھنا جائز ہے۔

(فتاوی محمودیہ، ص ۲۲۴ ج ۷، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ سے وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۳۵ ج ۲)

سوال:......وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: ...... وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، نیز اکابر کے مختلف فتاوی میں بھی مذکور ہے، البتہ کتب فقہیہ میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا، لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ ''اذا صح الحدیث فھو مذھبی'' لہذا اس کی بنا پر وتر کے بعد دو رکعت پڑھنے سے دائرۂ مذہب سے خارج نہیں ہوگا بلکہ عین مذہب پر عمل ہوگا، چونکہ احادیث موجود ہیں۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ص۳۸۴ ج۲)

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟

ہمارے اکابر نے یہ بحث فرمائی ہے کہ وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر، ثبوت میں تو کوئی کلام ہی نہیں، ورنہ تو اس بحث کی ضرورت ہی نہیں کہ یہ نوافل بیٹھ کر پڑھے جائیں یا کھڑے ہو کر، شروع ہی سے صاف حکم لکھ دیتے کہ: یہ نوافل ثابت ہی نہیں ہیں۔ اکابر کے چند فتاوی درج ہیں:

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر کھڑے ہو کر پڑھے گا تو پورا ثواب ہوگا، اور اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو آدھا ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض مرتبہ بیٹھ کر پڑھے ہیں، مگر آپ ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب پورا ہوتا تھا۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، ص ۳۰۵)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

امام صاحب رحمہ اللہ رکعتین بعد الوتر کو مستحب کہتے ہیں، مستدل حنفیہ کا بعض روایات ہیں جن کو ''ترمذی'' نے بھی ذکر کیا ہے۔ (تقاریر حضرت شیخ الہند ص ۸۶)

ان کو بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

چاہے ثواب نصف ہی ملے، لیکن آنحضرت ﷺ کی اتباع میں ہم تو بیٹھ کر ہی پڑھیں

گے۔ (نمازمسنون ص۶۵۳)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ہے کہ:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ بیٹھ کر یہ نوافل ادا فرماتے تھے۔کسی نے پوچھا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں تو آدھا ثواب ہے،تو ارشاد فرمایا کہ:حضور اقدس ﷺ ان کو بیٹھ کر ہی پڑھتے تھے،اس لئے بیٹھ کر پڑھنے میں اتباع زیادہ ہے گو ثواب آدھا ملے۔

(ملفوظات فقیہ الامت ص۲۶،قسط۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس حدیث سے بالتخصیص ان نوافل بعد الوتر میں قیام رسول اللہ ﷺ کا ثابت ہوا۔ رہا یہ کہ رکوع کے قبل جلوس فرماتے ،اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ قرأۃ طویل پڑھتے تھے اور آخر عمر میں ضعف بڑھ گیا تھا، یہ جلوس اس عارض کی وجہ سے تھا،اور جب قرب رکوع کا ہوتا تھا تو چونکہ وہ عارض مرتفع ہوجاتا تھا تو پھر کھڑے ہوجاتے تھے،اس سے معلوم ہوا کہ مقصود اصل میں قیام تھا۔ورنہ جو لوگ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل کہتے ہیں وہ اس قیام کے بھی قائل نہیں اور روایت مذکورہ کا اطلاق بھی اس کا مؤید ہے۔غرض عوام بلکہ خواص میں جو اس کے خلاف مشہور ہے اس کی کوئی دلیل نہیں،اور بعض رسائل اردو' فارسی میں جو لکھ دیا ہے وہ کسی معتبر جگہ سے نقل نہیں کیا گیا۔

سوال:...... بعد وتر نماز عشاء کے نفلوں کا حضرت نے ''بہشتی زیور'' میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے''اور ایک وعظ میں ارشاد ہے کہ:''بعض اکابر کا قول ہے چونکہ بعد وتر دو رکعت حضور ﷺ سے بیٹھ کر ہی پڑھنا منقول ہے،اور قواعد شرعیہ سے بیٹھ کر پڑھنے میں نصف ثواب کا استحقاق ہوتا ہے،مگر چونکہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر پڑھی ہیں

،اس لئے ہم کو بیٹھ کر پسند ہے'' خادم کے واسطے جس طرح ارشاد ہو تعمیل کرے؟

الجواب:...... یہ قول چونکہ مشعر اتباع تھا، اس لئے نقل کیا، چنانچہ اوپر کے مضمون کے ملانے سے یہ امر واضح ہے، لیکن یہ عمل موقوف اس پر ہے کہ یہ ثابت بھی ہو، حالانکہ حضور ﷺ سے کھڑے ہوکر پڑھنا بھی منقول ہے، اس لئے اب افضل یہی ہے۔ آپ کھڑے ہوکر پڑھیئے، یہاں تو صرف بعض اکابر کے اس قول کا مبنی بیان کیا تھا۔

(امداد الفتاویٰ ص ۳۰۵ ج ۱، باب النوافل، سوال نمبر: ۳۹۱/۳۹۰)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''(وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر) دونوں طرح درست ہے، مگر کھڑے ہوکر پڑھنے میں دو چند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے، اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے، لیکن آپ ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے، احادیث سے یہ ثابت ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۱۷۷ ج ۴، سوال نمبر: ۱۷۴۱)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب آدھا ہوتا ہے، یہ عموماً اور مطلقاً ہے اور آنحضرت ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، آپ ﷺ کو پورا ہی ثواب ملتا تھا۔ پس وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں موافق قاعدہ مذکورہ کے آدھا ثواب ہوگا۔ البتہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ: وتر کے بعد بیٹھ کر دو نوافل پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نوافل بعد الوتر میں بھی اگر بیٹھ کر پڑھے نصف ثواب فرماتے ہیں، اور یہی راجح معلوم

ہوتا ہے''۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۱٦٨ ج ۴،سوال نمبر:۱۷۱۵)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وتر کے بعد نفلیں کھڑے ہوکر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے، بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملے گا''۔(کفایت المفتی ص ۵۷۳ ج ۴،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ،کراچی)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے''۔

(کفایت المفتی ص ۵۷٦ ج ۴،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ،کراچی)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اگر کوئی شخص ان نفلوں کو بیٹھ کر پڑھے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے فعل کی مطابقت رہے،اور آدھے ثواب ہی کو پسند کرے،تو اسے اختیار ہے،اور جو کھڑے ہوکر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا''۔(کفایت المفتی ص ۵۷۷ ج ۴،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ،کراچی)

''خیر الفتاوی''(ص ۴۹۰ ج ۲)میں ہے:

مگر چونکہ مذکور نوافل آنحضرت ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے،لہذا اگر کوئی اتباع سنت کی نیت سے بیٹھ کر پڑھے تو امید ہے کہ اس نیت کی وجہ سے پورا ثواب مل جائے گا۔

(خیر الفتاوی ص ۴۹۰ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا ان دو رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے اور بعض روایات سے جیسے ''ابن ماجہ''میں منقول ہے کہ:ان دو رکعتوں کو بھی ابتداءً بیٹھ کر پڑھا اور جب طویل قرأت کے بعد رکوع کا وقت آیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور کھڑے ہوکر رکوع فرمایا۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وتر کے بعد کے نوافل میں بھی آپ ﷺ کا قیام ثابت ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود نماز میں قیام ہے اور آپ ﷺ بوجہ ضعف یا تھکان گاہ بگاہ نوافل بیٹھ کرادا فرماتے تھے،اور حضور ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ بیٹھ کر پڑھنے میں بھی آپ ﷺ کو پورا ثواب ملتا تھا،جیسا کہ ''مسلم'' کی روایت سے ظاہر ہے،اور ''بخاری'' کی روایت منقولہ بالا سے حضور ﷺ نے امت کے لئے ایک ضابطہ بیان فرمادیا کہ: کھڑے ہونے والے کی بہ نسبت بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ یہ قاعدہ فرض کے بارے میں نہیں،اور نہ مریض ومعذور کے حق میں ہے،اس لئے کہ فرض میں قیام کی قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر پڑھنا یا بیٹھنے کی قدرت ہوتے ہوئے لیٹ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں۔

عذر اور مرض کی حالت میں جب کہ قیام کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھنے والے کو آدھا نہیں بلکہ پورا ثواب ملتا ہے،جس سے واضح ہوگیا کہ یہ ضابطہ قدرت رکھتے ہوئے نوافل کے بارے میں جاری ہوسکتا ہے،اس واسطے تمام فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھنا باوجود قدرت قیام کے بلا کراہت و بلا انکار جائز ہے،اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے،یہ حضور ﷺ کے فرمان سے ثابت ہوگیا،لہذا وتر کے بعد کے نوافل کو بھی کھڑے ہوکر ہی پڑھنا باعث افضلیت وموجب ازدیاد اجر وثواب ہے،اور بعض محققین مثل علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ: ان دونوافل کو بھی کھڑے ہوکر ادا کرنا سنت ہے اور بیٹھنا حضور ﷺ کا بسبب عذر کے تھا۔

وقال النووی :'' ان السّنة ادائها قياما فان الجلوس كان لعذر ''

(العر ف الشذی علی جامع الترمذی ص۲۱۹)

بہرحال قواعد کلیہ کی بنا پر کھڑے ہوکر پڑھنا افضل وزیادہ ثواب ہے، لیکن اگر کوئی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ ان نوافل کو حضور ﷺ نے بیٹھ کر پڑھا ہے، اوراس لئے سنت کے اتباع کی نیت سے میں بھی بیٹھ کر پڑھنے کو محبوب سمجھتا ہوں تو اسے نفل کے آدھے ثواب کے ساتھ یقیناً اتباع سنت کا ثواب مزید ضرور ملے گا۔ (مرغوب الفتاوی ص۴۵۵ ج۲)

نماز وتر کا نماز تراویح سے پہلے پڑھنے کا حکم

فقہاء نے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ: کوئی آدمی وتر کی نماز تراویح سے پہلے پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟ تو جواز میں کوئی شک نہیں ہاں افضل یہ ہے کہ تراویح کی نماز وتر سے پہلے پڑھی جائے۔ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ نوافل کا وتر کے بعد پڑھنا بغیر کسی شک کے جائز ہے۔

’’ویصح تقدیم الوتر علی التراویح وتأخیرہ عنھا وھو افضل‘‘۔

(مراقی الفلاح ص۱۵۹، فصل فی صلوۃ التراویح ، مکۃ المکرمۃ)

’’ووقتھا بعد صلوۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر و بعدہ فی الاصح‘‘۔

(درمختار ص۴۹۳ ج۲، مبحث صلوۃ التراویح ، باب الوتر والنوافل)

’بہشتی گوہر‘ کے ایک مسئلہ کے متعلق تقدیم وتر علی التراویح پر شبہ کا جواب

یہاں پر ایک شبہ کا جواب بھی مناسب ہے:

سوال:...... ’’بہشتی گوہر‘‘ ص ۳۹ ر میں تراویح کا بیان مطالعہ کررہا تھا، وقت تراویح کے متعلق یہ عبارت دیکھی گئی کہ وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے، اگر چہ پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ (مراقی الفلاح ص۲۴۰)

اس سے مجھے شبہ پیدا ہوا، اس لئے کہ میرے علم میں اس کے برعکس ہے، یعنی وتر کا پہلے تراویح سے پڑھنا بہتر ہے، اگر بعد کو پڑھے تب بھی درست ہے، لیکن چونکہ حوالہ

موجود تھا، خیال ہوا کہ میری معلومات غلط ہوں، دفع شبہ کے لئے ''مراقی الفلاح'' نکالی گئی اس میں یہ عبارت ملی:

'' (وقتها) ما (بعد الصلوة العشاء) على الصحيح الى طلوع الفجر (و) لتبعيتها للعشاء (يصح تقديم الوتر على التراويح وتاخيره عنها) وهو افضل ''الخ۔

پھر حاشیہ طحطاوی میں لکھتے ہیں:

'' (وقوله يصح تقديم الوتر على التراويح ، الخ) وقيل وقتها بعد العشاء وقبل الوتر ، وبه قال عامة المشائخ بخارى''۔

اس سے میری معلومات کی تائید ہوتی ہے، تاہم چونکہ میں ایک ادنی طالب علم ہوں کہ ارجاع ضمیر میں غلطی ہو، بنابریں آپ سے درخواست ہے کہ ''مراقی الفلاح'' کی عبارت کا وہی مطلب ہے جو'' بہشتی گوہر'' میں مندرج ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو معلوم کروں گا کہ یہ کاتب ہی کی غلطی ہے، صحیح کرلیا جائے گا' انشاءاللہ، اوراگر'' بہشتی گوہر'' کی عبارت کی تائید کرتا ہوتو میں اپنے کو اس شبہ سے بچالوں گا۔

الجواب:...... ''بہشتی گوہر'' کا مسئلہ درست ہے''مراقی الفلاح'' میں'' وهو افضل'' کا مرجع'' تاخيره عنها '' ہے اور''طحطاوی'' میں قول مشائخ بخاری بعد العشاء وقبل الوتر کو قیل سے تعبیر کرنا خود اس کے ضعف کی علامت ہے، فافہم۔ (امداد الاحکام ص ٦٣٤، ج١)

آخری نماز رات کی وتر کو بناؤ

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب قائم کیا ہے: ’’باب :لیجعلُ آخر صلوته وترا ‘‘ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث لائے ہیں: ’’اجعلوا آخر صلوتكم بالليل وترا ‘‘ کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تمہاری آخری نماز رات کی وتر کو بناؤ‘‘۔(بخاری، باب : ليجعلُ آخر صلوته وترا ، رقم الحديث:۹۹۸)

اس حدیث کی وجہ سے بعض حضرات کو مغالطہ ہو گیا کہ وتر کے بعد کوئی نفل جائز نہیں۔ حالانکہ یہ امر استحبابی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے ہیں۔

حدیث’’اجعلوا آخر صلوتكم ‘‘الخ سے اشکال اور اس کے جوابات

اشکال:......’’اجعلوا آخر صلوتكم بالليل وترا ‘‘ کی حدیث کے ساتھ رکعتین بعد الوتر والی روایت کا تعارض ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب:......علماء نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں:

(۱)......’’اجعلوا آخر صلوتكم بالليل وترا ‘‘ کا حکم استحباب پر مبنی ہے اور رکعتان بعد الوتر جواز کے لئے ہے۔

(۲)......یہ دو رکعتیں وتر کی تکمیل کے لئے ہیں۔

(۳)......رات کی آخری نماز وتر کو رکھو، مغرب اور عشاء پہلے ہو اور وتر بعد میں۔

(۴)......رات کو آخری نماز جو عشاء مع الوتر ہیں اس کا مجموعہ وتر یعنی طاق بناؤ، مطلب یہ کہ وتر کو مت چھوڑو یہ بھی لازم ہے، اور وتراً نکرہ سے اس توجیہ کی تائید ہوئی، کیونکہ صلوۃ وتر کے لئے معرفہ الوتر کا لفظ احادیث میں مستعمل ہے۔(فتاوی دار العلوم زکریا ص۳۸۶ ج۲)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۵)......صلوۃ سے مراد صلوۃ واجب ہے، یعنی صلوہ فرض وواجب میں سب سے اخیر وتر کو کرو، اب نوافل کا اس کے بعد رہنا منافی اخرویت نہیں۔ (تقاریر حضرت شیخ الہندص ۸۶)

(۶)......جو نماز تم کھڑے ہوکر پڑھتے ہووہ وتر ہونی چاہئے۔ (نماز مسنون ص ۶۵۴)

(۷)...... وتر کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنا اس حدیث کے خلاف نہیں ہوگا، کیونکہ یہ دو رکعتیں دراصل وتر ہی کے تابع ہیں، ان کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے۔

(معارف الحدیث ص ۳۳۶ ج ۳)

(۸)......یا اس حدیث سے آپ ﷺ نے وتر کا وقت بیان فرمایا ہے کہ اس کا وقت پانچوں نمازوں کے آخر میں ہے، لہذا اس کو عشاء کے بعد ہی پڑھنا چاہئے، اگر کوئی پہلے پڑھ لے گا تو نماز باطل ہوجائے گی۔

(۹)......یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: وتر کو اپنے فرض نماز کے آخر میں پڑھو، عشاء اور وتر کے درمیان ترتیب کو ملحوظ رکھو، جیسا کہ فرائض کے درمیان ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، ظہر فجر کے بعد ہوگی، عصر ظہر کے بعد ہوگی، اسی طرح عشاء اور وتر میں ترتیب ضروری ہے، لہذا وتر کی نماز عشاء پر کسی طرح مقدم نہیں ہوسکتی، نہ ادا نہ قضا۔

مستحب اور بیان جواز میں دقیق فرق

واضح ہو کہ مستحب اور بیان جواز کے لئے کسی کام کے کرنے میں دقیق فرق ہے، عامۃً لوگوں کے ذہنوں میں یہ فرق ملحوظ نہیں رہتا، کیونکہ مستحب اس کام کو کہتے ہیں جس کو حضور اقدس ﷺ نے ایک دو بار کیا ہو۔ اور بیان جواز کے لئے جو کام ہوتا ہے اس میں بھی یہی بات ہوتی ہے کہ آپ ﷺ سے ایک دو بار ہی وہ فعل ثابت ہوتا ہے، لیکن فرق ہے، مستحب کو جو ایک دو بار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ترک فرمایا ہو واجب ہونے کے اندیشہ سے، اور ساتھ ہی آپ نے اس عمل کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے، اور بیان جواز کے لئے جو کام ایک دو بار کر کے آپ ﷺ نے چھوڑ دیا تو ساتھ ہی آپ نے اس کام سے منع بھی فرما دیا ہے، اور اس کے کرنے کی ترغیب نہیں دی ہے۔

(الطیب الذکی ص:۶۸۲/۶۸۵ ج۱)

آپ ﷺ نے وتر کے بعد کی دو رکعتیں صرف بیان جواز کے لئے نہیں پڑھی، کیونکہ اس کی فضیلت بھی آئی ہے، جیسا کہ حدیث نمبر:۱۱/ پر گذرا کہ یہ نوافل تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے، ان کے ذریعہ اس کو تہجد کا بنیادی ثواب جو نماز تہجد کم سے کم دو رکعت پڑھنے پر ملتا' اس کو مل جائے گا، گویا ان رکعتوں کی فضیلت تہجد کے برابر ہے۔ (مرقاۃ ص۱۶۲ ج۲)

محراب کے احکام

محراب کا لغوی اور اصطلاحی معنی، محراب بنانے کا حکم، محراب میں امام کا کھڑا ہونا محراب میں نقش ونگار کرنا، قرآن کریم کو محراب میں رکھنا، مسجد کی محراب وغیرہ میں آیات لکھنے کا حکم، محراب میں امام کا نفل پڑھنا، قبلہ پر محراب کی دلالت، محراب بنانے میں انہدام مسجد کا خطرہ ہوتو کیا کرے؟ مسجد کے محراب میں طاق بنانا، محراب مسجد کو منتقل کرنا۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

محراب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

زجاج نے کہا ہے کہ: گھر کی سب سے بلند جگہ کو محراب کہتے ہیں۔اور مسجد کی سب سے بلند جگہ کو بھی محراب کہتے ہیں۔گھر کے بالا خانہ (گیلری اور بالکونی) کو بھی محراب کہتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے: نبی کریم ﷺ نے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کو طائف میں اپنی قوم کے پاس بھیجا، وہ ان کے پاس گئے اور اپنی محراب (بالکونی) میں داخل ہوئے اور فجر کے وقت اپنی قوم کو جھانک کر دیکھا، پھر نماز کے لئے اذان دی۔اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ محراب وہ بالا خانہ ہے جس پر سیڑھیوں سے چڑھ کر جاتے ہیں۔ابوعبیدہ نے کہا: محراب سے معزز جگہ مراد ہے۔مصباح میں ہے: محراب اشرف المجالس ہے، بادشاہ کی مخصوص جگہ کو بھی محراب کہتے ہیں۔اور مسجد کی محراب سے مراد ہے: مسجد کا صدر مقام اور اشرف موضع۔حدیث میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ محاریب کو مکروہ جانتے تھے، یعنی مجلس میں صدر مقام پر بیٹھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

(تاج العروس ص ۲۰۷ ج ۱۔تبیان القرآن ص ۲۵۷ ج ۷، بتصرف)

محراب: حرب سے ماخوذ ہے، حرب کے معنی جنگ کے ہیں، محراب کو محراب اس لئے کہتے ہیں کہ اس جگہ نماز پڑھتے وقت وہ شیطان (اور نفس) سے جنگ کرتا ہے، اور اپنے دل کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر رکھنے کے لئے اپنے نفس سے حرب کرتا ہے۔(حوالہ بالا)

محدث عظیم ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

قرآن مجید میں محراب سے مراد وہ ہیئت مخصوصہ ہے جس کو اب لوگ قبلہ کہتے ہیں، کیونکہ مساجد کی یہ محرابیں ان چیزوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کے بعد بنایا گیا ہے، اور اسی وجہ سے سلف کی ایک جماعت نے محراب بنانے کو مکروہ کہا ہے، اور اس میں

نماز پڑھنے کو بھی مکروہ کہا ہے۔قضاعی نے کہا: سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے محراب بنائی – وہ اس وقت ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے– جب انہوں نے مسجد نبوی کو منہدم کر کے دوبارہ تعمیر کی اور اس میں اضافہ کیا، اور مسجد میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ کو محراب کہتے ہیں، کیونکہ وہ مسجد میں اشرف المجالس ہے۔

(مرقات ص۲۲۴ ج ۲، ط: ملتان، باب المساجد و مواضع الصلوۃ ، الفصل الثالث ،کتاب الصلوۃ)

قرآن کریم میں چار مقامات پر محراب کا ذکر

قرآن کریم میں چار مقامات پر محراب کا ذکر آیا ہے:

(۱)......كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ۔(پ:۳/سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۳۷)

ترجمہ:......جب بھی (حضرت) زکریا (علیہ الصلوۃ والسلام) ان کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے۔

(۲)......وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىۡ فِى الۡمِحۡرَابِ۔(پ:۳/سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۳۹)

ترجمہ:......جب (حضرت) زکریا (علیہ الصلوۃ والسلام) عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(۳)......فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ۔(پ:۱۶/سورۂ مریم، آیت نمبر:۱۱)

ترجمہ:......چنانچہ وہ عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آئے۔

(۴)......وَ هَلۡ اَتٰىكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ۔

ترجمہ:......اور کیا تمہیں ان مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے۔(پ:۲۳/سورۂ ص، آیت نمبر:۲۱)

محراب میں امام کا کھڑا ہونا

مسئلہ:......امام کو اکیلا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر دونوں پاؤں محراب سے باہر ہوں اور سجدہ محراب میں کرے تو مکروہ نہیں، کیونکہ اندر اور باہر ہونے کی صورتوں میں قدم کا اعتبار ہوتا ہے، پس جب قدم محراب سے باہر میں ہوں تو وہ مقتدیوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔

مسئلہ:......اگر امام تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ:......اسی طرح اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو امام کا اکیلا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۷۳ ج ۲، ان چیزوں کا بیان جو نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں، نمبر: ۴۳)

یہاں کراہت سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ (کتاب المسائل ص ۳۵۵ ج ۱، مکروہات تنزیہیہ)

’’و (قيام الامام في المحراب ، لا سجوده فيه) و قدماه خارجه لان العبرة للقدم ، وفي الشامية : قلت : أى لان المحراب انما بنى علامة لمحل قيام الامام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة ، لا لان يقوم فى داخله ، فهو وان كان من بقاع المسجد لكن اشبه مكانا آخر فاورث الكراهة‘‘۔

(شامی ص ۴۱۴ ج ۲، مطلب : اذا تردّد الحكم بين سنة و بدعة كان ترك السّنة اولى ، باب ما يفسد وما يكره فيها ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

’’(و) يكره (قيام الامام) بجملته (فى المحراب) لا قيامه خارجه و سجوده فيه (الى قوله) واذا ضاق المكان فلا كراهة‘‘۔

(مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۳۶۱، فصل : فى المكروهات ،كتاب الصلوة)

معلوم ہوا کہ امام کا بلاضرورت محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ قدم بھی محراب میں داخل ہوجائیں مکروہ تنزیہی ہے۔لیکن یہ کہنا کہ امام محراب میں کھڑے ہوں تو نماز ہی نہیں ہوتی اور اس طرح نماز پڑھائی تو کسی مقتدی کی نماز نہیں ہوئی، صحیح نہیں۔حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں صاف تحریر فرمایا ہے کہ:

یہ کہنا غلط ہے کہ نماز درست نہ ہوگی۔

(فتاوی محمودیہ ص۵۰۶ ج۶،سوال نمبر۲۹۲۴،مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

کراہت کی علت

صاحب ہدایہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ولا بأس بان یکون مقام الامام فی المسجد و سجوده فی الطاق ، ویکره ان یقوم فی الطاق لانه یشبه صنیع اهل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان''۔

(ہدایہ ص ج۱۴۴ ج۱، باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها ، کتاب الصلوة)

امام کے قدم مسجد میں ہوں اور اس کا سجدہ محراب میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور محراب میں کھڑا ہونا اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت پائی جاتی ہے کہ ان کے ہاں امام کی ایک مخصوص جگہ ہوتی ہے۔

امام کے محراب میں کھڑے ہونے کی کراہیت کی علت یہ ہے کہ کنارے کے لوگوں پر امام کا حال مشتبہ رہتا ہے۔بعض حضرات نے اور وجوہات بھی لکھی ہیں۔

''وقیل اشتباه حاله علی من فی یمینه و یساره''۔

(شامی ص۴۱۴ ج۲، مطلب : اذا تردّد الحکم بین سنة و بدعة کان ترک السّنة اولی ، باب ما یفسد وما یکره فیها ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

’’و ذهب ابو جعفر الى ان فيه اشتباه الحال على من على يمينه و يساره ‘‘۔

(مجمع الانهر ص۱۸۷/۱۸۸ج۱، فصل : فى بيان ما يكره فيها ، باب ما يفسد الصلوة ، كتاب الصلوة ، ط : دار الكتب العلمية ، بيروت)

آثار

(۱)......عن على : انه كره الصلوة فى الطاق۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۰۷ج۳، باب الصلوة فى الطاق،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۷۲۷)

(۲)......عن عبد الله ' يعنى ابن مسعود رضى الله عنه : انه كره الصلوة فى المحراب ، وقال : انما كانت للكنائس، فلا تشبهوا باهل الكتاب ، يعنى انه كره الصلوة فى الطاق۔

(مجمع الزوائد ص۹۲ج۲، باب الصلوة فى المحراب وما جاء فيه ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۱۹۸۲)

(۲)......عن اسماعيل بن عبد الملك قال : رأيت أبا خالد الوالبى: لا يقوم فى الطاق ، يقوم قبل الطاق۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۰۹ج۳، باب الصلوة فى الطاق،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۷۳۷)

(۳)......محمد قال : أخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم : انه كان يومهم ، فيقوم عن يسار الطاق أو عن يمينه ، قال محمد : وأما نحن فلا نرى بأسا ان يقوم بحيال الطاق ما لم يدخل فيه ، اذا كان مقامه خارجا منه و سجوده فيه ، وهو قول حنيفة رحمه الله تعالى۔

(المختار شرح كتاب الآثار ص۹۵، باب الصلوة فى الطاق ، رقم الحديث:۱۰۳)

احناف پر محراب میں نماز کی کراہیت پر اعتراض اور اس کے جوابات

سورۂ آل عمران کی آیت نمبر: ۳۹ ر سے علامہ ابو الحیان اندلسی رحمہ اللہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ: محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس سے منع کرتے ہیں۔ احناف پر اعتراض کے جوابات یہ ہیں:

(۱)...... پہلا جواب یہ ہے کہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مطلقا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ نہیں کہتے، بلکہ جماعت سے نماز پڑھاتے وقت امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو مکروہ کہتے ہیں، کیونکہ عبادت میں امام کی مخصوص جگہ نصاری کی عبادت کے مشابہ ہے، اور وہ یہاں ثابت نہیں ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام اس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔

(۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ: یہاں صلوۃ بمعنی دعا کا بھی احتمال ہے۔

(۳)......تیسرا جواب یہ ہے کہ: یہاں محراب کا معنی ہے عبادت کا حجرہ، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس معروف محراب میں کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے جو مسجد کے وسط میں ایک مخصوص شکل سے بنائی جاتی ہے۔

(۴)...... چوتھا جواب یہ ہے کہ: یہ شریعت سابقہ ہے جو ہم پر حجت نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ: بکثرت احادیث میں نبی کریم ﷺ نے عبادات میں یہود و نصاری کی تشبیہ سے منع فرمایا ہے۔ (تبیان القرآن ص ۱۴۷ ج ۲، مع تصرف)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی رائے

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’وفیہ طریقان : کونہ یصیر ممتازا عنھم و کی لا یشتبہ علی من عن یمینہ و یسارہ حالہ ‘ حتی اذا کان بجنبئی الطاق عمودان وراء ھما فرجتان یطلع منھا اھل الجھتین علی حالہ لا یکرہ ، وانما ھذا بالعراق لان محاربیھم مجوفۃ مطوقۃ ، فمن اختار ھذہ الطریقۃ لا یکرہ عندہ اذا لم یکن کذلک ، ومن اختار الاولی یکرہ عندہ مطلقا ، ولا یخفی ان امتیاز الامام مقرر مطلوب فی الشرع فی حق المکان حتی کان المحراب ‘ و یکرہ ان یقوم فی الطاق ، الخ‘‘۔

(فتح القدیر ص۳۵۹ ج۱، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا ، کتاب الصلوۃ ، المکتبۃ الرشیدیہ)

محراب میں کھڑے ہونے کے دوطریقے ہیں: ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگوں سے ممتاز ہوتا کہ اس کے دائیں اور بائیں کے لوگوں پر اس کا حال مشتبہ نہ ہوحتی کہ محراب کے دونوں طرف دوستون ہوں اوران کے سامنے کشادہ جگہ ہواوراس کی دونوں طرف والے اس کے حال پر مطلع ہوں تو اس کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔اورمکروہ ہونا عراق میں ہوتا ہے جن کی محرابیں کھوکھلی اور طاق کے اندر ہوتی ہیں۔اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ جگہ کے اعتبار سے امام کا ممتاز ہونا شرع میں مطلوب ہے حتی کہ امام کا صفوں پر مقدم ہونا واجب ہے،اور یہاں امام کی مخصوص جگہ کومکروہ کہا ہےاوراس کی تائید میں کوئی اثر (حدیث) نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سے مساجد میں محاریب بنائی گئی ہیں،اوراگرمحاریب نہ بنائی گئی ہوں تب بھی سنت یہ ہے کہ امام کی محاذات میں صف کے وسط میں سب سے آگے کھڑاہواوریہی مطلوب ہے، کیونکہ محراب کی محاذات (سیدھ) کے بغیرامام کا کھڑاہونا مکروہ ہے،اورامام کے محراب میں کھڑے ہونے سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ اس سے ملتوں کے بعض احکام متفق ہوجائیں اوراس میں کوئی بدعت نہیں ہے۔علاوہ ازیں

اہل کتاب امام کے لئے خصوصیت کے ساتھ بلند چبوترہ بناتے ہیں اور جب امام محراب میں فرش پر کھڑا ہوگا تو اس میں اہل کتاب کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہے۔

نیز علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: تشبہ اس وقت ہے جب امام بلند جگہ پر کھڑا ہو، کیونکہ اہل کتاب امام کو چبوترے پر کھڑا کرتے ہیں، اس صورت میں امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ کراہیت کا مدار مشابہت پر ہے اور وہ امام کو نیچے (فرش پر) کھڑا نہیں کرتے، چبوترہ کی اتنی اونچائی جو کراہیت پر موقوف ہے وہ آدمی کے قد کے برابر ہے، اور مختار قول یہ ہے کہ وہ ایک ذراع اونچائی ہے۔یعنی ڈیڑھ فٹ۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محراب مسجد سے خارج ہوتی ہے، اس لئے امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی تحقیق سے واضح ہوگیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا اس وقت مکروہ ہے جب محراب میں امام کے لئے چبوترہ بنایا گیا ہو، ورنہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔ نیز مسجد سے خارج وہ چیز ہوگی جس کو مسجد بناتے وقت مسجد سے خارج رکھا گیا ہو، اور عرف اس پر شاہد ہے کہ مسجد بناتے وقت محراب کو مسجد سے خارج رکھنے کا قصد نہیں کیا جاتا۔

ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو یہ لکھا ہے کہ امام کا محراب میں کسی بلند جگہ چبوترہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ ہے، اس کی دلیل ان احادیث میں ہے:

(۱)......عن هَمَّام : ان حُذيفة امَّ النّاسَ بِالمدائن على دُكّان ، فاخذ ابو مسعودٍ بقميصه فجَبذهُ ، فلمّا فرغ من صلوته قال : أَلَمْ تعلم انّهم كانوا يُنهون عن ذلك ؟ قال : بلى ، قد ذكرتُ حين مَدَدتَنِي۔

(ابوداؤد، باب الامام يقوم مكانا ارفع من مكان القوم ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۹۷)

ترجمہ:......حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں چبوترہ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھائی، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا، انہوں نے کہا: ہاں! جب تم نے مجھے کھینچا تو مجھے یاد آ گیا۔

(۲)......عن عدی بن ثابت الانصاری ، حدّثنی رجل انه کان مع عمار بن یاسر بالمدائن ، فأُقیمت الصلوۃ ، فتقدّمَ عمارٌ و قام علی دکّانٍ یصلی و الناس اسفل منه، فتقدّم حُذیفةُ فأخذ علی یدیه ، فاتَّبَعه عمار حتی انزله حذیفة ، فلمّا فرغ عمار من صلوته قال له حذیفة : ألم تسمعُ رسولَ الله صلی الله علیه و سلم یقول : اذا امّ الرّجلُ القوم فلا یقُمْ فی مکانٍ ارفعَ من مقامهم ، أو نحوَ ذلک ؟ قال عمّار : لذلک اتَّبعتُک حین اخذتَ علی یدَیَّ۔

(ابوداؤد، باب الامام یقوم مکانا ارفع من مکان القوم ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۹۸)

ترجمہ:......حضرت عدی بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ: وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدائن میں تھے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور ایک چبوترے پر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھانے لگے اور لوگ ان سے نیچے تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پیچھے ہٹنے لگے، حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتارلیا، جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے تھے کہ: جب کوئی شخص لوگوں کا امام بنے تو لوگوں سے بلند جگہ پر کھڑا نہ ہو۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسی وجہ سے میں پیچھے ہٹ گیا، جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔

''موسوعہ فقہیہ'' میں ہے:

جماعت کی نماز کے دوران محراب میں امام کے کھڑے ہونے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

شافعیہ اور مالکیہ کا مشہور مذہب اور بعض حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ: فرض نماز کی حالت میں امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا جائز ہے۔

حنابلہ اور بعض حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ: فی الجملہ فرض نماز کی حالت میں محراب میں امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

اور بعض فقہاء حنفیہ سے منقول ہے کہ: امام کے لئے بلاضرورت محراب کے علاوہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: محراب میں امام کا کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اور فقہاء کے نزدیک اس کے بارے میں اور اس کے علاوہ میں تفصیل ہے۔

ابن عابدین رحمہ اللہ نے فقہاء حنفیہ کے اختلاف کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: اپنے اس قول سے امام محمد رحمہ اللہ نے ''الجامع الصغیر'' میں کراہت کی صراحت کی ہے، اور تفصیل بیان نہیں کی ہے، پس مشائخ کا اس کے سبب کے بارے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ جگہ میں نمازیوں سے اس کا الگ ہونا ہے، اس لئے محراب دوسرے گھر کے معنی میں ہے، اور یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے، اور ''ہدایہ'' میں اس پر اکتفاء کیا ہے، اور سرخسی نے اسے اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ: یہی راجح ہے۔

اورایک قول یہ ہے کہ اس کے دائیں اور بائیں رہنے والوں پر اس کے حال کا مشتبہ ہونا ہے۔لہذا پہلے قول کی بنیاد پر مطلقا مکروہ ہوگا، اور دوسرے قول کی بنا پر اشتباہ نہ ہونے کی صورت میں مکروہ نہیں ہوگا۔

اور ''الفتح'' میں دوسرے کی تائید کی ہے، اس لئے کہ جگہ میں امام کا ممتاز ہونا مطلوب اور اس کا آگے بڑھنا واجب ہے، اور اس کی غرض اس سلسلہ میں دونوں ملتوں کا اتفاق ہے، اور اسے ''الحلیہ'' میں پسند کیا ہے اور اس کی تائید کی ہے۔

لیکن ''البحر'' میں اس سے اختلاف کیا ہے، بایں طور کہ ظاہر الروایۃ کا تقاضا مطلقا کراہت ہے، اور امام کا ممتاز ہونا جو مطلوب ہے وہ دوسری جگہ میں کھڑے ہوئے بغیر اس کے آگے بڑھنے سے حاصل ہوجاتا ہے، اور اسی وجہ سے ''الولوالجیہ'' وغیرہ میں ہے کہ: اگر مسجد ان لوگوں کے لئے تنگ نہ ہو جو امام کے پیچھے کھڑے ہوں تو اس کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ دو الگ الگ جگہوں کے مشابہ ہے، (انتہی) یعنی حقیقت میں جگہ کا اختلاف جواز کے لئے مانع ہے تو اختلاف کا شبہ کراہت کا سبب ہوگا، اور محراب اگرچہ مسجد میں ہو، مگر اس کی صورت اور اس کی ہیئت اختلاف کے شبہ کا تقاضا کرتی ہے، ابن عابدین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: یعنی محراب امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کی علامت کے طور پر بنائی گئی تاکہ اس کا قیام صف کے درمیان میں ہو جیسا کہ یہ سنت ہے، نہ اس لئے کہ وہ محراب کے اندر کھڑا ہو، تو یہ اگرچہ مسجد کا حصہ ہے، لیکن دوسری جگہ کے مشابہ ہے تو اس نے کراہت پیدا کردی، لیکن تشبیہ مذموم میں مکروہ ہے، اور اس صورت میں جبکہ اس سے تشبہ کا ارادہ ہو نہ کہ مطلقا، اور شاید یہ مذموم ہے۔

اور رملی کی ''حاشیۃ البحر'' میں ہے: ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی

ہے۔

اور ابن عابدین رحمہ اللہ نے ''معراج الدرایہ'' کے ''باب الامامۃ'' میں کہا ہے کہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اصح قول یہ منقول ہے کہ انہوں نے کہا: میں امام کے لئے اسے مکروہ قرار دیتا ہوں کہ وہ دوستونوں کے مابین یا کسی گوشہ یا مسجد کے گوشہ یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہو، اس لئے کہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے، نیز اس میں ہے: سنت صف کے وسط میں امام کا کھڑا ہونا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ محراب مساجد کے صرف درمیانی حصہ میں بنائی جاتی ہے، اور یہی امام کے کھڑے ہونے کے لئے متعین ہے۔

''التتارخانیہ'' میں ہے کہ: بلاضرورت محراب کے علاوہ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ امام اگر محراب چھوڑ دے اور دوسری جگہ کھڑا ہو جائے تو یہ مکروہ ہوگا اگر چہ اس کا قیام صف کے وسط میں ہو، اس لئے کہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے۔

اور یہ باتنخواہ امام کے حق میں ظاہر ہے، نہ کہ اس کے علاوہ اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے۔ (رد المحتار ۱/۴۳۴)

مالکیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ امام اپنی فرض نماز کی حالت میں محراب میں جیسے ممکن ہوگا کھڑا ہوگا، اور ایک قول یہ ہے کہ: وہ اس کے باہر کھڑا ہوگا تاکہ مقتدی اسے دیکھیں، اور محراب میں سجدہ کرے گا۔ (حاشیۃ الدسوقی ۱/۳۳۱۔الشرح الصغیر د ۱/۴۴۲)

شافعیہ نے کہا ہے کہ: محراب میں نماز مکروہ نہیں ہے، اور اس پر برابر لوگوں کا عمل بلانکیر جاری ہے۔ (حاشیۃ القلیوبی ۱/۴۳۴۔اعلام الساجد باحکام المساجد ص ۳۶۴)

حنابلہ نے کہا ہے کہ: محراب میں امام کے لئے نماز مکروہ ہے جبکہ وہ مقتدی کے لئے اس کے دیکھنے سے مانع ہو، یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے، اس لئے کہ امام

بعض مقتدیوں سے چھپ جائے گا، تو یہ اس کے مشابہ ہوگا جبکہ امام اوران کے مابین پردہ ہو، الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو، جیسے مسجد کا تنگ ہونا اور جماعت کی کثرت تو اس صورت میں ضرورت ہونے کی وجہ سے مکروہ نہیں ہوگا، اور اگر امام محراب کے باہر کھڑا ہوتو محراب میں اس کا سجدہ کرنا مکروہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ وہ اس کے مشاہد کا محل نہیں ہے، اور امام محراب کے دائیں طرف کھڑا ہوگا، بشرطیکہ مسجد کشادہ ہو، تاکہ دائیں جانب ممتاز ہو جائے۔

اور جراعی نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ: محراب میں امام کا کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(کشاف القناع ۱/۴۹۳۔ المغنی۲/۲۱۹۔تحفۃ الراکع و الساجد فی احکام المساجد ص۲۳۴)

محراب کے متعلق چند مفید مسائل

محراب بنانے کا حکم

(۱)......محراب بنانے کے حکم کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حنابلہ نے کہا ہے کہ: محراب بنانا مباح ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اسے الآجری‘ ابن عقیل‘ ابن الجوزی اور ابن تمیم نے مختار کہا ہے‘ تاکہ اس کے ذریعہ جاہل استدلال کرے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ ہر نئی چیز کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ اور ابن البناء نے اس پر اکتفا کیا ہے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا قول ہے۔

(کشاف القناع ۱/۴۹۳۔ تحفۃ الراکع و الساجد فی احکام المساجد ص۲۳۴)

اور زرکشی نے کہا ہے کہ: بعض سلف نے مسجد میں محراب بنانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(اعلام الساجد باحکام المساجد ص۲۶۲)

اور حنفیہ اور مالکیہ کی عبارتوں سے اس کا مباح ہونا معلوم ہوتا ہے، ابن عابدین رحمہ

اللہ نے کہا ہے کہ: امام با تنخواہ اگر محراب کو چھوڑ دے اور دوسری جگہ کھڑا ہو جائے تو مکروہ ہوگا، اگر چہ اس کا کھڑا ہونا صف کے وسط میں ہو، اس لئے کہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے۔ (حاشیہ ابن عابدین ص۳۶۴ ج۱)

مسجد میں محراب بنانا امر مستحسن ہے۔ (فتاوی فریدیہ ص۵۳۱ ج۷، باب احکام المساجد)

سوال: ...... مسجدوں میں جو محراب بنائے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ یا مکروہ ہیں؟

الجواب حامدا و مصلیا: ...... کتب فقہ میں عبارات مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے محراب کا ثبوت ہے۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین رحمہم اللہ تعالی کے زمانہ سے اس کا رواج شروع ہوا ہے۔ اسی طرح کتب تاریخ سے بھی مختلف اقوال ظاہر ہوتے ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ''جذب القلوب'' (ص۸۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعد ازاں ہم در موضع محراب کہ امروز مقرر ست متعین شد در شان آں سر در علامت محراب کہ آلان در مساجد متعارف است نبود، ابتدائے آن از وقت (عمر بن عبد العزیز) است در قتیکہ امیر مدینہ منورہ بود''۔ (جذب القلوب، ص۸۷، باب ششم، مطبع نامی منشی دہلی)

اور علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ - تلمیذ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر - کبیری (ص۳۴۸) میں تحریر فرماتے ہیں:

''قال الشيخ كمال الدين ابن الهمام : ولا يخفى أن امتياز الامام مقرّر مطلوب في الشرع في حق المكان حتى كان التقدم واجبا عليه ، و غاية ما هناك كونه في خصوص مكان ولا اثر لذلك ، فانه بنى في المساجد المحاريب من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولو لم تُبن كانت السنة أن يتقدم في محاذاة ذلك

المکان ، لانہ یحاذی وسط الصف وھو المطلوب ، اذ قیامہ فی غیر محاذاتہ مکروہ۔

فقہاء محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کو مکروہ لکھتے ہیں، لیکن نفس محراب بنانے کو مکروہ نہیں لکھتے ، بلکہ محراب سے باہر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے اور محراب میں سجدہ کرنے کو بھی جائز لکھتے ہیں۔علی ہذا القیاس محراب کے دوسرے احکام کا بھی ذکر فرماتے ہیں، اس مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں محراب بنانا جائز ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۴۴۶ ج ۱۴، سوال نمبر: ۷۰۰۷، ط جامعہ فاروقیہ، کراچی۔ص ۳۷۵ ج ۲۱، سوال نمبر: ۷۷۸۹، ط: مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

محراب نہ ہونے سے ثواب میں فرق نہیں آتا

(۲)......محراب سے مقصود تعین وسط ہے، لہذا اس کے نہ ہونے سے ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ امام وسط میں کھڑا ہو۔(فتاوی فریدیہ ص ۵۳۱ ج ۷، باب احکام المساجد)

محراب بنانے کا رواج کب سے ہے؟

(۳)......حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مسجد نبوی میں حضرت سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں محراب نہ تھی، جیسا کہ سمہودی نے ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی '' میں لکھا ہے: ''المسجد الشریف لم یکن لہ محراب فی عھدہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن الخلفاء رضی اللہ عنھم بعدہ ، وان اوّل من احدثہ عمر بن عبد العزیز فی عمارۃ الولید''۔(وفاء الوفاء ص ۵۲۵، الفصل السابع عشر فیما اتخذہ عمر رحمہ اللہ ، ط: مصر)

زمانہ نبوی اور خلفاء میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی، سب سے پہلے محراب حضرت عمر بن

عبدالعزیز رحمہ اللہ نے زمانۂ خلافت ولید میں بنائی ہے۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۲۰۴ ج۱، کتاب المساجد۔ط:) میر محمد کتاب خانہ، کراچی)

محراب مسجد کا حصہ ہے

(۴)......محراب مسجد کا ایک حصہ اور جزء ہے اس میں کھڑا ہونے والا مسجد میں کھڑا ہونے والے کے مترادف ہے، نیز عرف میں بھی اسے مسجد ہی شمار کیا جاتا ہے۔

''وان كان المحراب من المسجد كما هى العادة المستمرة''۔

(بحرالرائق ص۲۶ ج۲، مطلب : فی تكرار الجماعة فی المسجد ، باب الامامة ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

''لان يقوم۶۷ فى داخله فهو وان كان من بقاع المسجد''۔

(شامی ص۴۱۴ ج۲، مطلب : اذا تردد الحكم بين سنة و بدعة كان ترك السنة اولى ، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبه دار الباز ، مكة المكرمة)

معتکف کا محراب میں جانا مفسد اعتکاف نہیں

(۵)......عموماً محراب مسجد ہی میں داخل ہوتی ہے، اس لئے معتکف کا محراب میں جانا مفسد اعتکاف نہیں۔ (کتاب النوازل ص۴۲۰ ج۶، سوال نمبر:۱۱۵، اعتکاف کے مسائل)

''داخل المحراب له حكم المسجد كذا فى الغرائب''۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۲۱ ج۵، الباب الخامس فى آداب المسجد الخ ، كتاب الكراهية)

محراب میں نقش ونگار کرنا

(۶)......مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ مسجد کی محراب کو سونے وغیرہ سے منقش کرنا مکروہ

ہے،اوراسی طرح سے اس پر لکھنا، برخلاف اس پر سفیدی کرنے کے کہ یہ مستحب ہے۔

’’ولا بـأس بنقشه خلا محرابه ، فانه يكره ، لانه يلهى المصلى ، ويكره التكلف بدقائق النقوش و نحوها خصوصا فى جدار القبلة۔

(رد المحتار مع الشامی ۴۳۰ ج ۲، مطلب: كلمة ’’لا بأس‘‘ دليل على المستحب غيره ‘ لان البأس الشدّة ‘ باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

’’وكره بعض مشائخنا النقوش على المحراب وحائط القبلة ، لان ذلک يشغل قلب المصلى‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۱۹ ج ۵ ، الباب الخامس فى آداب المسجد الخ ، كتاب الكراهية)

محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا اور رنگ برنگی بتیاں لٹکانا

محراب میں نقش ونگار اورآفتاب کی تصویر بنانا منع اورمکروہ ہے،اس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں خلل آتا ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۹ ج ۲،قدیم)

محراب میں رنگ برنگی بتیاں لگانا اورلٹکانا عبادت گاہ کوتماشا بنانے کے مرادف ہے، اس لئے کراہت سے خالی نہیں۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۴ ج ۱۰،قدیم)

قرآن کریم کومحراب میں رکھنا

(۷)......قصداً قرآن کریم کومحراب میں رکھنا تاکہ اس کی طرف متوجہ ہوکرنماز پڑھے،یعنی مصحف کی جہت کی طرف یا یہ کہ اس کی طرف متوجہ ہوکرنماز پڑھے، پس اگرعمداً ایسا نہ کرے بایں طورکہ قرآن اس جگہ پر ہو یہاں اسے آویزاں کیا جاتا ہوتو اس کی جہت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی۔

مسجد کی محراب وغیرہ میں آیات لکھنے کا حکم

(۸)......محراب میں قرآن کریم کی آیات کو لکھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

’’وفی النهاية : وليس مستحسن كتابة القرآن على المحارب والجدران لما يخاف من سقوط الكتابة وان توطأ‘‘۔

(البحر الرائق ص۶۵ ج۲ (وفی نسخۃ :۳۷ ج۲)، باب ما يفسد وما يكره فيها ، قبيل : باب الوتر والنوافل ، كتاب الصلوة۔فتاوی عالمگیری ص۱۰۹ ج۱ (وفی نسخۃ :۱۶۸ ج۱)، الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها،الفصل الثانی فيما يكره فی الصلوة وما لا يكره ، كتاب الصلوة)

’’امدادالفتاوی‘‘ میں ہے:فقہاء نے مکروہ لکھا ہے بوجہ احتمال بےادبی کے،لیکن اگر کندہ ہوکر لگ گئے ہوں تو اب اس کا اکھاڑنا بےادبی ہے،لہذا اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاوے۔(امدادالفتاوی (جدید مطول حاشیہ) ص۲۵۲ ج۶ ،سوال نمبر:۱۵۹۱،کتاب احکام المساجد)

محراب میں امام کا نفل پڑھنا

(۹)......مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ:امام کے لئے محراب میں نفل پڑھنا مکروہ ہے،اس لئے کہ وہ امام ہونے کی حالت کے علاوہ میں اس کا حق دار نہیں ہے،اوراس لئے بھی کہ اس سے دوسروں کو وہم پیدا ہوگا کہ وہ نماز میں ہے تو وہ اس کی اقتدا کرنے لگے گا۔

اورانہوں نے کہا ہے کہ: امام کے لئے محراب میں نماز کے بعد نماز کی ہیئت پر بیٹھنا مکروہ ہے،اور ہیئت کے بدلنے کی وجہ سے کراہت سے نکل جائے گا۔

قبلہ پر محراب کی دلالت

(۱۰)......فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ:محراب ان دلائل میں سے ہے،جن سے قبلہ کی شناخت

ہوتی ہے، اور رہنمائی کے سلسلہ میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، قبلہ پر دلالت کے سلسلہ میں معتمد محراب کے موجود ہوتے ہوئے اس کے بارے میں اجتہاد کرنا یا تحری کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ حکم فی الجملہ ہے، اوران حضرات کے لئے اس کے بعد تفصیل ہے۔

چنانچہ حنفیہ نے کہا ہے کہ:

قبلہ کی پہچان دلیل کے ذریعہ ہوتی ہے، اور یہ دیہاتوں اور شہروں میں صحابہ وتابعین (رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ) کے محراب اور قدیم محراب ہیں، اوراس کے ساتھ قبلہ کی تحری جائز نہیں ہے، بلکہ قبلہ کی جان کاری کے لئے ان محرابوں پر اعتماد کیا جائے گا، تاکہ سلف صالحین اور جمہور مسلمین کو غلط قرار دینا لازم نہ آئے، جنھوں نے ان محرابوں کو قائم کیا۔

(رد المحتار ۱/۲۸۸۔ موسوعہ فقہیہ ص۲۴۰ ج۳۶ محراب)

جماعت ثانی محراب سے ہٹ کر بغیر اذان واقامت کے کر لی جائے تو؟

(۱۱)......محراب سے ایک مسئلہ مسجد میں دوسری جماعت کا بھی متعلق ہے، اور وہ اس طرح کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی جماعت کی ہیئت کو بدل کر دوسری جماعت کرنا جائز ہے، اور ہیئت بدلنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر پہلی جماعت محراب کے پاس ہوئی ہو تو دوسری جماعت محراب سے ہٹ کر بغیر اذان واقامت کے کر لی جائے، یہ درست ہے۔

عن ابی یوسف : انه اذا لم تكن الجماعة على الهيئة الاولى لا تكره ، والا تكره وهو الصحيح ، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة۔

(شامی ص۲۸۹ ج۲، مطلب : فی تكرار الجماعة فی المسجد ، باب الامامة ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دارالباز ، مكة المكرمة)

(۱۲)......محراب بنانے میں انہدام مسجد کا خطرہ ہوتو کیا کرے؟

سوال:......کسی مسجد کو وسعت دینے کی وجہ سے محراب اگر درمیان میں نہ رہ پائے اور دیوار توڑ کر محراب درمیان میں بنانے سے مسجد کے گر جانے کا اندیشہ ہوتو کیا حکم ہے؟

الجواب حامدا و مصليا :......اگر دیوار توڑ کر درمیان میں محراب بنانا مسجد کے گر جانے کے خطرہ سے دشوار ہے تو بغیر محراب بنائے ہی امام درمیان میں کھڑا ہو جایا کرے اس طرح کہ دونوں طرف مقتدی برابر ہوں۔(فتاوی محمودیہ ص ۴۴۷ ج ۱۴، سوال نمبر: ۷۰۰۸، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی۔ص ۳۷۶ ج ۲۱، سوال نمبر: ۷۷۰۹، ط: مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

(۱۳)......مسجد کے محراب میں طاق بنانا

سوال:......مسجد کے اندر محراب میں طاق بنانا عورتوں کے طاق بھرنے کی غرض سے کیسا ہے؟۔ مینار، محراب، طاق بنانا کیسا ہے؟

نوٹ:......طاق بھرنا یعنی مسجد یا مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول بتاشے چڑھانا۔

(فیروز اللغات ص ۸۷۲، ط: فیروز سنز، لاہور)

الجواب حامدا و مصليا :......عورتوں کا طاق بھرنا مسجد کی ضرورت میں داخل نہیں، گنبد، مینار، محراب کی اگر ضرورت ہوتو ان کا بنانا شرعا درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۴۴۹ ج ۱۴، سوال نمبر: ۷۰۱۰، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی۔ص ۳۷۷ ج ۲۱، سوال نمبر: ۷۷۹۲، ط: مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

(۱۴)......محراب مسجد کو منتقل کرنا

سوال:......مسجد کی سابقہ محراب کو وسعت کے لحاظ سے منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامدا و مصلیا :......اس کو منتقل کر سکتے ہیں، محراب بیچ میں ہونی چاہئے تا کہ دونوں طرف صف برابر رہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۴۵۰ ج ۱۴، سوال نمبر: ۷۰۱۲، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی۔ ص ۳۸۲ ج ۲۱، سوال نمبر: ۷۷۹۵، ط: مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

(۱۵)......امام کا مسجد کے محراب میں دروازہ کھول کر آمد و رفت رکھنا

سوال:...... پہلے امام صاحب اپنے حجرے کے مشرقی دروازے سے نکل کر پکے راستے پر ہوتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر مسجد کے برآمدے سے ہو کر مسجد میں نماز پڑھانے آتے تھے اور واپس جاتے تھے۔ جب سے نئے سورتی امام صاحب آئے ہیں، انہوں نے مشرقی دروازہ کو بند کروا دیا ہے، اور محراب کی طرف دروازہ کھلوا کر محراب سے ہو کر آتے ہیں، اور مسجد کے محراب کے دروازے کو اپنے گھر میں آنے جانے کا راستہ بنا لیا ہے، کیا یہ مناسب ہے؟

جواب:......دونوں امام صاحبان کے طریقے ٹھیک تھے، شرعا دونوں میں کوئی حرج نہیں، جس طریقے میں سہولت ہو اسے اختیار کر لیا جائے۔

(فتاوی عثمانی ص ۵۳۶ ج ۲، امام صاحب کا مسجد کے محراب میں دروازہ کھول کر آمد و رفت رکھنا، کتاب الوقف)

(۱۶)......مسجد کی محراب کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم

سوال:......حیدر آباد کی اکثر مساجد کی محرابیں باہر روڈ پر نکلی ہوئی ہوتی ہیں، اور اس روڈ پر نکلی ہوئی محراب پر نہ تو حکومت کو اور نہ ہی اہل محلّہ کو کسی قسم کا کوئی اعتراض ہوتا ہے، بصورت دیگر اگر محراب روڈ پر نہ نکالی جائے تو ایک صف کی جگہ کا نقصان تصور کیا جاتا ہے۔ دریافت

طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی محراب کا حصہ باہر روڈ پر نکالنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: ...... بر تقدیر صحت سوال صورت مسئولہ کی مذکورہ جزئیہ سے گنجائش معلوم ہوتی ہے:

"قوم بنوا مسجدا و احتاجوا الی مکان لیتسع المسجد ' وأخذوا من الطريق وأدخلوه فی المسجد ' ان كان يضر باصحاب الطريق لا يجوز، وان كان لايضر بهم رجوت أن لا يكون به بأس ، كذا فی المضمرات ، وهو المختار، كذا فی خزانة المفتین۔ (عالمگیری ص۴۵٦ ج۲، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق به ،كتاب الوقف)

(۱۷)...... محراب والی دیوار کو شیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا

سوال: ...... مسجد کے محراب میں چندہ کے پیسوں سے شیشے کی ٹکڑیاں اور پھول وغیرہ بنوانے جائز ہیں یا نہ؟
الجواب: ...... جو چندہ تعمیر مسجد کے لئے دیا گیا ہو اس سے اس قسم کے تکلفات کرنے درست نہیں۔ کوئی شخص اپنے ذاتی حلال پیسے سے اس قسم کے نقش و نگار کرنا چاہتا ہے تو گنجائش ہے، مگر قبلہ والی دیوار اور محراب میں پھر بھی کراہت ہے، کیونکہ اس سے بار بار نمازیوں کی توجہ ہٹتی رہے گی۔ اور مسجد کی اصل غرض۔خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر الٰہی۔ختم ہوجائے گی۔ واضح رہے کہ یہ حکم زائد از ضرورت تکلفات کا ہے۔ مناسب صفائی اور خوب صورتی مطلوب شریعت ہے۔ (خیر الفتاوی ص۷۲۰ ج۲، ما يتعلق باحكام المساجد)

"ولا بأس بنقشه خلا محرابه ، فانه يكره ، لانه يلهی المصلی ، ويكره التكلف بدقائق النقوش و نحوها خصوصا فی جدار القبلة۔

(شامی ص۴۸۹ ج۲، مطلب : فی تكرار الجماعة فی المسجد ، باب الامامة ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

ایک مسجد میں دو محراب بنانا

(۱۸)......ایک مسجد میں دو محراب بنانا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوۃ والسلام) میں آج بھی تین محراب موجود ہیں، جو حضرات وہاں کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں وہ اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔

(محمود الفتاوی ص ۴۹ ج ۷، باب المساجد)

تعدد محراب نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے۔

(فتاوی فریدیہ ص ۵۲۷ ج ۷، باب احکام المساجد)

(۱۹)......محراب کے مقابل قرآن رکھنا

سوال:......امام جہاں کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے اس کے سامنے محراب میں بالکل سینے کے مقابل قرآن رکھا رہتا ہے، تو کیا اس میں اللہ کے غیر کے ساتھ مشابہت تو نہیں ہے؟

الجواب : حامدا و مصلیا و مسلما:......اس میں کوئی کراہت نہیں۔

''ولا یکرہ صلوۃ الی ظهر قاعد او قائم ولو یتحدث الا اذا خیف الغلط بحدیثه' ولا الی مصحف او سیف مطلقا ، وفی شرح المنية : وجه عدم الكراهة ان كراهة استقبال بعض الاشياء باعتبار التشبه بعبّادها ' والمصحف والسيف لم يعبدهما احد،(در مختار مع الشامی:۱/۴۸۲)۔

(شامی ص ۴۲۲ ج ۲، مطلب: الكلام على اتخاذ المسبحة ، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(محمود الفتاوی ص ۳۰۴ ج ۳، باب المكروهات والمفسدات)

خاتمہ

خاتمہ میں دو باتوں کا ذکر مناسب ہے: ایک یہ کہ آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں محراب تھی یا نہیں؟ چونکہ کتابوں میں دونوں طرح کی رائیں منقول ہیں۔ دوسرا: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کے ایک تفصیلی فتوی: ''محراب اسلام کا شعار ہے'' کا اقتباس۔

آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کے دور میں محراب تھی یا نہیں؟

(۱)......عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال : حضرتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم [''اذا'' أو ''حين''] نهض الى المسجد ' فدخل المحراب ، الخ۔

(سنن کبری بیہقی ص۳۷۵ ج۳، باب وضع اليدين على الصدر فى الصلوة من السنة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۳۶۹)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ جلدی سے مسجد کی طرف روانہ ہوئے، اور محراب میں داخل ہوئے۔

(۲)...... كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يبنى المسجد يصلى الى خشبة ، فلمّا بنى له المحراب ، فتقدم اليه فحنت الخشبة حنين البعير ، فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده عليها فسكت۔

(طبرانی (کبیر) ص۱۲۶ ج۶، العباس بن سهل بن سعد عن ابيه ، رقم الحديث:۵۷۲۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ مسجد (محراب) بننے سے پہلے (ایک) لکڑی پر نماز ادا فرماتے تھے، پھر جب آپ ﷺ کے لئے محراب بنائی گئی (تو آپ ﷺ نے محراب

میں نماز پڑھنا شروع فرمایا۔آپ ﷺ کی اس جدائی پر وہ)لکڑی اونٹ کے رونے کی طرح روئی،تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو وہ خاموش ہوگئی۔

ان دونوں روایتوں میں آپ ﷺ کا محراب میں داخل ہونا اوراس میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔جبکہ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں محراب نہیں تھی۔

اس تعارض کا حل علامہ زاہد کوثری رحمہ اللہ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

’’والواقع ان المحراب كان موجودا ‘ والذى زاد فيه عمر بن عبد العزيز ايام امرته بالمدينة المنورة سنة ۸۳ ، هو التجويف البالغ فى المحراب ‘‘۔

(مقدمات الامام الکوثری ص۴۲۶)

عہد مبارک میں محراب موجود تھی لیکن غیر مجوف تھی،اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے مجوف (اندر سے خالی) بنائی اس میں مبالغہ کے ساتھ،لہذا دونوں روایتوں میں تطبیق یہ صورت بہت اچھی ہے۔(فتاوی دار العلوم زکریا ص ۵۹۸ ج ۱،کتاب الطہارۃ)

نوٹ:......فتاوی دار العلوم زکریا ص ۵۹۵ ج ۱ر پر’’مساجد میں محراب کب سے ہے؟‘‘ کے عنوان سے تفصیلی فتوی قابل مطالعہ ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں قبلہ رخ ہوا کرتی ہے،اس کی ابتداء خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس وقت کی تھی جب آپ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل (اضافہ وتخریج شدہ اڈیشن)ص ۲۳۵ ج ۳،مسجد کے مسائل۔فتاوی بینات ص ۵۹۸ ج ۳،کتاب الوقف والمساجد)

محراب اسلام کا شعار ہے

مسجد کے مسجد ہونے کے لئے کوئی مخصوص شکل و وضع لازم نہیں کی گئی، لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت میں معروف ہیں، ان میں سے ایک مسجد کی محراب ہے، جو قبلہ رخ متعین کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ''عمدۃ القاری'' میں لکھتے ہیں:

''ذكر ابو البقاء : ان جبرئيل عليه الصلوة والسلام وضع محراب رسول الله صلى الله عليه وسلم مسامت الكعبة ، و قيل كان ذلك بالمعاينة ، بان كشف الحال وازيلت الحوائل ، فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكعبة فوضع قبلة مسجده عليها''۔

(عمدۃ القاری ص۱۲۴ (۱۸۷) ج۴، باب فضل استقبال القبلة ، تحت رقم الحديث:۳۹۱)

اور ابوالبقاء نے ذکر کیا ہے کہ: حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے کعبہ کی سیدھ (اور جہت) میں رسول اللہ ﷺ کے لئے محراب بنائی، اور کہا گیا کہ یہ معاینہ کے ذریعہ ہوا، یعنی آنحضرت ﷺ کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے، اور حالت آپ ﷺ پر منکشف ہوگئی، پس آنحضرت ﷺ نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رخ متعین کیا۔

اس سے دو امر واضح ہوتے ہیں: اول یہ کہ: محراب کی ضرورت قبلہ کی تعیین کے لئے ہے، تا کہ محراب کو دیکھ کر نمازی اپنا قبلہ رخ متعین کر سکے۔ دوم یہ کہ: جب سے مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اسی وقت سے محراب کا نشان بھی لگا دیا گیا، خواہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی نشان دہی کی ہو، یا آنحضرت ﷺ نے بذریعہ کشف خود ہی تجویز فرمائی ہو، البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں قبلہ رخ ہوا کرتی ہے، اس کی ابتداء

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس وقت کی تھی جب ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے، یہ صحابہ وتابعین کا دور تھا، اور اس وقت سے آج تک مسجد میں محراب بنانا مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔ ''فتاوی قاضی خان'' میں ہے:

''وجهة الكعبة تعرف بالدليل ، والدليل فی الامصار والقرى المحاريب التی نصبتها الصحابة والتابعون رضی الله عنهم اجمعين ، فعلينا اتباعهم فی استقبال المحاريب المنصوبة ''۔(البحر الرائق ص۲۸۵ ج۱، باب شروط الصلوة ، كتاب الصلوة)

اور جہت قبلہ کسی دلیل اور علامت سے معلوم ہوسکتی ہے اور شہروں اور آبادیوں میں قبلہ کی علامت وہ محرابیں ہیں جو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے بنائیں، پس بنی ہوئی محرابوں میں ہم پر ان کی پیروی لازم ہے۔

پس یہ محرابیں جو مسلمانوں کی مسجدوں میں صحابہ وتابعین کے زمانے سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رخ متعین کرنے کے لئے ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل (اضافہ وتخریج شدہ ایڈشن)ص۲۳۴ ج ۳، مسجد کے مسائل۔فتاوی بینات ص۵۹۸ ج۳، کتاب الوقف والمساجد)

....

نظر آیا مجھے محراب عثمانی تو یاد آئیں جناب حضرت عثمان حیا کردار کی باتیں

رخ خیر الوری تو پھر رخ خیر الوری ٹھہرا
ان آنکھوں سے درِ خیر الوری دیکھا نہیں جاتا
کھڑا ہوں کب سے محراب نبی کے سامنے دانش
نظر جھک کے اٹھتی ہے مگر دیکھا نہیں جاتا

محلّہ کی مسجد میں نماز کی اہمیت

محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ حدیث، فقہاء کی عبارات اور اکابر علماء کے فتاوی کے حوالجات کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت پر عمدہ اور قابل مطالعہ رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا

سوال:......اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور محلّہ کی مسجد میں نماز فوت ہوجائے تو دوسری مسجد میں جماعت کے حصول کے لئے جانا ضروری ہے؟

الجواب:......حامدا ومصليا ، الجواب وبا لله التوفيق : اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور محلّہ کا حق ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھی جائے، بلا عذر دوسری مساجد میں جا کر نماز پڑھنا اور اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑ دینا پسندیدہ اور بہتر نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لِيُصَلِّ احدُكم فى مسجده ، ولا يتَّبِعِ المساجد۔

(طبرانی (اوسط) رقم الحديث:۵۱۷۴۔مجمع الزوائد ص۱۰۳ ج۲، باب فيمن يتَّبعُ المساجد ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۰۳۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کو اپنی (متصل یعنی محلّہ کی) مسجد میں نماز پڑھنی چاہیئے، دوسری مساجد کی تلاش میں نہ رہے۔

تشریح:...... کنز العمال' میں یہ روایت اس طرح مروی ہے:

''لِيُصَلِّ الرجل فى المسجد الذى يليه ، ولا يتَّبِعِ المساجد''۔

(كنز العمال ، فضائل المسجد وآدابه ومحظوراته ، رقم الحديث:۲۰۷۸۲)

یعنی آدمی اسی مسجد میں نماز پڑھ لے جو اس کے قریب ترین ہو، اور دوسری مسجدوں کو تلاش کرتا نہ پھرے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ: دوسری مساجد کی تلاش میں نہ رہے

اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ محلّہ کی مسجد میں نماز کو پسند فرماتے تھے

عن الحسن انه سئل عن الرجل يدع مسجدَ قومه ويأتى غيرَه ؟ قال : فقال الحسن : كانوا يُحبّون ان يُكثِّر الرجل قومه بنفسه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۴۵ ج ۴، فى المسجد المُحدَث و العتيق ، رقم الحديث :۶۳۰۳)

ترجمہ:...... امام حسن رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا آدمی اپنی قوم (محلّہ) کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اسلاف (یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی اپنی قوم (یعنی اپنے محلّہ کی مسجد) کو اپنے وجود سے زیادہ کرے۔

بدری صحابہ کا بینائی زائل ہونے کے باوجود اپنی مسجدوں میں نماز پڑھانا

عن الزهرى قال : كان ناس من اهل بدر يؤُمُّوْن فى مساجدهم بعد ما ذهبت ابصارهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۱۱ ج ۴، فى امامة الاعمى ‘ من رخّص فيه ، رقم الحديث :۶۱۱۷)

ترجمہ:...... امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کچھ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم بینائی زائل ہو جانے کے باوجود اپنی مسجدوں میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ اور نو (۹) مسجد والے اپنے اپنے محلّہ ہی میں نماز پڑھتے تھے

آپ ﷺ کے دور مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ اور بھی نو (۹) مسجدیں تھیں، اور

ان مسجدوں کے ارد گرد کے رہنے والے، مسجد نبوی کی اذان کی آواز سننے کے باوجود نمازیں اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھتے تھے۔

عن ابن لهيعة ان بكير بن الاشج رضى الله عنه حدثه : انه كان بالمدينة تسعة مساجد مع مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يسمع اهلها تأذين بلال على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيصلوا فى مساجدهم ، اقربها مسجد بنى عمرو بن مبذول من بنى النجار ' و مسجد بنى ساعدة ' و مسجد بنى عبيد ' و مسجد بنى سلمة ' و مسجد رابح من بنى عبد الاشهل ' و مسجد بنى زريق ' و مسجد بنى غفار ' و مسجد اسلم ' و مسجد جهينة ' ونبيّک فى التّاسعة۔

(مراسیل ابوداؤد ص۵، باب ما جاء فى الصلوة۔المراسيل مع الاسانيد ص۸۷ (ط : دار القلم ، بيروت ، لبنان) كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۴۔اعلاء السنن ص۹۲ ج ۸، باب تعدد الجمعة فى مصر واحد ، رقم الحديث:۲۰۸۷)

ترجمہ:......حضرت ابن لہیعہ سے مروی ہے کہ: حضرت بکیر ابن الاشج رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان فرمایا کہ: مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نو (۹) مسجدیں اورتھیں، آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ان مسجدوں کے (ارد گرد رہنے والے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سنتے تھے، مگر وہ نماز اپنی مسجدوں میں پڑھتے تھے (اور مسجد نبوی ﷺ میں نہیں آتے تھے)، ان مسجدوں میں سب سے قریب کی مسجد' مسجد بنونجار کے قبیلہ کی (طرف منسوب) (۱): مسجد بنوعمرو بن مبذول تھی، (ان کے علاوہ اور مسجدوں کے نام یہ ہیں):
(۲): مسجد بنوساعدہ، (۳): مسجد بنوعبید، (۴): مسجد بنوسلمہ، (۵): مسجد رائح، (۶): مسجد بنوزریق، (۷): مسجد بنوغفار، (۸): مسجد اسلم، (۹): مسجد جہینہ اور مسجد نبوی ﷺ۔

تشریح:......بہت قابل غور بات ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے ہوتے ہوئے اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز کا شرف حاصل ہونے کے باوجود دوسری مساجد کے آس پاس رہنے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔

چند مساجد کی مختصر تاریخ ملی وہ درج ہے:

(۲)......بنوساعدہ: خزرج کا مشہور قبیلہ ہے۔ان کی آبادی مسجد نبوی شریف کی شمال مغربی سمت تھی، اس میں ایک جگہ سقیفہ بنی ساعدہ تھی، جس کا محل وقوع اب مسجد نبوی کی دوسری سعودی توسیعی عمارت سے :۲۰۶ رمیٹر کے فاصلہ پر موجود باغیچہ میں ہے۔آنحضور ﷺ اس سقیفہ میں تشریف لائے، پانی پیا اور نماز پڑھی۔(تاریخ مدینہ منورہ، مصور ص۱۱۴)

(۴)......بنوسلمہ: خزرج کا مشہور قبیلہ ہے، ان کی آبادی حرہ غربیہ کی شمالی جانب وادی عقیق کے قریب اور جبل سلع کی مغربی جانب تھی۔مسجد نبوی سے فاصلہ تقریبا: ۵،۳ ر کلومیٹر تھا۔

(تاریخ مدینہ منورہ، مصور ص۶۴)

(۵)......مسجد بنوراتج: (بنوالاشہل) اوس کا مشہور قبیلہ ہے۔اسلام کے لئے ان کی بڑی خدمات ہیں، اسی لئے بنونجار کے بعد فضیلت میں ان کا درجہ ہے۔ان کی بستی حرہ شرقیہ میں بنوظفر کے شمال مشرقی جانب تھی۔(تاریخ مدینہ منورہ، مصور ص۱۱۲)

(۶)......بنوزریق: انصار کا مشہور قبیلہ ہے۔ان کی رہائش مسجد غمامہ اور مسجد نبوی شریف کی جنوبی طرف تھی، جو کہ موجودہ شرعی عدالت کے قریب تھی۔ان کی بستی میں ایک مسجد تھی جو ''مسجد بنی زریق'' کے نام سے معروف تھی۔اس کی بابت مؤرخین لکھتے ہیں کہ: مدینہ منورہ میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت یہاں ہوئی، چونکہ بنی زریق کے ایک شخص حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ کے دوران آنحضور ﷺ سے ملے تو آپ

ﷺ نے ان کو قرآن شریف پڑھایا، جوانھوں نے مدینہ منورہ آکر اپنے قبیلہ کو پڑھایا۔

(تاریخ مدینہ منورہ' مصور ص ۷۸)

محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد نبوی سے افضل ہے

حدیث میں صاف ارشاد ہے کہ: محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد نبوی سے افضل ہے:

عن ام حميد امرأة ابی حميد الساعدی رضی الله عنهما ' عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال لها : قد علمت انک تحبين الصلوة معی ' وصلا تک فی بيتک خير من صلا تک فی حجرتک' وصلا تک فی حجرتک خير من صلا تک فی دارک ' وصلا تک فی دارک خير من صلا تک فی مسجد قومک ' وصلا تک فی مسجد قومک خير من صلوتک فی مسجدی ، فأَمَرتُ ' فَبُنِی لها مسجد فی اقصی بيت فی بيتها واَظلَمِه ، فكانت تصلی فيه حتی لقيت الله عز و جل ، اسناده حسن۔

(صحیح ابن خزیمہ ص ۳۴ ج ۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث: ۱۶۸۹۔

مسند احمد ص ۵۱۵ ج ۷، رقم الحدیث: ۲۶۵۵۰۔ کنز العمال ، رقم الحدیث: ۲۰۸۷۰۔

مجمع الزوائد ص ۱۱۸ ج ۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث: ۲۱۰۶)

ترجمہ: ......ام حمید رضی اللہ عنہا (نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تجھے میری اقتدا میں نماز ادا کرنا پسند ہے، لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تیرا نماز ادا کرنا اپنے عمومی حجرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے' اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائیگی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے' اور گھر میں نماز کی ادائیگی محلّہ کی مسجد سے

بہتر ہے،اور محلّہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی میری مسجد میں ادائیگی سے بہتر ہے۔

اس کے بعد ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کرلی اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہیں۔

فقہاء رحمہم اللہ کی تصریحات

فقہاءکرام رحمہم اللہ نے بھی محلّہ کی مسجد میں نماز کو افضل فرمایا ہے۔

’’شامی‘‘میں ہے:’’قولہ و مسجد حیة افضل من الجامع .....لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن فانه یذهب الیه ویؤذن فیه و یصلی ولو کان وحده لان له حقا علیه فیؤدیه‘‘۔(شامی ص۴۳۳ ج۲،(ط: مکتبه دار الباز ، مکة المکرمة) باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها ، مطلب : فی افضل المساجد)

’’و مسجد حیة وان قل جمعه افضل من الجامع وان کثر جمعه‘‘۔

(حلبی کبیری ص۶۱۳، فصل: فی احکام المسجد ، مطلب : فصل الامامة ، کتاب الصلوة)

محلّہ میں کوئی نہ ہو تو اکیلے نماز پڑھے

فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:اگر مسجد محلّہ میں کوئی نمازی نہ ہو تو اکیلا ہی جائے اور اذان اور اقامت کہے اور نماز پڑھے۔

’’رجل یصلی فی الجامع لکثرة الجمع ، ولا یصلی فی مسجد حیة ، فانه یصلی فی مسجد منزله وان کان قومه اقل ولم یکن فی مسجد منزله مؤذن ، فانه یؤذن و یصلی وان کان هناک واحد ، فان کان لا یحضر احد کیف یصنع المؤذن ؟ قال: یؤذن و یقیم ویصلی وحده‘‘۔

(خلاصۃ الفتاوی ص۲۲۸ ج۱،الفصل السادس والعشرون: فی المسجد و ما یتصل به ،کتاب الصلوة)

''عمدۃ الفقہ'' میں ہے: ''اور اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگر چہ جماعت قلیل ہو جامع مسجد سے افضل ہے، اگر چہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو وہاں تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے اور نماز پڑھے اگر چہ تنہا ہو تو یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے، کیونکہ یہ مسجد کا حق ہے جس کا ادا کرنا اور غیر مسجد میں نہ جانا اولی ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۹۰ ج ۲، ''باب: وتر کا بیان'' سے پہلے)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

محلّہ والوں کے لئے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل واولی ہے، سلف صالحین صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ) کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ سب پنج گانہ نمازیں اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھتے تھے، اس کو چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جاتے تھے۔..........اہل محلّہ کے لئے پنج گانہ نمازوں میں بھی پانسو نماز کا ثواب ہوگا، اس لئے کہ ''الاشباہ والنظائر'' میں ہے کہ: محلّہ کی مسجد (اہل محلّہ کے لئے) جامع مسجد ہے۔

(الاشباہ والنظائر ص ۱۹۵۔ جواہر الفقہ ص ۱۰۲ ج ۳۔ آداب المساجد ص ۱۴)

محلّہ میں دو مسجدیں ہوں تو؟

جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام زیادہ علم و نیکی والا ہو، اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا کہ جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۹۰ ج ۲، ''باب: وتر کا بیان'' سے پہلے)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر یہ سب اسی کے محلّہ کی مسجدیں ہیں تو ان سب میں جو سب سے پہلے کی اور قدیم مسجد ہو وہ افضل ہے، اگر قدیم میں بھی سب برابر ہیں یا اقدم معلوم نہ ہو تو جو سب سے

زیادہ قریب ہے وہ افضل ہے۔

(امداد الاحکام ص ۴۵۹ ج ۱، کتاب الصلوۃ، بعنوان: قرب وجوار میں متعدد مسجدیں ہوں تو مسجد محلّہ میں نماز افضل ہے یا سب کا حکم برابر ہے؟ سوال نمبر: ۳۱)

شرعی عذر کی وجہ سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں جانا

ہاں شرعی عذر کی وجہ سے محلّہ کی مسجد کا ترک جائز ہے، مثلاً امام فاسق ہے، یا غلط قرآن پڑھتا ہے، یا سنت سے زیادہ لمبی قرائت کرتا ہے جس سے ضعفاء اور بیماروں کو تکلیف ہوتی ہے، یا جمعہ کا خطبہ لمبا پڑھتا ہے جس سے کام والوں کو دکان' آفس' کارخانہ وغیرہ پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے، یا محلّہ کی مسجد میں نماز مستحب وقت سے اس قدر تاخیر سے ادا کی جاتی ہے جس سے کراہت لازم آتی ہو، وغیرہ ذلک۔ بلا عذر محلّہ کی مسجد کا ترک درست اور صحیح نہیں ہے۔ ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

''محلّہ کی مسجد کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو، یا اس میں کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۲۹۰ ج ۲، ''باب: وتر کا بیان'' سے پہلے)

سوال: ...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ محلّہ میں نماز پڑھنے کے لئے جاتا ہے، کیونکہ محلّہ کے امام کے کیریکٹر پر اعتبار نہ کرتے ہوئے وہ ایسا کرتا ہے تو یہ جائز ہے یا کہ نہیں؟ احتیاط نہیں کرتا، گالی کا کلام کرتا ہے، حاسد و متعصب ہے، تجوید کے خلاف پڑھتا ہے۔

جواب: ...... اگر واقعی امام کے اندر کوئی ایسی چیز موجود ہے جس سے نماز نہیں ہوتی یا نماز میں خرابی ہوتی ہے تو ایسا کرنا درست ہے، محض بدگمانی کی بناء پر ایسا نہ کرنا چاہئے، بدگمانی

بہت بری چیز ہے۔فقط، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ العبد: نظام الدین عفی عنہ......الجواب صحیح: العبد محمود غفرلہ

(نظام الفتاوی جلد ٦)

بلا وجہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا جائز نہیں

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے بلا عذر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کو ناجائز لکھا ہے:

سوال......واضح ہو کہ میرے محلّہ میں دو مساجد ہیں، قریب کی مسجد میں نماز مسنون طریقہ سے نہیں ہوتی، امام مختصر سی سورتیں پڑھتا ہے جس سے طبیعت سیر نہیں ہوتی، وہ ایک بوڑھے آدمی کا جو بالکل تندرست ہے خیال کرتا ہے، اور زیادہ پڑھے تو وہ بوڑھا آدمی جنگ پر آمادہ ہوجاتا ہے، اس واسطے لمبی رکعت نہیں ہوتی، دور کی مسجد میں جو بہت دور نہیں ہے ایک نیک بخت آدمی امام ہیں، اور وہاں نماز عمدہ اور مسنون طریقہ پر ہوتی ہے، پس درخواست ہے کہ ارشاد فرمادیں کہ کیا نماز دور کی مسجد میں ہوجاتی ہے؟ اور پچیس نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

دیگر اس قریب والی مسجد میں لڑائی جھگڑے کا بھی اندیشہ رہتا ہے، ایک مولوی صاحب نے مجھ کو منع کیا تھا کہ دور نماز کے لیے نہ جایا کرو، اس واسطے آپ سے درخواست ہے کہ کیا دور کی مسجد میں نماز پڑھنے سے کوئی نقص تو واقع نہیں ہوتا؟ اور آپ دور والی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ مفصل جواب سے مشرف فرمادیں۔

الجواب:......اصل یہ ہے کہ مسجد محلّہ جو اپنے گھر سے اقرب ہو اس کا حق زیادہ ہے، اس کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا بلا وجہ معتد بہ جائز نہیں، پس اگر مسجد قریب کا امام فاسق اور غلط

خواں نہیں ہے تو محض اس وجہ سے کہ وہ لمبی سورتیں نہیں پڑھتا مسجد قریب کا ترک جائز نہیں، اور اندیشہ فساد جو لکھا ہے تو سائل فساد کی بات میں شرکت نہ کرے، ہاں اگر بدون اس کی شرکت کے بھی کوئی خواہ مخواہ اس سے فساد کرتا ہو اس عذر کی وجہ سے مسجد بعید میں جانا جائز ہے،

قال الشامی تحت قول الدر ولو فاتته (الجماعة) ندب طلبها فی مسجد اٰخر الا المسجد الحرام اھ ، مانصه واعترض الشرنبلالی بان هذا ینافی وجوب الجماعة ، واجاب بان الوجوب عندعدم الحرج وفی تتبعها فی الاماکن القاصیة حرج لایخفی مع ما فی مجاوزة مسجد حیة من مخالفة قوله صلی الله علیه وسلم : لاصلاة لجار المسجد الا فی المسجد ،اھ۔(ص ۵۷٦ج۱)

(امداد الاحکام ص۴۵۳ ج۱، کتاب الصلوۃ، بعنوان: محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دور کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم، سوال:۲۳)

ایک اور جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ان مسجدوں میں جو مسجد سائل کی مسجد کے محلّہ میں ہو وہ افضل ہے۔ اس میں اس کو بالالتزام نماز پڑھنا چاہئے۔

(امداد الاحکام ص۴۵۹ ج۱، کتاب الصلوۃ، بعنوان: قرب وجوار میں متعدد مسجدیں ہوں تو مسجد محلّہ میں نماز افضل ہے یا سب کا حکم برابر ہے؟ سوال نمبر:۳۱)

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے تو ایک نمازی بھی ہو تب بھی محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت رحمہ اللہ ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

نماز پنج گانہ کے لئے محلّہ کی مسجد میں مردوں کو حاضری کا حکم تاکیدی ہے، اہل محلّہ کے حق میں محلّہ کی مسجد از روئے ثواب جامع مسجد کے برابر ہے، شرعی عذر کے بغیر اس کے ترک کی اجازت نہیں، ایک ہی نمازی ہو تب بھی وہیں نماز پڑھے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۲۵۲ ج۱، سوال نمبر:۲۱۱)

محلّہ کی مسجد بحیثیت ثواب کے شاہی مسجد کے مثل ہے، بدون شرعی عذر کے اس کو چھوڑنے کی اجازت نہیں، چاہے ایک ہی نماز ہو۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۶ ج۳، سوال نمبر:۸۳۹)

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی رحمہ اللہ ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

نماز پنج گانہ کے لئے لوگوں کو محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم تاکیدی ہے، بلا کسی شرعی عذر کے محلّہ کی مسجد چھوڑنا جائز نہیں۔ (فتاوی قاسمیہ ص۸۰ ج۹، سوال نمبر:۳۴۴۸)

ہمارے ان اکابر کے عدم جواز کی رائے کی تائید ''خانیہ'' کی درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے جس میں محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کو اس مسجد کا حق بتایا گیا ہے، اور اس حق کی ادائیگی کا حکم ہے:

''رجل صلی فی المسجد الجامع لکثرۃ الجمع ' لا یصلی فی مسجد حیۃ ، فانہ یصلی فی مسجد منزلہ وان کان قومہ اقل ولم یکن فی مسجد منزلہ مؤذن ، فانہ یذھب الی مسجد منزلہ و یؤذن فیہ و یصلی ، وان کان واحدا ، لان لمسجد منزلہ حقا علیہ فیؤدی حقہ''۔

(خانیہ علی الھندیۃ ص۶۷ (جدید ص۴۴) ج۱، فصل فی المسجد ، کتاب الطھارۃ)

دوسری مسجد میں نماز پڑھنا حد سے افراط اور خلاف شرع

''احسن الفتاوی'' میں ہے:

سوال:......ایک شخص مسجد محلّہ کی جماعت چھوڑ کر دوسرے محلّہ میں جا کر نماز ادا کرتا ہے، اس کا یہ فعل شرعا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب :......اگر مسجد محلّہ کا امام صحیح العقیدہ ہے اور بھی کوئی شرعی یا طبعی مانع اس میں موجود نہیں تو اس مسجد (یعنی محلّہ) کو چھوڑ کر دوسری جگہ کا رخ کرنا صحیح نہیں۔مسجد محلّہ کا اتنا حق ہے کہ اگر اس میں داخل ہونے کے بعد کسی کی جماعت بھی فوت ہوگئی تو طلب جماعت میں دوسری مسجد جانے کی بجائے مسجد محلّہ میں ہی انفرادا نماز ادا کرنا افضل ہے۔غرض اس شخص کا یہ عمل حد سے افراط اور خلاف شرع ہے۔

(احسن الفتاوی ص۴۴۹ ج٦، باب المساجد)

محلّہ کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہوتب بھی تراویح محلّہ کی مسجد میں پڑھے

سوال:......رمضان شریف میں ایک مسجد میں تراویح میں قرآن شریف ختم ہوتا ہے،اور محلّہ والے لوگ اپنی اپنی مساجد کو چھوڑ کر اسی مسجد میں قرآن شریف کے سننے کے لئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:......اہل محلّہ پر مسجد محلّہ کا زیادہ استحقاق ہے،ان پر ضروری ہے کہ اپنی ہی مسجدوں کو آباد کریں،محلّہ کی مسجدوں کو چھوڑ کر دوسری مساجد میں جانا کسی طرح مناسب نہیں۔اول تو اس کی کوشش ہونی چاہئے کہ اپنی اپنی مساجد میں ختم قرآن کا انتظام کیا جائے،اگر یہ میسر نہیں تو پھر چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز تراویح ادا کریں......الحاصل محض قرآن شریف کی تلاوت نہ ہونے کی وجہ سے مسجدوں کو چھوڑنا مناسب نہیں۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل ومدلل ص ٢٣٧ ج ١٤،آداب مساجد)

اگر محلّہ کے لوگ اپنی مسجد کے بجائے دوسرے محلّہ کی مساجد میں نماز پڑھنے لگیں تو محلّہ

کی مسجد خالی رہ جائے گی، اور کہیں ایسی نوبت نہ آئے کہ ویران ہونا شروع ہو جائے۔

شریعت مطہرہ نے ہر محلّہ میں مسجد کی تعمیر کا حکم دیا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر محلّہ کے لوگ اپنے اپنے محلّہ میں نماز کا اہتمام کریں اور محلّہ کی مسجد کو آباد کریں تا کہ مسجد کی دعا سے محلّہ آباد رہے، اگر دوسرے محلوں کی مساجد میں نماز مطلوب ہوتی تو حدیث شریف میں ہر محلّہ میں مسجد بنانے کی ترغیب اور حکم نہ دیا جاتا۔

ہر محلّہ میں مسجد کی تعمیر کا حکم

عن عائشة رضی الله عنها قالت : امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ببناء المساجد فی الدُّورِ وان تُنَظَّفَ وتُطَيَّبَ۔

(ابوداؤد، باب اتخاذ المساجد فی الدور ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۵۳۔ترمذی، باب ما ذکر فی تطییب المساجد ، ابواب الجمعه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۵۹۴، ابن ماجہ، باب تطهیر المساجد و تطییبها ، کتاب المساجد والجماعات ، رقم الحدیث:۷۵۸)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے کا حکم فرمایا، اور یہ کہ (وہ مسجد) پاک وصاف رکھی جائے، اور ان میں خوشبو لگائی جائے۔

تاجر ومزدور اور طالب علم کے لئے مسجد محلّہ کون سی مسجد ہے؟

مسئلہ:......دکان داروں کے لئے رات کے وقت محلّہ کی مسجد وہی ہے جو ان کے مکان کے قریب ہے، اور دن کو جو مسجد ان کی دکان کے قریب ہے وہی محلّہ کی مسجد سمجھی جائے گی۔

(الاشباہ والنظائر ص ۱۹۵)

فائدہ:......بظاہر ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے یہی حکم ہوگا، یعنی دن میں جو مسجد ملازمت کی

جگہ سے قریب ہو وہ محلّہ کی مسجد کے حکم میں ہے، اور رات کو گھر کے قریب کی، واللہ اعلم،
مسئلہ:......طالب علم کے لئے اپنے استاد کی مسجد محلّہ کی مسجد سے افضل ہے، تا کہ علم میں امداد ملے۔(الاشباہ والنظائرص۔جواہر الفقہ ص۱۰۲ ج ۳۔آداب المساجد ص۱۴)

''و مسجد استاده لدرسه أو سماع الاخبار افضل بالا تفاق''۔

(حلبی کبیری ص۶۱۳، فصل فی احکام المساجد)

مسئلہ:......اپنے استاذ کی مسجد اس مسجد سے جو قدیم یا بڑی ہو یا قریب ہو افضل ہے، کیونکہ اس میں دو ثواب ہیں: ایک جماعت کا، دوسرے تحصیل علم کا۔

(عمدۃ الفقہ ص۲۹۰ ج ۲،''باب: وتر کا بیان'' سے پہلے)

جامع مسجد کے ثواب کی وجہ سے محلّہ کی مسجد چھوڑنا چاہئے یا نہیں؟

عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : صلاة الرجل فی بيته بصلاة ' وصلا ته فی مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة ' و صلا ته فی المسجد الذی يُجمّعُ فيه بخمس مائة صلاة ' وصلا ته فی المسجد الاقصى بخمسين الف صلاة ' وصلا ته فی مسجدی بخمسين الف صلاة ' وصلا ته فی المجسد الحرام بمائة الف صلاة۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاة فی المسجد الجامع ، رقم الحديث:۱۴۱۳)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے، اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے، اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے، اور مسجد اقصی میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اور میری مسجد میں نماز پڑھنا

پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

اس حدیث کی وجہ سے ایک شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ اس میں ہے کہ جامع مسجد کا ثواب محلّہ کی مسجد سے زیادہ ہے، اس لئے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر جامع مسجد جانا چاہئے۔

اس کا ایک جواب حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ نے یہ دیا ہے کہ:

اس سے جمعہ کی نماز مراد ہوگی، لہذا محلّہ کی مسجد کے بجائے جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں جانا زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

یعنی پانچ وقت کی نمازیں تو محلّہ کی مسجد میں ادا کی جائیں اور جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھنی چاہئے۔ (حاشیہ امداد الفتاوی جدید ص ۲۲۷، تحت سوال نمبر: ۳۳۶، باب الامامة والجماعة)

یہ جواب درست ہے۔ مگر اب ہمارے زمانہ میں جبکہ تقریباً ہر محلّہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا ہو رہی ہے تو ہر مسجد جامع مسجد ہوگئی، اس لئے نماز جمعہ بھی محلّہ کی مسجد ہی میں ادا کی جانی چاہئے، اور بلا عذر اور بغیر ضرورت کے جمعہ کی نماز کے لئے بھی دوسری مساجد میں نہیں جانا چاہئے۔ اگرچہ علماء نے حدیث کی وجہ سے دوسری رائے بھی اختیار کی ہے۔

اصل میں شریعت کا منشا یہ تھا کہ جمعہ کی نماز صرف بستی میں ایک جگہ ہو، اور وہ جامع مسجد ہے، اور دوسری مساجد میں جمعہ کا قیام نہ ہو، اس لئے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ مسلمانوں کا اجتماع ہو، مگر ہم نے شریعت کے اس منشاء کے خلاف ہر مسجد میں جمعہ کی نماز شروع کردی تو شریعت کے ایک حکم کو تو ہم پہلے ہی توڑ چکے ہیں، اب جمعہ بھی اپنے محلّہ میں نہ پڑھ کر دوسرے حکم کو نہیں توڑنا چاہئے۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ محلّہ کی مسجد کی اہمیت اور حضرات صحابہ وتابعین کے عمل کی وجہ سے کہ ان حضرات نے محلّہ کی مسجد ہی میں نماز کا اہتمام

فرمایا، جمعہ کی نماز بھی محلّہ کی مسجد ہی میں ادا کی جائے گی۔ ’’فتاوی رحیمیہ‘‘ میں ہے:

عذر کے بغیر محلّہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کا انتظام کرنے سے شریعت کا مقصد اور مصلحت اور اسلامی شان وشوکت ختم ہو جاتی ہے۔ (قدیم ص۲۵۲ ج۱۔ اور ص۶۶ ج۳)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

روزانہ پانچوں وقت کی جماعت میں ایک محدود حلقہ یعنی ایک محلّہ ہی کے مسلمان جمع ہو سکتے ہیں، اس لئے ہفتہ میں ایک دن ایسا رکھ دیا گیا جس میں پورے شہر اور مختلف محلوں کے مسلمان ایک خاص نماز کے لئے شہر کی ایک بڑی مسجد میں جمع ہو جایا کریں۔

حاشیہ میں حضرت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

شریعت میں جمعہ کی جو خاص نوعیت رکھی گئی ہے، اور عہد نبوی اور دور صحابہ وتابعین بلکہ اس کے بھی کافی بعد تک امت کا جو طرز عمل جمعہ کے بارے میں تھا' اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہر اور ایک بستی میں جمعہ حتی الوسع ایک ہی جگہ ہونا چاہئے۔ ہاں اگر ایسی کوئی مسجد موجود نہ ہو جس میں شہر اور بستی کے سارے نمازی آسکیں تو پھر حسب ضرورت شہر کی اور بھی مناسب مسجدوں کو نماز جمعہ کے لئے تجویز کیا جا سکتا ہے، لیکن اس میں بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شہر کے ایک حلقہ میں جمعہ ایک ہی مسجد میں ہو، یہ طریقہ کہ محلّہ کی تمام مسجدوں میں الگ الگ جمعہ ہو یقیناً شریعت کے مقصد ومنشاً کے خلاف ہے۔

(معارف الحدیث ص۳۷۶ ج۳، جمعہ وعیدین، کتاب الصلوۃ)

آپ ﷺ کے دور مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا تھا

آپ ﷺ کے دور مبارک میں مسجد نبوی کے علاوہ اور بھی نو (۹) مسجدیں تھیں، مگر

ان میں جمعہ نہیں ہوتا تھا،سب مسجد نبوی (ﷺ) میں آ کر جمعہ ادا کرتے تھے۔

عن بكير بن الاشج رضى الله عنه : انه كان بالمدينة تسعة مساجد مع مسجده صلى الله عليه وسلم ، يسمع اهلها تأذين بلال، فيصلون فى مساجدهم ، رواه ابو داؤد فى مراسيله ، زاد يحى بن يحى فى روايته : ولم يكونوا يصلون فى شى ء من تلك المساجد (اى الجمعة) الا فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم ، كذا فى "التلخيص الحبير" (۱/۱۳۳)۔

(مراسیل ابوداؤد ص۵، باب ما جاء فى الصلوة ۔اعلاء السنن ص۹۲ ج۸، من باب تعدد الجمعة فى مصر واحد ، رقم الحديث:۲۰۸۷)

ترجمہ:......حضرت بکیر ابن الاشج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نو (۹) مسجدیں اور تھیں، ان مسجدوں کے (اردگرد رہنے والے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سنتے تھے،مگر وہ نماز اپنی مسجدوں میں پڑھتے تھے (اور مسجد نبوی ﷺ میں نہیں آتے تھے)۔حضرت یحی بن یحی رحمہ اللہ کی روایت میں یہ زیادتی آئی ہے کہ: ان مسجدوں کے اردگرد رہنے والے ان مساجد میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے،اور نماز جمعہ صرف مسجد نبوی میں ہی پڑھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم کہ: جمعہ جامع مسجد میں پڑھیں

عن عمر رضى الله عنه ' انه كتب الى ابى موسى ' و الى عمرو بن العاص ' والى سعد بن ابى وقاص رضى الله عنهم : ان يتخذ مسجدا جامعا ' و مسجدا للقبائل، فاذا كان يوم الجمعة انضموا الى المسجد الجامع ، فشهدوا الجمعة۔

(اعلاء السنن ص۸۹ ج۸، من باب تعدد الجمعة فى مصر واحد ، رقم الحديث:۲۰۸۳)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ‘ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی طرف لکھا کہ: وہ ایک جامع مسجد بنائیں اور دوسری مسجدیں قبائل اور محلوں کی بنائیں، (ان میں پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں) اور جب جمعہ کا دن ہو تو جامع مسجد میں جمع ہوں اور سب اس میں جمعہ پڑھیں۔

فقہاء نے بھی صراحت فرمائی ہے کہ جمعہ ایک جگہ ہی افضل ہے:

والافضل هو الجامع الواحد اذا لم يكن عذر و ضرورة۔

(الفتاوى التاتارخانية ص۵۵۰ ج۲، من قال : يصلى فى مسجده ، رقم الحديث:۳۲۶۸)

’’مجمع الانہر ‘‘میں تو ہے: چھوٹے شہر اور قصبہ میں جہاں لوگوں کے لئے آنا مشکل نہ ہو تو ایک جگہ سے زیادہ مقام پر جمعہ جائز نہیں۔

و لو كان المصر صغيرا لا مشقة فى اجتماع اهله فى موضع واحد لا تجوز فيه الزيادة على واحد (الى قوله) لانها من اعلام الدين۔

(مجمع الانهر ص۲۴۷ (قديم ۱۶۷) ج۲، باب الجمعة ،كتاب الصلوة۔ المغنى لابن قدامة ص۹۳ ج۲)

’’مبسوط سرخسی ‘‘میں ہے: جمعہ کا قیام اعلام دین میں سے ہے، اس لئے اس کی تقلیل جائز نہیں، ظاہر ہے کہ ہر جگہ جمعہ کا قیام ہوگا تو جماعت میں کمی ہوگی اور شریعت کا منشأ پورا نہیں ہوگا۔ واقامة الجمعة من اعلام الدين ، فلا يجوز القول بما يؤدى الى تقليلها۔ (مبسوط سرخسى ص۱۲۱ ج۲، باب صلوة الجمعة ، كتاب الصلوة)

ضرورت ہو تو ضرورت کے مطابق تعدد کی اجازت ہونی چاہئے، زیادہ چھوٹی چھوٹی مساجد میں جمعہ کا قیام نہیں ہونا چاہئے۔’’ بدائع الصنائع ‘‘میں ہے:

ولان الخروج یندفع عند کثرۃ الزحام بموضعین غالبا ، فلا یجوز اکثر من ذلک۔(بدائع الصنائع ص۲۶۱ (وفی نسخۃ :۵۸۷) ج۱، شرائط الجمعۃ ، کتاب الصلوۃ)

محلّہ کی مسجد میں جماعت فوت ہوجائے تو دوسری مسجد میں جائے یا نہیں؟

محلّہ کی مسجد میں جماعت فوت ہوجائے تو کیا دوسری مسجد میں جماعت کے لئے جانا چاہیئے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے فقہاء احناف اورامام مالک رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ: وہ چاہےتو اپنی مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے اور چاہےتو دوسری مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔(عمدۃ القاری ص۲۴۲ ج۵)

مگر حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے متعلق منقول ہے کہ: وہ حضرات اگر محلّہ کی مسجد میں نماز ہوجاتی اور جماعت چھوٹ جاتی تب بھی وہ دوسری مساجد میں نہ جاتے اوراپنے محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کر لیتے۔

(۱)......عن الحسن : فی رجل تفوتہ الصلوۃ فی مسجد قومہ ‘ فیأتی مسجدًا آخر ؟ فقال الحسن : ما رأینا المھاجرین یفعلون ذلک۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ:ایک شخص کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں فوت ہوجائے تو کیا وہ (جماعت کے حصول کے لئے) دوسری مسجد میں جائے؟ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم کواس طرح کرتے نہیں دیکھا،(یعنی وہ حضرات دوسری مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اپنی مسجد میں نماز ادا کر لیتے تھے)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲ ج۴، من قال : یصلی فی مسجدہ ، رقم الحدیث:۶۰۴۹)

(۲)......عن مجاھد قال : اذا فاتتک الصلوۃ فی مسجدک فلا تَتَبَّع المساجد ‘

صلِّ فی مسجدک۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم سے محلّہ کی مسجد میں نماز فوت ہوجائے تو دوسری مساجد کو تلاش مت کرو، (بلکہ اپنے محلّہ کی مسجد ہی میں نماز پڑھ لو)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲ ج۴، من قال : یصلی فی مسجدہ ، رقم الحدیث:۶۰۴۶)

(۳)......عن ابراھیم قال : اذا فاتتِ الرجلَ الصلوۃُ فی مسجد قومہ لم یَتَّبِعِ المساجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲ ج۴، من قال : یصلی فی مسجدہ ، رقم الحدیث:۶۰۴۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کسی شخص کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں فوت ہوجائے تو وہ دوسری مساجد کو تلاش نہ کرے۔

(۴)......عن ابراھیم ' عن علقمۃ قال : کان تفوتہ الصلوۃ فی مسجد قومہ ' فیجیءُ الی المسجد فیدخلہ ' فیصلِّی فیہ وھو یسمع الاذان من المسجد فلا یأتیھم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲ ج۴، من قال : یصلی فی مسجدہ ، رقم الحدیث:۶۰۴۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جب ان سے محلّہ کی مسجد میں نماز فوت ہوجاتی تب بھی وہ محلّہ کی مسجد میں آتے اور اسی میں نماز پڑھتے، باوجود اس کے کہ آپ دوسری مسجد کی اذان سنتے، مگر وہاں نہ جاتے، (یعنی دوسری مسجد میں ابھی اذان ہورہی ہوتی اور وہاں جماعت مل سکتی تھی، مگر اپنے محلّہ کی مسجد ہی میں نماز ادا فرماتے)۔

نوٹ:......تعجب ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت اسود رحمہ اللہ کے عمل کو نقل کیا:

"وکان الاسود اذا فاتتہ الجماعۃُ ذھب الی مسجد آخر"۔

ترجمہ......حضرت اسود رحمہ اللہ کی جب نماز فوت ہوجاتی تو دوسری مسجد میں چلے جاتے۔

(بخاری، باب فضل صلوۃ الجماعۃ ، قبل رقم الحدیث:٦٤٥)

مگران سے بڑے اور افضل تابعین کی روایات اور حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم کے عمل کو ترک کردیا۔

حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس کی صراحت فرمائی ہے کہ: اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت فوت ہوجائے تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش کے لئے جانا واجب نہیں ہے۔

’’اذا فاتته الجماعة لا يجب عليه الطلب في مسجد آخر‘‘۔

(بدائع الصنائع ص١٥٦ج١(ط:سعید)

تاہم کوئی جماعت کی طلب میں دوسری مسجد جائے تو کوئی حرج نہیں جاسکتا ہے، اور نہ جائے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’اذا فاتته الجماعة في مسجد حية فان اتى مسجدًا آخر يرجو ادراك الجماعة فيه فحسن وان صلى في مسجد حية فحسن‘‘۔

(بدائع الصنائع ص١٥٦ج١(ط:سعید)

چند مسائل

مسئلہ:......اگر کسی شخص کو جماعت کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں نہ ملی تو اس کو دوسری مسجد میں جماعت کی طلب واجب نہیں، لیکن اگر دوسری مسجد میں جماعت کے واسطے چلا جائے تو بہتر ہے، اور اگر اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھ لے تب بھی بہتر ہے۔اولی و مستحب یہ ہے کہ اگر اپنے محلّہ کی مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو دوسری مسجد میں تلاش کرے اور اگر اپنی مسجد میں داخل ہوگیا تو وہیں اکیلا پڑھ لے۔

مسئلہ: ......اگر مسجد الحرام یا مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں کسی کی جماعت فوت ہوگئی تو اس پر دوسری جگہ جماعت کی تلاش مستحب نہیں ہے، بلکہ وہیں اکیلا پڑھ لے، کیونکہ ان مساجد ثلاثہ میں نماز کا ثواب دوسری مسجدوں سے بہت زیادہ ہے۔

مسئلہ: ...... جب کسی مسجد میں داخل ہوا اور اس میں جماعت ہو رہی ہے تو جب تک اس میں جماعت کا کچھ حصہ بھی مل سکے اس میں شامل ہونا چاہئے، اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں پوری جماعت ملنے کے خیال سے جانا گناہ ہے، اور یہ گویا نماز سے اعراض کرنا ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۸۱ ج ۲، جماعت کا حکم)

محلّہ کی مسجد کی اذان جمعہ سے بیع مکروہ ہے...... محلّہ کی مسجد کی اذان کا جواب واجب ہے

مسئلہ: ......محلّہ کی مسجد کی اذان جمعہ سے خرید و فروخت جائز نہیں۔

مسئلہ: ......ایک بستی میں متعدد مساجد میں اذان ہو رہی ہو تو اپنے محلّہ کی مسجد کی اذان کا جواب بالقدم واجب ہے اور جواب باللسان مستحب ہے۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اجابت اذان کی دو قسمیں ہیں: ایک اجابت بالقدم یعنی اذان سن کر مسجد میں جانا، اور دوسری اجابت باللسان یعنی اذان سن کر زبان سے اس کا جواب دینا۔ اول واجب ہے اور ثانی مستحب ہے۔......

اسی طرح چند اذانوں کی بھی دو صورتیں ہیں: اول: ایک ہی مسجد میں چند اذانیں ہوں۔ دوم: چند اذانیں الگ الگ مساجد میں ہوں، قسم اول کا حکم ''درمختار'' میں یہ بیان کیا ہے کہ صرف اذان اول کا جواب واجب ہے۔

’’ولو تکرر اجاب الاول (در مختار) (قوله : ولو تكرر) أى اذان واحد بعد واحد اما لو سمعهم فى آن واحد من جهات فسيأتى‘‘۔(رد المحتار)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ’’درمختار‘‘ کا مذکور قول اس صورت کا حکم ہے، جبکہ متعدد اذانیں ایک ہی مسجد میں ہوں، اور اس حکم کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حرمت صرف اذان اول کے لئے ہے، کیونکہ بعد کی اذانیں مسنون نہیں ہیں۔

’’ويفيده ما فى البحر ايضا عن التفاريق اذا كان فى المسجد اكثر من مؤذن واحد أذنوا واحدا بعد واحد ، فالحرمة للاول‘‘۔

اور قسم دوم: (یعنی جب متعدد مساجد کی اذانیں سنے) کے متعلق علامہ شامی رحمہ اللہ نے ترجیح اس کو دی ہے کہ زبان سے تمام اذانوں کا جواب دے۔

’’بخلاف ما اذا كان من محلات مختلفة تأمل ، ويظهر لى اجابة الكل بالقول لتعدد السبب وهو السماع كما اعتمده بعض الشافعية‘‘۔(رد المحتار)

یعنی داعی الی اللہ کے ساتھ حسن ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ اجابت باللسان تمام مساجد کی اذانوں کی مستحب ہو۔

رہی اجابت بالقدم تو’’درمختار‘‘ میں ہے:

’’وفى التاتارخانية : انما يجب اذان مسجده ، و سئل ظهير الدين عمن سمعه فى آن من جهات ماذا يجب عليه ؟ قال : اجابة مسجده بالفعل ، قال الشامى : (قوله : انما يجب اذان مسجده) اى بالقدم‘‘۔(۱/۳۳۰، مکتبہ زکریا۔۲/۷۰/۱۷، کراچی:۱/۳۹۹)

یعنی اجابت بالقدم صرف مسجد محلّہ کی اذان کی واجب ہے۔

ادھر قول مختار کے مطابق جمعہ کی اذن اول کے وقت اجابت بالقدم واجب ہے۔

’’وان یستجیب بقدمه اتفاقا فی الاذان الاول یوم الجمعة لوجوب السعی‘‘۔

(در مختار)

کیونکہ آیت کریمہ: ﴿اذا نودی للصلوۃ ، الخ ﴾ سے مستفاد یہی ہے کہ اذان جمعہ سنتے ہی تمام کاروبار اور مشاغل چھوڑ کر علی الفور اجابت بالقدم واجب ہے، اور جب ایک بستی میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے تو اجابت بالقدم ہر مسجد کی طرف تو واجب ہو نہیں سکتی کہ یہ محال ہے، اور نہ اس مسجد کی طرف واجب ہے جہاں سب سے پہلے اذان ہوئی ہے، ورنہ تعدد جمعہ کا جواز ہی ختم ہو جائے گا، کیونکہ جب سب لوگوں کے لئے اسی مسجد کی طرف اجابت بالقدم واجب ہوئی تو اب اور جگہ جمعہ جائز کہاں رہا؟ بلکہ اجابت بالقدم مسجد محلّہ کی طرف واجب ہے، لہٰذا کراہت بیع اور وجوب سعی کا حکم بھی اسی مسجد محلّہ کی اذان اول کے ساتھ متعلق ہوگا۔ (امداد الفتاوی جدید ص۴۴۲/۴۴۳/۴۴۴ ج ۱)

ایک اور پہلو سے بھی اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے کہ آپ ﷺ اور بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے کبھی جماعت کی نماز فوت ہوئی تو انہوں نے وہ فوت شدہ نماز اپنے گھر میں ادا کی، یا اسی مسجد میں اکیلے اکیلے ادا فرمائی، دوسری مسجد میں تشریف نہیں لے گئے۔ چند روایتیں درج کی جاتی ہیں:

آپ ﷺ کا نماز کے فوت ہونے پر گھر میں نماز ادا فرمانا

(۱)......عن عبد الرحمن بن ابی بکرة عن ابیه :انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل من بعض نواحی المدینة یرید الصلوة‘ فوجد الناس قد صلوا ‘ فذهب الی منزله فجمع اهله ثم صلی بهم۔ (معجم طبرانی اوسط ۱۵ ج ۷، رقم الحدیث :۶۸۲۰)

ترجمہ:......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے

نواحی سے تشریف لائے، آپ ﷺ کا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا، لیکن آپ نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں، لہذا آپ ﷺ اپنے مکان پر تشریف لے گئے، اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے انہیں نماز پڑھائی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نماز فوت ہونے پر گھر میں نماز پڑھنا

(۲)......عن ابراهيم: ان علقمة والاسود اقبلا مع ابن مسعود الى مسجد ' فاستقبلهم الناس قد صلوا ' فرفع بهما الى البيت ' فجعل احدهما عن يمينه والآخر عن شماله ' ثم صلّى بهما۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۹ ج۲، باب الرجل يؤم الرجلين والمرأة ، رقم الحديث :۳۸۸۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمہما اللہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں آئے، لوگوں نے ان کا استقبال کیا اس حال میں کہ لوگ نماز پڑھ چکے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کو لے کر گھر چلے گئے، ایک کو دائیں جانب کھڑا کیا اور دوسرے کو بائیں جانب' پھر نماز پڑھائی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب مسجد میں نماز ہو چکی ہوتی تو اکیلے نماز پڑھتے

(۳)......عن الحسن قال : كان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم اذا دخلوا المسجد ' وقد صُلِّي فيه ' صلّوا فرادیٰ۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت محمد ﷺ کے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) جب مسجد میں تشریف لاتے اور نماز ہو چکی ہوتی تو اکیلے اکیلے نماز پڑھتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : يُصلون فُرادى ولا يجمعون ، رقم الحديث :۷۱۸۸)

جب مسجد میں جماعت فوت ہوتو اکیلے اکیلے نماز پڑھیں

(۴)......عن ابراھیم قال : یُصلون شتّی۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو' ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۷)

حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ کا فتوی کہ جماعت ہوچکی ہوتو اکیلے نماز پڑھو

(۵)......عن ابی قِلابة انه کان یقول :یصلون فرادیٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۴)

ترجمہ:......حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو' ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فتوی کہ جماعت ہوچکی ہوتو اکیلے نماز پڑھو

(۶)......عن الحسن انه کان یقول : یُصلون فرادیٰ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۳)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو' ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

(۷)......عن الحسن قال : یُصلون شتّی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۶)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو'

ایسی صورت میں بعد میں آنے والے) اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔

حضرت قاسم رحمہ اللہ نے جماعت فوت ہونے پر تنہا نماز پڑھی

(۸)......عن افلح قال : دخلنا مع القاسم المسجد وقد صُلِّی فیه ، قال : فصلی القاسمُ وحده۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۵ ج۵، من قال : یُصلون فُرادی ولا یجمعون ، رقم الحدیث :۷۱۸۹)

ترجمہ:......حضرت افلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) حضرت قاسم رحمہ اللہ کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لئے مسجد گئے) تو وہاں نماز ہو چکی تھی، تو حضرت قاسم رحمہ اللہ نے تنہا نماز پڑھی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تصریح

امام شافعی رحمہ اللہ نے دوسری جماعت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

(۹)......قال الامام الشافعی رحمه الله :

انا قد حفظنا ان قد فاتت رجالا معه الصلوة ، فصلوا بعلمه منفردین ، وقد کانوا قادرین علی ان یجمعوا ، وان قد فاتت الصلوة فی الجماعة قوما ، فجاء وا المسجد فصلی کل واحد منهم منفردا ، وقد کانوا قادرین علی ان یجمعوا فی المسجد ، فصلی کل واحد منهم منفردا ، وانما کرهوا لئلا یجمعوا فی مسجد مرتین ،

وقال ایضا: انما کرهت ذلک لهم ، لانه لیس مما فعل السلف قبلنا ، بل قد عابه بعضهم، الخ۔

(کتاب الام ص۱۵۴ ج۱، باب الرجل یؤم الرجلین والمرأة ، رقم الحدیث :۳۸۸۳)

ترجمہ:......حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ہمیں یاد ہے کہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ فوت ہوگئی تھی تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کے معلوم ہونے کے باوجود اکیلے اکیلے نماز پڑھی تھی، حالانکہ وہ دوسری جماعت کرنے پر قادر تھے۔ ایسے ہی کچھ لوگوں کی جماعت سے نماز رہ گئی تو وہ مسجد آئے اور ہر ایک نے الگ الگ نماز پڑھی، حالانکہ وہ بھی قادر تھے کہ مسجد میں دوسری جماعت کریں، لیکن پھر بھی انہوں نے دوسری جماعت کرانے کو اس لئے ناپسند سمجھا کہ وہ مسجد میں دومرتبہ جماعت کرنے کے مرتکب نہ ہوں۔

نیز امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں اہل محلّہ کے لئے تکرار جماعت کو مکروہ سمجھتا ہوں، اس لئے کہ یہ ایسا کام ہے جس کو ہمارے اسلاف نے نہیں کیا، بلکہ بعض نے تو اسے معیوب سمجھا۔

نوٹ:......امام شافعی رحمہ اللہ کی جماعت ثانیہ کی اس صراحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکیلے اکیلے نماز پڑھی مگر، آپ ﷺ نے ان کو دوسری مسجدوں میں جانے کا حکم نہیں دیا۔

آپ ﷺ کی ترک جماعت پر وعید بھی دوسری مسجد میں نہ جانے کی افضل ہونے دلیل ہے

(۱۰)......عن ابی هريرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : والذی نفسی بيده لقد هممت ان آمر بحطب فَيُحْطَبَ ثم آمر بالصلوة فيوذن لها ' ثم آمر رجلا فيؤم الناس ' ثم اخالف الی رجال فاحرق عليهم بيوتهم' والذی نفسی بيده لو يعلم احدهم انه يجد عرقا سمينا ' أو مرماتين حسنتين لشهد العشاء۔

(بخاری ص۸۹ ج۱، باب وجوب صلوة الجماعة ، کتاب الاذان ، رقم الحديث :۶۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بیشک میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پس وہ لکڑیاں جمع کریں، پھر میں نماز کا حکم دوں' پس اس کے لئے اذان دی جائے، پھر میں ایک شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز کے لئے جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) پس میں ان پر ان کے گھروں کو جلادوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت والی ہڈی یا بکری کے دو پائے مل جائیں گے تو وہ ضرور عشاء میں حاضر ہوگا۔

تشریح ...... اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر دوسری مسجد میں جانا بہتر ہوتا تو آپ ﷺ اس قدر سخت وعید ارشاد نہیں فرماتے، بلکہ جن کی جماعت چھوٹ گئی ہے، ان کو دوسری مسجد میں جانے کا حکم فرما دیتے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۰ / شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ، مطابق: ۱۷/ مئی ۲۰۱۷ء

بروز بدھ

نماز اور متعلقات نماز کی منقول دعائیں

وضو کی، مسجد جانے کی، فجر کی نماز کے لئے نکلنے کی، مسجد میں داخل ہونے کی، مسجد سے نکلنے کی، اذان اور اذان کے بعد کی، فجر کی سنت کے بعد کی، صف میں شریک ہونے کی، نماز کے شروع کی، رکوع کی، قومہ کی، سجدہ کی، جلسہ کی، سجدۂ تلاوت کی، تشہد کے بعد کی، تکبیر کے جواب کی، نماز کے بعد کی، سفر میں نماز فجر کے بعد کی، نماز فجر اور مغرب کے بعد کی، نماز مغرب کی سنت کے بعد کی، قنوت وتر اور وتر کے بعد کی دعائیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

وضو کے شروع کی دعائیں

(۱)......بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

(۲)......بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِسْلَامِ۔

(۳)......بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ ، وَتَمَامَ الصَّلٰوةِ ، وَتَمَامَ رِضْوَانِكَ ، وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ۔

(۴)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ وَ وَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ وَ بَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ۔

۱......مجمع الزوائد ص۳۰۳ ج۱، باب التسمية عند الوضوء ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۱۱۱۲۔

۲......كنز العمال ، اذكار الوضوء ، الطهارة ، رقم الحديث:۲۶۹۹۰/۲۶۹۹۱۔

۳......كنز العمال ، اذكار الوضوء ، رقم الحديث:۲۶۹۹۳۔

۴......عمل اليوم والليلة ص۳۶، باب ما يقول بين ظهرانی وضوئه ، رقم الحديث:۲۸۔

وضو کے بعد کی دعائیں

(۵)......اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ۔

نوٹ:......''ابن ماجہ'' میں ہے کہ: اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے۔

(۶)......اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

(۷)......سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَيْکَ۔

۵......مسلم ص۱۲۲ج۱، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، کتاب الطهارة، رقم الحديث: ۲۳۴۔ابن ماجہ، باب ما يقال بعد الوضوء، کتاب الطهارة و سننها، رقم الحديث:۴۶۹۔

۶......ترمذی، باب ما يقال بعد الوضوء، کتاب الطهارة، رقم الحديث:۵۵۔

۷......کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۴۱، باب القول عند الفراغ من الوضوء، رقم الحديث:۳۸۸، عمل اليوم والليلة ص۳۷، باب ما يقول اذا فرغ من وضوئه، رقم الحديث:۳۰۔مجمع الزوائد ص۳۳۰ج۱، باب ما يقول بعد الوضوء، کتاب الطهارة، رقم الحديث:۱۲۳۱۔

مسجد جاتے وقت کی دعائیں

(۱)......اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ ، وَ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا ، فَاِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً ، وَ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِکَ ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ ، فَاَسْأَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ ، وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ ، اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(۲)......اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ وَ اَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْکَ ، وَاَنْجَحَ مَنْ سَأَلَکَ وَطَلَبَ اِلَیْکَ یَا اَللّٰهُ ، یَا اَللّٰهُ ، یَا اَللّٰهُ ، یَا اَللّٰهُ ، یَا اَللّٰهُ۔

فجر کی نماز کے لئے نکلنے کی دعائیں

(۳)......اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضِلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزِلَّ ، اَوْ اَظْلَمَ اَوْ اُظْلِمَ ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ۔

(۴)......اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا ، وَ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا ، وَ اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا ، وَ اجْعَلْ فِی بَصَرِیْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا ، وَمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا ، وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا ، اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

۱......ابن ماجہ، باب المشی الی الصلوۃ ، ابواب المساجد والجماعات ، رقم الحدیث:۷۷۸۔

۲...... کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۴۹، باب القول عند دخول المسجد والخروج ، رقم الحدیث:۴۲۲۔نوٹ:......آپ ﷺ اس دعا کو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر پڑھتے تھے۔

۳...... کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۴۷، باب القول عند دخول المسجد والخروج ، رقم الحدیث:۴۱۳۔

۴......مسلم، باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین ، رقم الحدیث:۷۶۳۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

(۱)......بِسْمِ اللّٰہِ ' وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہو اور مسجد کا دروازہ پکڑ کر یہ دعا پڑھے

(۲)......اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَوْجَہَ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْکَ ' وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ ' وَاَفْضَلَ مَنْ سَأَلَکَ وَ رَغِبَ اِلَیْکَ۔

مسجد سے نکلنے کی دعائیں

(۳)......بِسْمِ اللّٰہِ ' وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

(۴)......اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

(۵)......بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ ' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(٦)......اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَ جُنُوْدِہٖ۔

۱......ابن ماجہ، باب الدعاء عند دخول المسجد ، ابواب المساجد ، رقم الحدیث:۷۷۱۔

۲......عمل الیوم واللیلۃ ۲۱۳/، باب ما یقول اذا دخل المسجد یوم الجمعۃ ، رقم الحدیث:۳۷۴

۳......ابن ماجہ، باب الدعاء عند دخول المسجد ، ابواب المساجد ، رقم الحدیث:۷۷۱۔

۴......ابن ماجہ، باب الدعاء عند دخول المسجد ، ابواب المساجد ، رقم الحدیث:۷۷۳۔

۵......کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۵۱، باب القول عند دخول المسجد والخروج ، رقم الحدیث:۴۲۸۔

٦......عمل الیوم واللیلۃ ص۱۰۱، باب ما یقول اذا قام علی باب المسجد ، رقم الحدیث:۱۵۵۔

نوٹ:......یہ دعا مسجد سے نکلنے کے بعد مسجد کے باہر دروازے پر پڑھے۔

اذان سنے تو یہ دعا پڑھے

(۱)......[وَاَنَا] اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] رَسُوْلًا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔

(۲)......وَاَنَا اَشْهَدُ بِهَا مَعَ كُلِّ شَاهِدٍ ، وَ اَتَحَمَّلُهَا عَنْ كُلِّ جَاحِدٍ۔

۱؎...... مسلم ص۱۶۷ ج۱، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم ثم يسأل له الوسيلة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث :۳۸۶۔

نوٹ:......"مسلم شریف" کی روایت میں "وَاَنَا" نہیں ہے، مگر دوسری کتابوں میں "وَاَنَا" بھی آیا ہے۔

(ابوداؤد، باب ما يقول اذا سمع المؤذن ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۲۵۔ ترمذی، باب ما يقول اذا اذّن المؤذن من الدعاء ' كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۲۱۰۔ ابن ماجہ، كتاب الاذان والسنة فيها ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۷۲۱)

۲؎...... كتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۶۰، باب القول عند الاذان ، رقم الحديث:۴۶۴۔

مجمع الزوائد ص۶۹ ج۲، باب:اجابة المؤذن و ما يقول عند الاذان والاقامة ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۱۸۸۳۔

اذان کی بعد کی دعائیں

(٣)......اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ ، اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ۔

(٤)......اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ، وَارْضَ عَنَّا رِضیً لَا سَخَطَ بَعْدَهُ۔

(٥)......اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةُ الْحَقِّ وَكَلِمَةُ التَّقْوٰی اَحْيِنَا عَلَيْهَا ، وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا ، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا ، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اَهْلِهَا مَحْيًا وَ مَمَاتًا۔

(٦)......اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّداً الوَسِيْلَةَ ، وَاجْعَلْ فِی الْعِلِّيِّيْنَ دَرَجَتَهُ ، وَفِی الْمُصْطَفَيْنَ تَحِيَّتَهُ ، وَفِی الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ۔

(٧)......اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ، [عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ] وَاَعْطِهِ سُؤْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [وَبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ عِنْدَكَ] وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]۔

٣......بخاری، باب الدعاء عند النداء ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:٦١٤۔

٤......عمل اليوم والليلة ص٤٧، باب كيف مسألة الوسيلة ، رقم الحديث:٩٦۔

٥......عمل اليوم والليلة ص٥٧، باب كيف مسألة الوسيلة ، رقم الحديث:٩٨۔

٦......عمل اليوم والليلة ص٥٧، باب كيف مسألة الوسيلة ، رقم الحديث:٩٩۔اخرجه الطبرانی فی الكبير ، رقم الحديث :٩٧٩٠۔مجمع الزوائد ص٦٩ ج٢، باب:اجابة المؤذن و ما يقول عند الاذان والاقامة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:١٨٨٢۔

٧......اخرجه الطبرانی فی الاوسط ، رقم الحديث:٣٦٦٢۔اخرجه الطبرانی فی الكبير ، رقم

(٨)......اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَ اَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔

مغرب کی اذان کے وقت کی دعا

(٩):......اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْلِيْ۔

الحديث :١٢٥٥٤۔ مجمع الزوائد ص٦٨ ج٢، باب : اجابة المؤذن و ما يقول عند الاذان والاقامة، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:١٨٧٥/١٨٧٩/١٨٨١۔

٨......عمل اليوم والليلة ص٦٧، باب كيف مسألة الوسيلة ، رقم الحديث:١٠٠۔

٩......ابوداؤد، باب ما يقول عند اذان المغرب ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:٥٣٠۔

سنت فجر کے بعد کی دعا

(۱)......اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ ' وَ رَبَّ اِسْرَافِيْلَ ' وَ رَبَّ مُحَمَّدِ [النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم] اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ۔(یہ دعا تین مرتبہ پڑھے)

(۲)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ ' وَ تَجْمَعُ بِهَا اَمْرِیْ [وَ تَجْمَعُ بِهَا شَمْلِیْ] ' وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِیْ وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِیْ [وَتَحْفَظُ بِهَا غَائِبِی] [وَتُصْلِحُ بِهَا دِیْنِیْ] وَ تَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ [وَ تُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ، وَ تُبَيِّضُ بِهَا وَجْهِیْ] وَ تُلْهِمُنِیْ بِهَا رُشْدِیْ ' وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِیْ ' وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ ' اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ اِيْمَانًا وَ يَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ ' وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِیْ [الْعَطَاءِ وَ] فِی الْقَضَاءِ [وَعِنْدَ اللِّقَاءِ] ' وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ ' وَ عَيْشَ السُّعَدَاءِ [وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَاءَ] وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَاءِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِیْ وَاِنْ قَصُرَ رَأْیِیْ وَ ضَعُفَ عَمَلِیْ اِفْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ ' فَاَسْاَلُكَ يَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ ' وَ يَا شَافِیَ الصُّدُوْرِ ' كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ ' اَنْ تُجِيْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ' وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ ' اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْیِیْ [وَضَعُفَ عَنْهُ عَمَلِیْ] وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْاَلَتِیْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدتَّهُ اَحَداً مِنْ خَلْقِكَ اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ وَ اَسْاَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ' اَللّٰهُمَّ ذَا

---

[۱]......عمل اليوم والليلة ص۷۷، باب كيف مسألة الوسيلة ، رقم الحديث :۱۰۳۔ مجمع الزوائد ص۳۸۴ج ۲، باب فی ركعتی الفجر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۳۱۱/۳۳۱۲۔

الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ ، وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ ، اَسْأَلُکَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ ، اَلرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ، اَلْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ ، اَنْتَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ ، وَاِنَّکَ تَفْعَلُ مَاتُرِيْدُ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَا دِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِاَوْلِيَاءِ کَ وَ عَدُوًّا لِاَعْدَائِکَ نُحِبُّ بِحُبِّکَ مَنْ اَحَبَّکَ وَ نُعَادِیْ بِعَدَاوَتِکَ مَنْ خَالَفَکَ ، اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْکَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْکَ التُّكْلَانُ [وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ ، وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ ، وَ نُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ ، وَ نُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ ، وَ نُوْرًا عَنْ يَمِيْنِیْ ، وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ ، وَ نُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ ، وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ ، وَ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ ، وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ ، وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ ، وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ ، وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ ، وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ ، وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ ، اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا ، وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا [اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا] وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا ، سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَ تَكَرَّمَ بِهِ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا يَنْبَغِی التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهُ ، سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَ النِّعَمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

۲؎......ترمذی، باب منه ، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث : ۳۴۱۹۔ کتاب الدعاء (للطبرانی)ص۱۶۵، باب الدعاء بعد رکعتی الفجر ، رقم الحديث:۴۸۲۔

صف میں شریک ہونے لگے تو پڑھے

(۱)......اَللّٰھُم آتِنِیْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِیْ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ۔

تکبیر میں ''قد قامت الصلوۃ'' کا جواب

(۲)......اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا۔

لہ......اخرجہ النسائی فی '' عمل الیوم واللیلۃ '' رقم الحدیث :۹۳۔عمل الیوم واللیلۃ ص۷٦، باب کیف مسألۃ الوسیلۃ ، رقم الحدیث :۱۰۰۔کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱٦۸، باب القول عند الانتہاء الی الصف ، رقم الحدیث:۴۹۲۔

۲ہ......*ابوداؤد*، باب ما یقول اذا سمع الاقامۃ ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۲٦۔

نماز کے شروع کی دعائیں

(١)......اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِن الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ۔

(٢)......﴿وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ، ﴿اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ اَنْتَ] رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ [لَا شَرِيْكَ لَكَ] ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ ، وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ [وَقِنِیْ شَرِّ الْاَعْمَالِ وَ شَرِّ الْاَخْلَاقِ فَاِنَّهٗ لَا يَقِیْ سَيِّئِهَا اِلَّا اَنْتَ] لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِیْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ ، اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ ، تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ [لَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ]۔

(٣)......اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

١......بخاری، باب ما يقول بعد التكبير ، كتاب الاذان ، رقم الحديث:٧٤٤۔

٢......مسلم ص٢٦٣، باب صلوة النبی و دعاء ه صلى الله عليه و سلم بالليل ، كتاب الصلوة المسافرين و قصرها ، رقم الحديث :١٧٧١۔ كتاب الدعاء (للطبرانی) ص١٧٠، باب القول بعد التشهد ، رقم الحديث:٤٩٦/٤٩٧/٤٩٨۔

كَثِيْراً ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ] اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ [الرَّجِيْمِ] مِنْ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ وَهَمْزِهِ۔

رات کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعا

(۱)......اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ [اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، لَكَ الْحَمْدُ] اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ ، وَ لِقَائُكَ حَقٌّ ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ – اَوْ– لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ –[اَنْتَ اِلٰهِیْ لَا اِلٰهَ لِیْ غَيْرُكَ] [وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ]۔

۳؎......ابوداؤد، باب ما یستفتح به الصلوة من الدعاء ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۷۶۴۔

ابن ماجہ، باب الاستعاذة فی الصلوة ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها ، رقم الحدیث: ۸۰۸۔

۱؎......بخاری، باب التهجد باللیل ، کتاب التهجد ، رقم الحدیث :۱۱۲۰۔ باب قول الله تعالی ﴿وهو الذی خلق السموات والارض بالحق﴾ ، کتاب التوحید ، رقم الحدیث:۷۳۸۵۔نسائی،

(۲)......اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ' عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ، اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ' اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

(۳)......اَللّٰہُ اَکْبَرُ ' ذُو الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ۔

باب ذکر ما یستفتح بہ القیام ، کتاب قیام اللیل و تطوع النہار ، رقم الحدیث:۱٦۲۰۔

۲......مسلم، باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ و سلم و دعائہ باللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا ، رقم الحدیث :۷۷۰

۳......کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۷۸، باب منہ [جامع ابواب القول]، رقم الحدیث:۵۲۳۔

رکوع کی دعائیں

(۱)......سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔

(۲)......سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

(۳)......سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ۔

(۴)......سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

(۵)......اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ ، وَ بِکَ اٰمَنْتُ، وَلَکَ اَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ مُخِّیْ وَ عَظْمِیْ وَ عَصَبِیْ ، [وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِہٖ قَدَمَایَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ]۔

(۶)......سُبْحَانَکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

۱......مسلم ص۲۶۴، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلوۃ اللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، رقم الحدیث:۷۷۲،

۲......مسلم ص۱۹۲، باب ما یقال فی الرکوع والسجود ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۸۷۔

۳......ابوداؤد، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۷۳۔

۴......بخاری، باب الدعاء فی الرکوع ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:۷۹۴۔

۵......مسلم ص۲۶۳، باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ و سلم و دعائہ باللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، رقم الحدیث:

۷۷۱۔ کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۴۱، باب القول فی الرکوع ، رقم الحدیث:۵۲۹۔

۶......کتاب الدعاء (للطبرانی) ص۱۴۱، باب آخر، رقم الحدیث:۵۴۷۔

قومہ کی دعائیں

(۱)......رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ۔

(۲)...... اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا [وَ] لَکَ الْحَمْدُ ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ، وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ، وَ كُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

(۳)...... اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ، اَللّٰهُمّ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ۔

۱......بخاری، باب فضل اللهم ربنا لک الحمد ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۷۹۹۔

۲......مسلم، باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۷۷/ ۴۷۸۔نسائی، باب ما يقول فی قيامه ذلک ، کتاب الافتتاح [التطبیق] ، رقم الحدیث:۱۰۶۸۔

۳......مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۳ ج۲، باب فی الرجل اذا رفع رأسه من الركوع ما يقول ؟ کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۲۵۶۲۔

سجدہ کی دعائیں

(۱)......سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔

(۲)......سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَا ئِکَةِ وَالرُّوْحِ۔

(۳)......سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔

(۴)......سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

(۵)......اَللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ ، وَ بِکَ اٰمَنْتُ ، وَ لَکَ اَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهُ وَ صَوَّرَهُ ، وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ ، تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

(۶)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ ، وَاَوَّلَهُ وَآخِرَهُ ، وَعَلَا نِیَتَهُ وَسِرَّهُ۔

(۷)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ ، وَ [اَعُوْذُ] بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ

۱......مسلم ص۲۶۴، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلوۃ اللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرها، رقم الحدیث:۲۷۷،

۲......مسلم ص۱۹۲، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۸۷۔

۳......ابوداوٗد، باب ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۷۳۔

۴......بخاری ص۱۰۹ج۱، باب الدعاء فی الرّکوع ، کتاب الاذان رقم الحدیث:۷۹۴۔

۵......مسلم ص۲۶۳، باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیه و سلم و دعائه باللیل ، کتاب صلوۃ المسافرین و قصرها ، رقم الحدیث:۷۷۱۔

۶......مسلم ص۱۹۱، باب ما یقال فی الرکوع والسجود ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۴۸۳۔

اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

جلسہ کی دعائیں

(۱)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ۔

(۲)......رَبِّ اغْفِرْلِیْ ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

سجدۂ تلاوت کی دعائیں

(۱)......سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَهُ ، وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ ، بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ۔

(۲)......اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا ، وَضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا ، وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ [عَلَیْهِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ]۔

۷......مسلم، باب ما یقال فی الرکوع والسجود ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۴۸۶۔ ابوداؤد ، باب الدعاء فی الرکوع والسجود ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۷۹۔

۱......ابوداؤد، باب الدعاء بین السجدتین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۸۵۰۔ترمذی، باب ما یقول بین السجدتین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۲۸۴۔ابن ماجہ، باب ما یقول بین السجدتین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۹۷۔

۲......ابوداؤد، باب ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۸۷۴۔ ابن ماجہ، باب ما یقول بین السجدتین ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۸۹۷۔

۱......ترمذی، باب ما جاء ما یقول فی سجود القرآن ،کتاب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۴۲۵۔

۲......ترمذی، باب ما جاء ما یقول فی سجود القرآن ،کتاب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۴۲۴۔

تشہد کے بعد پڑھنے کی دعائیں

(۱)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا [كَبِيْرًا] وَ [اِنَّهٗ] لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(۲)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

(۳)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

(۴)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

۱......بخاری، باب الدعاء قبل السلام، کتاب الاذان، رقم الحدیث:۸۳۴۔
مسلم ص۳۴۷، باب الدعوات والتعوذ، کتاب الذکر و الدعاء والتوبة والاستغفار، رقم الحدیث: ۲۷۰۵۔

۲......مسلم، باب صلوة النبی و دعاء ہ صلی اللہ علیہ و سلم باللیل، کتاب صلوة المسافرین و قصرها، رقم الحدیث:۷۷۱۔

۳......مسلم، باب ما یستعاذ منه فی الصلوة، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، رقم الحدیث: ۵۸۹/۵۸۸۔ابوداؤد، باب ما جاء ما یقول بعد التشهد، کتاب الصلوة، رقم الحدیث:۹۸۴۔ بخاری، باب الدعاء قبل السلام، کتاب الاذان، رقم الحدیث:۸۳۲۔

۴......ابوداؤد، باب ما یقول بعد التشهد، کتاب الصلوة، رقم الحدیث :۹۸۵۔نسائی، باب

(۵)......اَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَکَ حَقٌّ ، وَاَنَّ لِقَاءَکَ حَقٌّ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ ، وَاَنَّ النَّارَ حَقٌّ، وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا ، وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

(۶)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ ، وَاَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ ، وَاَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا ، وَاَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ ، وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ۔

(۷)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ! يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ ! اِنِّیْ اَسْأَلُکَ۔

الدعاء بعد الذکر ،کتاب الافتتاح ، رقم الحدیث:۱۳۰۲۔

۵......کتاب الدعاء (للطبرانی)ص۱۹۹، باب القول بعد التشهد ، رقم الحدیث:۶۲۲۔

۶......کتاب الدعاء (للطبرانی)ص۲۰۰، باب القول بعد التشهد ، رقم الحدیث:۶۲۶۔

معجم الکبیر للطبرانی ص۳۵۲ ج۷، رقم الحدیث:۶۲۲۔

۷......نسائی، باب الدعاء بعد الذکر ، کتاب الافتتاح ، رقم الحدیث:۱۳۰۲۔

آپ ﷺ کی نماز کے بعد کی دعائیں

(۱)......اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَاَعُوْذُ بِک مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

(۲)...... اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

(۳)......لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ ، وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَئْیٍ قَدِیْرٌ ، اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

(۴)...... رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔

(۵)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، وَمَا اَسْرَفْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّی اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

(۶)...... اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَئْیٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَئْیٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَئْیٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ کُلَّھُمْ اِخْوَۃٌ ،

۱......بخاری، باب ما یتعوذ من الجبن ، کتاب الجھاد ، رقم الحدیث:۲۸۲۲۔

۲......مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ، رقم الحدیث:۵۹۱۔

۳......مسلم ص۲۱۸، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ، رقم الحدیث :۵۹۳۔

۴......مسلم، باب استحباب یمین الامام ، رقم الحدیث:۷۰۹،

۵......ابوداؤد ص۲۱۲ ج۱، باب ما یقول الرجل اذا سلّم ، رقم الحدیث:۱۵۰۹۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَئٍ اِجْعَلْنِىْ مُخْلِصًا لَّكَ وَاَهْلِىْ فِىْ كُلِّ سَاعَةٍ فِى الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَ الْاِكْرَامِ ، اِسْمَعْ وَ اسْتَجِبْ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ نُوْرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ ، حَسْبِىَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ۔

(۷)...... اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(۸)......اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِىْ دِيْنِىَ الَّذِىْ جَعَلْتَهُ لِىْ عِصْمَةً ' وَاَصْلِحْ لِىْ دُنْيَاىَ الَّتِىْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِىْ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نَقْمَتِكَ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ' لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

(۹)......اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔

(۱۰)...... اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلاً ۔

(۱۱)......اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالذُّلِّ

۶......ابوداؤد، باب ما يقول الرجل اذا سلّم ، رقم الحديث:۱۵۰۸۔

۷......نسائی، باب التّعوذ فی دبر الصلاة ، كتاب السهو ، رقم الحديث:۱۳۴۷۔

۸......نسائی، نوع آخر من الدعاء عند الانصراف من الصلاة ' كتاب السهو ' رقم الحديث: ۱۳۴۶۔

۹......كتاب الدعاء ' للطبرانی ص۲۱۱، جامع ابواب القول فی ادبار الصلوات ، رقم الحديث:۶۶۴ اخرجه احمد ، والنسائی فی السنن الكبرى ص۱۸۸ج۵، رقم الحديث:۸۶۳۳۔ وابن السنی ص۸۴، رقم الحديث:۱۱۷، وصححه ابن حبان (۲۳۸/۳،۱۲۷/۷) فی الاحسان۔

۱۰......ابن ماجہ ص۶۶ ، باب ما يقال بعد التسليم ، رقم الحديث:۹۲۵۔

۱۱......كتاب الدعاء ' للطبرانی ص۲۰۱، جامع ابواب القول فی ادبار الصلوات ، رقم الحديث:

وَالصِّغَارِ وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

(۱۲)......اَللّٰهُمَّ لا تُخْزِنِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَلَا تُخْزِنِیْ يَوْمَ البَأسِ ، فَاِنَّ مَنْ تُخْزِهِ يَوْمَ الْبَأسِ فَقَدْ اَخْزَيْتَهُ۔

(۱۳)......اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُخْزِيْنِیْ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُرْدِيْنِیْ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ يُلْهِيْنِیْ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُنْسِيْنِیْ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُطْغِيْنِیْ۔

(۱۴)......اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِیْ آخِرَهُ ، وَخَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَهُ ، وَاجْعَلْ خَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ اَلْقَاکَ۔

(۱۵)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَخَطَايَایَ كُلَّهَا ، اَللّٰهُمَّ اَنْعِشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ ، اِنَّهُ لَايَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔

(۱۶)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَئِی وَ عَمَدِیْ ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ

۶۶۰۔

۱۲؎......عمل الیوم واللیلۃ ص۹۰، باب ما يقول فی دبر صلوة الصبح ، رقم الحديث:۱۲۸۔

۱۳؎......اخرجه البزار كما فی "كشف الاستار" رقم الحديث:۳۱۰۲۔عمل الیوم واللیلۃ ص۸۶، باب ما يقول فی دبر صلوة الصبح ، رقم الحديث:۱۲۰۔

۱۴؎......عمل الیوم واللیلۃ ص۸۶، باب ما يقول فی دبر صلوة الصبح ، رقم الحديث:۱۲۱۔

۱۵؎......عمل الیوم واللیلۃ ص۸۴، باب ما يقول فی دبر صلوة الصبح ، رقم الحديث :۱۱۶۔حیاۃ الصحابۃ ص۴۵ ج۴ ،(م: دار ابن کثیر، دمشق، بیروت) باب الخامس عشر، باب كيف كان النبی صلی الله عليه وسلم و اصحابه يعجبون الی الله بالدعوات۔

۱۶؎......حیاۃ الصحابہ ص۴۵ ج۴ ،(م: دار ابن کثیر، دمشق، بیروت)

وَالْاَخْلَاقِ ، اِنَّهُ لَا يَهْدِىْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔

(۱۷)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ ، وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ ، وَبَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ۔

(۱۸)...... اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَتُبْ عَلَىَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم " مائة مرة۔

(۱۹)...... اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِىْ مَدِيْنَتِنَا ، وَبَارِكْ لَنَا فِى مُدِّنَا وَصَاعِنَا۔

(۲۰)...... اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔

(۲۱)......اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّى الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔ وفى رواية : اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّى الْغَمَّ وَالْحُزْنَ۔

(۲۲)......اَللّٰهُمَّ خَلِّصْ سَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِىْ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدَ بْنَ

باب الخامس عشر ، باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه يعجبون الى الله بالدعوات۔

۱۷......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۲ ج۱۵، ما كان يدعو به النبى صلى الله عليه وسلم ، كتاب الدعا رقم الحديث :۳۰۰۰۴۔

۱۸......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۶ ج۱۵، ما يقال فى دبر الصلوات ؟ كتاب الدعا ، رقم الحديث : ۲۹۸۷۶۔

۱۹......مجمع الزوائد ص۳۰۵ ج۳، باب الصبر على جهد المدينة ، رقم الحديث:۵۸۱۶۔

۲۰......طبرانی معجم کبیر، رقم الحديث:۲۰۵۸۔

۲۱......حیاۃ الصحابہ ص۴۵ ج۴، (م: دار ابن کثیر، دمشق بیروت) باب الخامس عشر ، باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه يعجبون الى الله بالدعوات۔

۲۲......مسند بزار ص۲۵۹ ج۱۴، رقم الحديث:۷۸۴۵۔

الْوَلِيْدِ وَضَعَفَةَ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔

(۲۳)......اَللّٰهُمَّ اَعِنِّى عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

۲۳؎......حیاۃ الصحابۃ ص۳۴۳ ج۴، (م: دار ابن کثیر، دمشق بیروت) باب الخامس عشر ، باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه يعجبون الى الله بالدعوات۔

۱؎......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۷ ج۱۵، ما يقال فى دبر الصلوات ؟ كتاب الدعا ، رقم الحديث :

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز کے بعد دعائیں

(۱)...... اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ ' وَاَسْتَھْدِیْکَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ ' وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ فَتُبْ عَلَیَّ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ فَاجْعَلْ رَغْبَتِیْ اِلَیْکَ ' وَاجْعَلْ غِنَایَ فِیْ صَدْرِیْ ' وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ ' وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ۔

(۲)......اَللّٰھُمَّ تَمَّ نُوْرُکَ فَھَدَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَظُمَ حِلْمُکَ فَعَفَوْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ ' وَبَسَطْتَّ یَدَکَ فَاَعْطَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ ' رَبَّنَا وَجْھُکَ اَکْرَمُ الْوُجُوْہِ ' وَجَاھُکَ خَیْرُ الْجَاہِ ' وَعَطِیَّتُکَ اَفْضَلُ الْعَطِیَّۃِ وَاَھْنَأُھَا، تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْکُرُ، وَتُعْصٰی رَبَّنَا فَتَغْفِرُ ' وَتُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ وَتَکْشِفُ الضُّرَّ ' وَتَشْفِی السَّقِیْمَ ' وَتُنْجِیْ مِنَ الْکَرْبِ ' وَ تَقْبَلُ التَّوْبَۃَ ' وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ لِمَنْ شِئْتَ' لَا یَجْزِیْ اٰلَا ئِکَ اَحَدٌ ' وَلَا یُحْصٰی نِعْمَائِکَ قَوْلُ قَائِلٍ۔

(۳)...... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ ' وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ ، وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالْجَوَازَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً اِلَّا قَضَیْتَھَا۔

۲۹۸۷۸۔

۲......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۹ ج۱۵، ما یقال فی دبر الصلوات ؟ رقم الحدیث:۲۹۸۶۷۔

۳......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۳ ج۱۵، ما جاء عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، کتاب الدعا ، رقم الحدیث:۳۰۱۴۷۔

۴......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۹ ج۱۵، ما جاء عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، کتاب

(۴)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذَنبِی ، وَ یَسِّرْلِی اَمْرِی ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِی۔

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پڑھنے کی دعا

(۵)......بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ، اَللّٰھُمّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ [الْغَمَّ] وَالْحَزَنَ۔

سفر میں نماز فجر کے بعد کی دعا

(۶)......اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِی الَّذِیْ جَعَلْتَہُ لِیْ عِصْمَۃَ اَمْرِیْ ، اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْھَا مَعَاشِیْ، اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِی الَّتِیْ جَعَلْتَ اِلَیْھَا مَرْجِعِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ۔(تین تین مرتبہ پڑھے)

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

نماز فجر اور مغرب کے بعد کی دعا

(۷)......اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔(یہ دعا سات مرتبہ پڑھے)

الدعا ، رقم الحدیث:۲۹۸۶۵،

۵......مجمع الزوائد ص۱۰۶ج۱۰، باب الدعاء فی الصلوۃ و بعدھا کتاب الاذکار ، رقم الحدیث : ۱۶۹۷۱/۲/۱۶۹۷۲۔اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ، رقم الحدیث:۲۴۹۷/۳۱۷۶۔کتاب الدعاء ، للطبرانی ص۲۱۰، جامع ابواب القول فی ادبار الصلوات ، رقم الحدیث:۶۵۹۔

۶......عمل الیوم واللیلۃ ص۸۹، باب ما یقول فی دبر صلوۃ الصبح ، رقم الحدیث:۱۲۷۔

۷......ابوداؤد، باب ما یقول اذا اصبح ، کتاب الادب ، رقم الحدیث:۵۰۷۹۔

۸......عمل الیوم واللیلۃ ص۳۷۳، باب ما یقول بعد صلوۃ المغرب ، رقم الحدیث:۶۵۸۔

نماز مغرب کی دوسنت کے بعد کی دعا

(۸)......یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ۔

ل......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۱۸ ج ۴، فی قنوت الوتر من الدعاء ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:

قنوت وتر اور وتر کے بعد کی دعائیں

(۱)......اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ ، وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ ، وَلَا نَكْفُرُكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ [الْجِدَّ] اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ [اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ ، وَ يَجْحَدُوْنَ آيَاتِكَ ، وَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ ، وَ يَتَعَدُّوْنَ حُدُوْدَكَ ، وَيَدْعُوْنَ مَعَكَ اِلٰهًا آخَرَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ عَمَّا يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا]۔

(۲)......اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَن وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] [سُبْحَانَكَ رَبَّنَا] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]۔

۶۹۶۶۔کتاب الدعاء ‘ للطبرانی ص۲۳۸، باب القول فی قنوت الوتر ، رقم الحدیث:۷۵۰۔

۲......ابوداؤد، باب القنوت فی الوتر،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۱۴۲۵۔ترمذی، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر، ابواب الوتر ، رقم الحدیث:۴۶۴۔نسائی، باب الدعاء فی الوتر ، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، رقم الحدیث :۱۷۴۷۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا ، رقم الحدیث :۱۱۷۸۔کتاب الدعاء ‘ للطبرانی ص۲۳۶/۲۳۵، باب القول فی قنوت الوتر، رقم الحدیث:۷۴۴/۷۴۰۔

۳......مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۷ ج۴، فی قنوت الوتر من الدعاء ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث

(۳)......لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ ' وَ مِلْءَ مَا بَیْنَهُمَا مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ ' اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ' کُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ ' لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ ' وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ ' وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

نوٹ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قنوت وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

(۴)......اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَرٰی وَلَا تُرٰی ' وَاَنْتَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی ' وَاِنَّ اِلَیْکَ الرُّجْعٰی ' وَاِنَّ لَکَ الْآخِرَةَ وَالْاُوْلٰی ' اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نَذِلَّ وَ نَخْزٰی۔

نوٹ:......حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما قنوت وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

وتر کے آخر میں (تشہد اور درود شریف کے بعد) پڑھنے کی دعائیں

(۵)......اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِی بَصَرِیْ نُوْرًا ' وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا ' وَمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا ' ومِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا ' وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔

(۶)......اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ [بِکَ] بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ ' وَ [اَعُوْذُ] بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ ' وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ' لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

:۶۹۶۲۔

۴......مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۸ ج۴، فی قنوت الوتر من الدعاء ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۶۹۶۳۔

۵......کتاب الدعاء ' للطبرانی ص۲۳۸، باب القول فی قنوت الوتر ، رقم الحدیث:۷۵۲۔

۶......ابوداؤد، باب القنوت فی الوتر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۱۴۲۷۔ترمذی، باب الدعاء

وتر کے بعد پڑھنے کی دعا

(۷)......سُبُحَانَ الُمَلِکِ الُقُدُّوُسِ۔

نوٹ:...... یہ دعا تین مرتبہ پڑھے اور تیسری دفعہ تھوڑے سے زور سے۔

فی الوتر ، احادیث شتی من ابواب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵٦٦۔نسائی، باب الدعاء فی الوتر کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، رقم الحدیث:۱۷۴۸۔

ابن ماجہ، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا ، رقم الحدیث : ۱۱۷۹۔

ے......ابوداؤد، باب فی الدعاء بعد الوتر ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۱۴۳۰۔نسائی، ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر ،کتاب قیام اللیل ، رقم الحدیث:۱۷۰۲۔